فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون

مؤلف

آیۃ اللہ ابراہیم امینی

مترجم

حجۃ الاسلام اختر عباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤسسہ انصاریان للطباعۃ والنشر
شارع شہدا۔ قم ایران

نام کتاب ــــــــ فاطمہ زہراؑ (اسلام کی مثالی خاتون)
مولف ــــــــ ابراہیم امینی
مترجم ــــــــ اختر عباس
کتابت ــــــــ صفدر حسن خاں مہندی
ناشر ــــــــ انصاریان پبلیکیشنز، خیابان صفائیہ جنب کوچہ ابراہیمیہ
قم ۔ اسلامی جمہوریہ ایران
تعداد ــــــــ ۳۰۰۰
تاریخ اشاعت ــــــــ جون ۱۹۹۱ء
اشاعت ــــــــ بار دوم
قیمت ــــــــ

اہداء

اسلام کی نمونہ مستورات کے لئے

اور

ایران کی شہید پرور خواتین کے لئے

ایک ہدیہ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱	انتساب	۹
۲	پیش لفظ	۱۰
باب ۱	حصّہ اوّل: ولادت سے ازدواج تک	[illegible]
۳	فاطمہؑ کی ماں	۱۳
۴	خدیجہ کی تجارت	۱۷
۵	مستقل مزاج عورت	۱۹
۶	فداکار عورت	۲۲
۷	اسلام کا پہلا خانوادہ	۲۳
۸	آسمانی دستور	۲۵
۹	حمل کا زمانہ	۲۷
۱۰	ولادت فاطمہؑ	۲۸
۱۱	پیدائش کی تاریخ	۲۹
۱۲	جناب رسول خداؐ اور جناب خدیجہ کی آرزو۔	۳۴
۱۳	کوثر	۳۶
۱۴	ماں کا دودھ	۳۷
۱۵	دودھ پینے کا زمانہ	۳۹
۱۶	ماں کی وفات	۴۲
۱۷	تیمیہ	۴۳
۱۸	ماں کی وفات کے بعد	۴۳
۱۹	فاطمہؑ مدینہ کی طرف	۴۷
باب ۲	حصّہ دوم: جناب فاطمہؑ کی شادی	[illegible]
۲۰	حضرت علیؑ کی پیشکش	۵۲
۲۱	ابوبکر کی جلد بہ جلد رجوع تا ہے	۵۴
۲۲	علیؑ خواستگاری کے لئے جاتے ہیں	۵۵
۲۳	موافقت	۵۷
۲۴	خطبۂ عقد	۵۸
۲۵	داماد کا انتخاب	۵۹
۲۶	حضرت زہراؑ کا مہر	۶۰
۲۷	عملی سبق	۶۱
۲۸	حضرت زہراؑ کا جہیز	۶۲
۲۹	مسلمانوں کے لئے درس	۶۳
۳۰	حضرت علیؑ کے گھر کا اثاثہ	۶۴
۳۱	عروس کے متعلق گفتگو	۶۶
۳۲	رخصتی کا جشن	۶۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
43	حجلہ کی طرف	69
44	فاطمہؑ کا دیدار	72
	۳ حصہ سوم : فاطمہؑ علیؑ کے گھر میں	[illegible]
45	امور خانہ داری	79
46	شوہر کے ہمراہ	81
47	بچوں کی تعلیم و تربیت	87
48	تربیت کی اعلیٰ درسگاہ	89
49	پہلا درس : محبت	90
40	دوسرا درس : شخصیت	93
41	تیسرا درس : ایمان اور تقویٰ	99
42	چوتھا درس : نظم اور دوسروں کے حقوق کی مراعات	102
43	پانچواں درس : ورزش اور کھیل کود	103
	۴ حصہ چہارم : فضائل حضرت زہراؑ	[illegible]
44	فاطمہؑ کا علم و دانش	114
45	فاطمہؑ کا ایمان اور عبادت	118
46	بابرکت ہار	120
47	پیغمبرؐ کی فاطمہؑ سے محبت اور ان کا احترام	123
48	فاطمہؑ اور علیؑ کی سخت زندگی	127
49	عمل و ثروت	131

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
50	حضرت زہراؑ کی عصمت	132
51	اعتراضات و جوابات	138
52	عورت جناب زہراؑ کی نظر میں	143
	۵ حصہ پنجم : جناب فاطمہؑ باپ کے بعد	[illegible]
53	تعب اور تبسم	152
54	زائری پرستش	154
55	فاطمہ باپ کے بعد	157
56	حضرت زہراؑ کے ضمن مبارزے	159
57	مختصر مبارزہ	167
58	تیسرا امر علۂ فدک	169
59	رسول خداؐ نے فدک کیلئے جناب فاطمہؑ کو بخشا	172
60	فدک لینے کے اسباب	173
61	جناب زہراؑ کا ردعمل	178
62	بحث اور استدلال	181
63	پھر بھی استدلال	184
64	خلیفہ سے وضاحت کا مطالبہ	186
65	جناب فاطمہؑ کی دہلا دینے والی تقریر	188
66	خلیفہ کا ردعمل	200
67	ابوبکر کا جواب	202
68	جناب فاطمہؑ کا جواب	203
69	خلیفہ کا ردعمل	204
70	جناب ام سلمہ کی حمایت	206
71	قطع کلامی	207
72	شب میں تدفین	211
73	نتیجہ	212
	۶ حصہ ششم : جناب فاطمہؑ موت کے نزدیک	[illegible]
74	فاطمہؑ بیماری کے بستر پر	220

صفحات	عنوانات	نمبر شمار
۲۲۲	زیادہ غم و اندوہ	۷۵
۲۲۳	ناپسندیدہ عبادت	۷۶
۲۲۵	فاطمہؑ کی وصیت	۷۷
۲۲۹	آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں	۷۸
۲۳۳	آپ کا دفن اور تشییع جنازہ	۷۹
۲۳۴	حضرت علیؑ جناب زہراؑ کی قبر پر	۸۰
۲۳۸	وفات کی تاریخ	۸۱
۲۴۱	جناب فاطمہؑ کی قبر مبارک	۸۲
	حصہ ہفتم: حضرت زہراؑ کا ابو بکر سے اختلاف اور اس کی تحقیق	
۲۴۳	اختلاف اور نزاع کا موضوع	۸۳
۲۴۸	پیغمبرؐ کے شخصی اموال	۸۴
۲۵۱	فدک	۸۵
۲۵۴	فدک جناب فاطمہؑ کے پاس	۸۶
۲۶۰	فدک دینے کا طریقہ	۸۷
۲۶۲	فدک کے واقعے میں قضاوت	۸۸
۲۷۳	رسول خداؐ کے مدینہ میں اموال	۸۹
۲۷۵	خیبر کے خمس کا بقایا	۹۰
۲۷۸	رسول خداؐ کی وراثت	۹۱
۲۷۹	قرآن میں وراثت	۹۲
۲۸۰	جناب ابو بکر کی حدیث	۹۳
۲۸۲	قرآن کی مخالفت	۹۴
۲۸۶	اشکالات	۹۵
۲۸۹	تنبیہ	۹۶

فون | انتشارات انصاریان خیابان صفائیہ قم ایران | ۷۷۴۴۲۱۴

انتساب

پروردگارا تیرے سوا شہید کے حقیقی مرتبے سے کوئی واقف نہیں کہ انہوں نے اپنی ہستی کو تیری راہ میں قربان کر دیا۔ ان کا انسانیت پر عظیم احسان ہے کہ جس کا یہ عوض تو ہی دے سکتا ہے۔

خداوندا اگر اس معمولی کوشش کا تیرے نزدیک کوئی ثواب ہو تو میں اسے اسلام کے پاکیزہ شہداء اور بالخصوص ایران کے انقلاب اسلامی کے شہداء اور انقلاب کے عظیم رہبر حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائب امام زمان آقا خمینی کے ایثار گر رفقاء کو ہدیہ کرتا ہوں اور یہ معمولی ہدیہ پیش کرتے ہوئے امیدوار ہوں کہ وہ پروردگار کے سامنے نگاہ لطف کریں گے۔ معذرت خواہ۔

۔ مولف ۔

مترجم کی تمنا بھی وہی ہے جو کہ مولف کی ہے۔

۔ مترجم ۔

MOWLANA NASIR DEVJANI
MAHUVA, GUJARAT, INDIA
PHONE : 0091 2844 28711
mail : devjani@netcourrier.com

پیش لفظ

جن لوگوں کو تاریخ سے لگاؤ رہا ہے اور جنہوں نے اپنی عمر کا کچھ حصہ مردوں اور مشہور عورتوں کے حالات زندگی کے مطالعہ میں صرف کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں ان کے مختلف اغراض ہوں۔

بعض لوگوں کی تاریخی کتابوں کے مطالعے سے غرض وقت کا کاٹنا ہوتا ہے اور وہ فراغت کا وقت تاریخی کتابوں کے مطالعے میں صرف کرتے ہیں وہ تاریخ اس غرض سے پڑھتے ہیں کہ وقت گزاری کے ساتھ تعجب آور اور جاذب نظر کہانیاں یاد کر لیں اور پھر انہیں دوستوں کی محفل میں آب و تاب سے بیان کریں لیکن

ایک گروہ کی غرض تاریخ کے مطالعے سے اس سے بالاتر اور قیمتی ہوا کرتی ہے۔ وہ بزرگوں کے حالات کا اس غرض سے مطالعہ کرتے ہیں کہ ان سے زندگی کا درس حاصل کریں۔ وہ تاریخ میں ان کی عظمت اور کامیابی کا راز معلوم کرتے ہیں تاکہ ان کے اعمال اور افعال کو اپنی زندگی کے لئے مشعل راہ قرار دیں اسی طرح قوموں کی اور افراد کی شکست اور انحطاط کے عوامل و اسباب معلوم کرتے ہیں تاکہ خود ان میں گرفتار نہ ہوں اور اپنے معاشرے کو اس سے محفوظ رکھیں۔ اسی طرح جو عظیم پیغمبروں کے مفصل حالات اور ائمہ اطہار اور دوسرے دینی افراد کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک گروہ کا مقصد سوائے وقت گزاری اور مشغول رہنے کے اور کچھ نہیں ہوتا وہ پیغمبروں اور اماموں کے مناقب اس لئے پڑھتے ہیں کہ عجیب اور قصے حفظ کریں اور

ان کا مجالس میں تذکرہ کریں اور ساتھ وقت بھی کٹ جائے وہ عجیب و غریب واقعات کے پڑھنے سے لذت اندوز ہوتے ہیں اور تذکرہ اہل بیت کے مراثی اور فضائل کے سننے کے ثواب پر ہی قناعت کرتے ہیں۔

لیکن دوسرا گروہ ایک ایسے انسانوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیوں کے حالات کا مطالعہ اس غرض کے لئے کرتے ہیں تاکہ ان کی عظمت اور محبوبیت کے راز کو معلوم کریں اور ان کی زندگی اور روش کے راستے جو در حقیقت دین کا صراط مستقیم ہے حاصل کریں اور ان کے اعمال اور کردار سے زندگی کا درس حاصل کریں۔

افسوس اس بات پر ہے کہ اکثر لوگ جو ائمہ علیہم السلام کی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ پہلی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

غالباً پیغمبروں اور ائمہ اطہار کے مناقب کی کتابیں تعجب خیز بلکہ بسا اوقات مبالغہ آمیز واقعات سے مملو پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی اجتماعی اور سیاسی اور اخلاقی زندگی کو اور ان کی رفتار اور کردار اور گفتار کو بطور اختصار بیان کر دیا جاتا ہے ہر ایک مسلمان نے پیغمبر اور ہر ایک امام کی کئی اور تعجب انگیز داستانیں تو یاد کر رکھی ہوں گی لیکن ان کی اجتماعی زندگی اور ان کے انفرادی اعمال و کردار اور ان کا ظالموں اور اسلام دشمن حکومت کے برتاؤ سے مطلع تک نہ ہوں گے۔

اس کتاب کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زہرا علیہا السلام کی زندگی کے دوسرے پہلو کی تحقیق کی جائے اور اسے مورد تجزیہ اور تحلیل قرار دیا جائے اسی وجہ سے اگر بعض مناقب یا قصے بیان ذکر نہیں کئے گئے تو اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ کیونکہ اصل غرض یہ ہے کہ آنحضرت کی شخصیت کو زندگی اور اخلاق اور رفتار کے لحاظ سے واضح کیا جائے۔

افسوس ہوتا ہے کہ اس بزرگوار کی زندگی اس قدر مبہم رکھی گئی ہے کہ جس کا ذکر

اسلام کے ابتدائی مدارک میں بہت کم ملتا ہے۔ آپ کی زندگی کو ابہام میں رکھنے کی کئی ایک وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ: آپ کی زندگی مختصر تھی اور اٹھارہ سال سے متجاوز نہ تھی آپ کی آدھی زندگی ہونے سے پہلے کی بہت زیادہ مورد توجہ قرار نہیں پائی۔ بلوغ سے موت تک کا فاصلہ بہت زیادہ نہ تھا۔

دوسری وجہ: چونکہ آپ کا تعلق صنف نازک سے تھا اور آپ کی اکثر زندگی گھر کی چہار دیواری کے اندر بیتی کئی لہٰذا بہت تھوڑے لوگ تھے جو آپ کی داخلی زندگی کے صحیح طور پر واقف تھے۔

تیسری وجہ: اس زمانے کے لوگوں کے افکار اتنے بلند نہ تھے کہ وہ پیغمبر اسلام کی دختر جو اسلام کی مثالی خاتون تھی کی قدر و قیمت سے واقف ہوتے قائل ہوتے کہ ان کی زندگی کے جزئیات کو محفوظ کر لینے کو اہمیت دیتے۔

بہر حال اگرچہ آپ کی زندگی کے جزئیات کو خاص طور پر اور آپ کے رفتار و کردار پر جو اسلام کی خاتون کا نمونہ تھے مکمل طور پر محفوظ نہیں کیا گیا لیکن ہم نے اس مقدار پر جو اس وقت تاریخ میں موجود ہیں ان سے آپ کی شخصیت کا تجزیہ کر کے بیان کیا ہے۔ اسی بنا پر بعض اوقات مجبور ہو کر بعض معمولی تاریخ نویسوں کے حوالے اور نقل پر اکتفا کر کے نتیجہ اخذ کیا ہے اور اسے مورد تجزیہ اور تحلیل قرار دیا ہے۔

مثالی خاتون

اسلام نے عورتوں کے ترقی اور ترقی کے لئے خاص احکام اور قوانین وضع کئے ہیں ایک دستور ہے کہ جس سے اسلام کی شائستہ خاتون اور اس کی اصولی تربیت کے آثار اور نتائج کو دیکھا جا سکتا ہے یہ ہے کہ صدر اسلام کی ان خاتون کی زندگی کو کامل طور پر معلوم کیا جائے کہ جس کی تربیت وحی کے مکتب نے کی ہو اور ان کی زندگی کے

تمام جزئیات کا دقیق نظر سے مطالعہ کیا جائے۔

حضرت زہرا؟ تمام اسلامی خواتین میں درجہ اول پر فائز ہیں کیونکہ صرف یہی وہ ایک خاتون ہیں کہ جن کا باپ معصوم ہے اور شوہر معصوم اور خود بھی معصوم ہیں آپ کی زندگی اور تربیت کا ماحول عصمت و طہارت کا ماحول تھا، آپ کا عہد طفلی اس ذات کے زیر سایہ گزرا جس کی تربیت بلا واسطہ پروردگار عالم نے کی تھی۔

امور خانہ داری اور بچوں کی پرورش کا زمانہ اسلام کی دوسری عظیم شخصیت یعنی علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں گزارا اسی زمانے میں آپ نے دو معصوم امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کی تربیت فرمائی اور دو جرات مند و شیر دل اور فداکار بیٹیاں جناب زینب اور جناب ام کلثوم کو اسلامی معاشرہ کے سپرد کیا۔ ایسے گھر میں واضح طور سے احکام اسلامی اور تہذیب اسلامی کے رواج کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اس میں اسلام کی پاکیزہ اور مثالی خاتون کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

ہماری روش:

لکھنے والے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک گروہ ہے کہ جو ان مطالب کو معتبر اور پر ارزش شمار کرتا ہے جو اہلسنت کی کتابوں اور مدارک میں موجود ہوں اور ان مطالب کو کہ جو صرف شیعوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہوں نقل کرنے سے بالکل پرہیز کرتا ہے بلکہ ان کو بری نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ایک گروہ وہ ہے جو صرف ان مطالب کو صحیح اور معتبر قرار دیتا ہے جو شیعوں کی کتابوں میں موجود ہوں اور ان مطالب کے نقل کرنے سے گریز کرتا ہے جو صرف اہلسنت کی کتابوں میں پائے جاتے ہوں۔

لیکن ہماری نگاہ میں دونوں افراط اور تفریط میں مبتلا ہیں۔ بہت سے حقائق کو

نظر انداز کر جاتے ہیں، چونکہ وہ صرف اہلسنت کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے حقائق بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں جو شیعوں کی کتابوں میں موجود نہیں ہوتے اور شیعوں کی کتابوں میں ایسے حقائق بھی معلوم کئے جا سکتے ہیں جو اہلسنت کی کتابوں میں موجود نہیں ہوتے۔ شیعوں نے بھی کتابیں لکھی ہیں اور بہت سے مطالب کو ائمہ طاہرینؑ اور پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ سے چونکہ یہی حضرات علم کے لئے مرجع بتلائے گئے ہیں، نقل کیا ہے۔

زمانہ کے لحاظ سے شیعہ مولف سنی مؤلفین سے مقدم ہیں یہ انصاف سے دور نظر آتا ہے کہ بعض سنی مؤلفین، شیعوں کی کتابوں اور مدارک سے قطع نظر کرتے ہوئے ان مطالب کے نقل سے گریز کریں جو سنی کتابوں اور ماخذ میں نہ پائے جاتے ہوں یہ حضرات حد سے زیادہ اہلسنت کی کتابوں کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کتابوں کے تمام لکھنے والے حقیقت کے عاشق اور ہر قسم کے تعصب سے خالی اور مبرا تھے، اور انہوں نے تمام حقائق و واقعات کو لکھ ہی دیا ہے، جب ان کتابوں میں کوئی مطلب نہ پایا جاتا ہو تو وہ لازماً مطلب بے بنیاد ہوگا حالانکہ ایسی سوچ صحیح نہیں ہے کیونکہ جو شخص بھی غیر جانبدار ہو کر اہلسنت کی کتابوں اور مدارک کا دقت سے مطالعہ کرے بلکہ ایک ہی کتاب کی متعدد طباعت دیکھے تو اس کا یہ حسن ظن اور خوش فہمی بے بنیاد نظر آئے گا۔ اور اس طرح نظر نہیں آئے گا کہ تمام لکھنے والے تعصب اور خود غرضی سے خالی تھے۔

بنابرایں، ہم نے اس کتاب میں اہل سنت کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے اور شیعوں کی کتابوں اور مدارک سے بھی بعض ایسے مطالب کہ جن کے نقل کرنے سے سنی مؤلفین نے احتراز کیا ہے یا بطور اجمال اور اشارہ کے نقل کیا ہے ہم نے انہیں شیعوں کی کتابوں اور مدارک سے نقل کیا ہے۔

ابراہیم امینی

حصہ اول

ولادت سے ازدواج تک

ہر انسان کی شخصیت ایک حد تک اس کے خاندان اور اپنے ماں، باپ کے اخلاق اور جس ماحول میں وہ نشو و نما پاتا ہے اس سے اس کی زندگی وابستہ ہوا کرتی ہے، ماں، باپ ہی ہوتے ہیں کہ جو کسی انسان کی شخصیت کی داغ بیل ڈالتے ہیں اور اسے اپنے روحی آداب اور اخلاق میں ڈھال کر معاشرہ کے سپرد کرتے ہیں کہ در حقیقت کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک فرزند اپنے ماں باپ کے اسوہ کا پورا آئینہ دار ہوتا ہے۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے باپ کی تعریف و توصیف و وضاحت اور تشریح کی محتاج نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اسلامؐ کا فوق العادہ شخصیت کا مالک ہونا اور آپ کی عظمت روحی اور پسندیدہ اخلاق اور بلند ہمت اور فداکاری کسی مسلمان فرد بلکہ کسی بھی با اطلاع انسان پر مخفی نہیں ہے آپ کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خداوند عالم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمدؐ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔

اگر ہم یہاں پیغمبر اسلامؐ کی تعریف اور توصیف اور اخلاق کا ذکر کرنا شروع کر دیں تو اصل مطلب سے دور ہٹ جائیں گے۔

فاطمہؑ کی ماں

آپ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجہ بنت خویلد تھیں جناب خدیجہ

۔ قریش کے ایک شریف اور معزز خاندان میں پیدا ہوئی اور اسی ماحول میں پرورش پائی۔ آپ کے خاندان کے سارے افراد دانشمند اور اہل علم تھے اور وہ خانہ کعبہ کی حمایت کرنے والوں میں شمار ہوتے تھے۔

جس زمانے میں یمن کے بادشاہ تبع نامی نے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے اکھاڑ کر یمن لے جانے کا ارادہ کیا تھا تو جناب خدیجہ کے والد ہی تھے جو ان کے دفاع کے لئے کھڑے ہو گئے تھے اور آپ کی فداکاری اور مبارزہ کے نتیجہ میں تبع نے اپنے ارادے کو ترک کر دیا اور حجر اسود سے صرف نظر کر لیا[۱]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب خدیجہ کے خاندان والے صاحب فکر گہری سوچ کے مالک اور جناب ابراہیم علیہ السلام کے دین کے گرویدہ تھے۔

خدیجہ کی تجارت

گرچہ تاریخ نے جناب خدیجہ کی زندگی کے جزئیات محفوظ نہیں کئے لیکن جو کچھ بعض تاریخوں سے ملتا ہے اس سے آپ کی شخصیت واضح ہو جاتی ہے۔ ملتا ہے کہ جناب خدیجہ نے جوانی کی ابتدا میں عتیق بن عائذ نامی شخص سے شادی کی لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد عتیق فوت ہو گیا اور جناب خدیجہ کے لئے بہت زیادہ مال و دولت چھوڑ گیا۔ آپ نے ایک مدت تک شوہر نہیں کیا لیکن بنی تمیم کے ایک بڑے آدمی ہند بن نباش سے آپ نے بعد میں شادی کر لی، لیکن یہ ہند بھی جوانی کے عالم میں فوت ہو گیا اور جناب خدیجہ کے لئے کافی ثروت چھوڑ گیا۔

ایک ایسی بات کہ جس سے جناب خدیجہ کی بزرگی اور بلند ہمتی اور آزادی اور

۱۔ الروض الانف ۔ ج ۱ ص [illegible]۔

استقلال نفس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ جناب خدیجہ کو پہلے شوہر اور دوسرے شوہر سے جو بے پناہ دولت ملی تھی اسے آپ نے یوں ہی روک نہیں رکھا اور نہ ہی اسے ربا اور سود پر اٹھا دیا تھا کہ جو اس زمانے میں مروج اور عام کاروبار شمار ہوتا تھا بلکہ آپ نے اسے تجارت میں لگا دیا اور اس کے لئے آپ نے دیانت دار افراد کو ملازم رکھا اور ان کے ذریعے سے تجارت کرانی شروع کر دی۔ آپ نے جائز تجارت کے ذریعے بہت زیادہ دولت کمائی، لکھا ہے کہ ہزاروں اونٹ آپ کے نوکروں کے ہاتھ میں تھے کہ جن سے وہ مصر، شام اور حبشہ میں تجارت کرتے تھے۔[1]

ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جناب خدیجہ ایک شریف اور مالدار عورت تھیں وہ ایسی سرمایہ دار تھیں کہ جو تجارت کیا کرتی تھیں، بہت سے افراد ان کے یہاں ملازمت کرتے تھے، جو آپ کے لئے تجارت کیا کرتے تھے۔[2]

یہ واضح رہے کہ اتنے بڑے کاروبار کو چلانا اور وہ بھی اس زمانے میں اور بالخصوص جزیرۃ العرب میں کوئی معمولی کام نہ تھا اور وہ بھی ایک عورت کے لئے اور اس زمانے میں جب کہ عورتیں تمام اجتماعی حقوق سے محروم تھیں اور بہت سنگدل مرد اپنی بے گناہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ عورت ایک غیر عادی ذہن اور شخصیت اور استقلال نفسانی کی مالک ہونی چاہیئے کہ جس کے پاس کافی معلومات ہوں گے تاکہ وہ اتنی بڑی وسیع و عریض تجارت کو چلا سکے۔

---

[1] بحار الانوار۔ ج [illegible]، ص [illegible]۔

[2] سیرۃ ابن ہشام۔ ج [illegible]۔ ص [illegible]۔

مستقل مزاج عورت

جناب خدیجہ کی روشن زندگی کا برجستہ نکتہ آپ کا جناب رسول خدا سے ازدواج کا قصہ ہے، جب آپ کے پہلے اور دوسرے شوہر وفات پا گئے تو آپ میں ایک مستقل مزاجی اور مخصوص قسم کی آزادی پیدا ہو گئی، آپ عاقل ترین اور رشید ترین مردوں سے جو تجارت میں ماہر تھے شادی کرنے پر بھی حاضر نہیں ہوتی تھیں حالانکہ آپ سے شادی کرنے کے خواہشمندوں میں خاندانی لحاظ سے نجیب اور بہت زیادہ سرمایہ دار ہوتے تھے اور اس بات پر تیار رہتے تھے کہ آپ کے لئے بہت زیادہ گراں مہر ادا کر کے بھی شادی کر لیں لیکن آپ سختی سے شادی کی مخالفت کیا کرتی تھیں۔ لیکن دلچسپ و جاذب نظر نکتہ یہ ہے کہ یہی خدیجہ جو اشراف عرب اور سرمایہ داروں سے شادی کرنے پر تیار نہ ہوتی تھیں، کمال شوق اور فراخ دلی سے جناب محمدؐ کے ساتھ جو یتیم اور تہی دست تھے شادی کر لیتی ہیں۔

جناب خدیجہ ان عورتوں میں سے نہ تھیں کہ جس کا چاہنے والا کوئی نہ ہو بلکہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے خواستگار بڑی شخصیت کے مالک اور معزز لوگ تھے بلکہ بادشاہ اور سرمایہ دار آپ کے پاس شادی کرنے کی خواہش لے کر آتے اور آپ ان سے شادی کرنے پر راضی نہ ہوتی تھیں، لیکن پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ازدواج کرنے پر نہ فقط راضی ہوئیں بلکہ خود انہوں نے بہت زیادہ اصرار اور علاقہ مندی سے اس کی پیشکش کی اور حق مہر کو بھی اپنے مال سے ہی قرار دیا جب کہ یہی چیز آپ کے لئے استہزاء اور سرزنش کا باعث بھی بنی۔

جب کہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ عورتیں اکثر مال اور زندگی کی آرائش اور تجملات سے بہت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سمجھ ۔

[illegible] تاریخ میں [illegible] جناب خدیجہ [illegible]

کہ جناب محمدؐ [illegible] روانہ ہو گئے [illegible]

ہو چکی تھی جب [illegible] جناب محمدؐ [illegible]

[illegible]

سفر کے دوران جناب محمدؐ کے [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ سے شادی کر دیں ۔

[illegible]

گو [illegible] آپ گفتگو کرے [illegible] آپ

[illegible]

[illegible] آپ [illegible] کر دیں [illegible]

[illegible]

تاریخ کی کتب [illegible] جناب خدیجہ [illegible]

[illegible] جناب محمدؐ [illegible] جناب خدیجہ کو بشارت سنائی [illegible] جناب محمدؐ اور ان کے رشتہ داروں کو آپ سے شادی کرنے پر [illegible] جناب خدیجہ [illegible] قیمت پانچ سو اشرفی تھی

جب جناب محمدؐ آپ کے گھر سے باہر نکلنے لگے تو جناب خدیجہ نے عرض کی کہ میرا گھر آپ کا گھر ہے [illegible] آپ جس وقت چاہیں اس گھر میں تشریف لائیں۔

پیغمبر علیہ السلام کے لیے یہ شادی [illegible] تھی کیونکہ ایک طرف تو آپ خود [illegible] تھے [illegible] دوسری [illegible] کی عمر تک شادی نہ کر سکے [illegible] دوسری طرف آپ کے پاس کوئی گھر نہ تھا [illegible] اس مبارک شادی سے آپ کا فقر دور ہو گیا اور آپ کو ایک [illegible] گھر مل گیا ۔

[illegible]

[illegible]

فداکار عورت

جی ہاں جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب خدیجہ نے [illegible]

[illegible]

پہلی عورت جو جناب رسول خدا پر ایمان لائیں جناب خدیجہ تھیں۔ اس عظیم خاتون نے اپنے تمام مال اور بے حساب ثروت کو بغیر کسی قید و شرط کے جناب رسول خدا کے اختیار میں دے دیا۔ جناب خدیجہ [illegible] فکر و غور [illegible] مستحقوں کے دیکھتے ہیں [illegible] شوہر کی پروا نہیں کرتیں اور [illegible] خرچ کرنے سے دریغ کرتی ہیں۔ جناب خدیجہ پیغمبر علیہ السلام کے عالی مقصد سے [illegible] تھیں اور آپ سے عقیدت رکھتی تھیں [illegible] اپنے تمام مال کو [illegible] کے اختیار میں دے دیا اور کہا کہ آپ جس طرح مصلحت دیکھیں اس کو خدا کے دین کی ترویج اور اشاعت میں خرچ کریں۔

ہشام نے لکھا ہے کہ جناب رسول خدا کو جناب خدیجہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور آپ ان کا احترام کرتے تھے اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ [illegible] وہ [illegible] رشید اور روشن فکر خاتون آپ کے لیے ایک [illegible] دوسری [illegible] جب تک جناب خدیجہ زندہ رہیں [illegible] سے دوسری شادی نہیں کی۔[1]

جناب رسول خدا فرمایا کرتے تھے کہ جناب خدیجہ بہشت کی عورتوں میں سے بہترین عورت ہیں۔[2]

[1], [2] تذکرۃ الخواص [illegible] ۔ بحار [illegible] ۔ ص [illegible] ۔

جناب عائشہ کہتی تھیں کہ جناب پیغمبر علیہ السلام جناب خدیجہ کا اتنی اچھائی سے ذکر کرتے تھے کہ ایک دن میں نے عرض کی یا رسول اللہ خدیجہ ایک بوڑھی عورت تھیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر آپ کو عطا کی ہے۔ پیغمبر اسلام غضبناک ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم اللہ نے اس سے بہتر مجھے عطا نہیں کی۔ خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب دوسرے کافر تھے۔ اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب دوسرے میری تکذیب کرتے تھے۔ اس نے اپنے مال سے [illegible] میری مدد کی [illegible] خدا نے میری نسل اس سے چلائی ــــــ جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے [illegible] ارادہ کر لیا کہ اس کے بعد خدیجہ کو برا نہیں کہوں گی۔[1]

روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب جبرئیل پیغمبر پر نازل ہوتے تھے تو عرض کرتے تھے کہ خدا کا پیغام جناب خدیجہ کو پہنچا دیجئے اور [illegible] کہہ دیجئے کہ بہشت [illegible] عورت [illegible] جنت میں تمہارے لئے بنایا گیا ہے۔[2]

اسلام کا پہلا خانوادہ

اسلام میں پہلا گھر اور کنبہ کہ جس کی بنیاد [illegible] جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہ کا گھر تھا۔ اس گھر کا خانوادہ [illegible] افراد پر مشتمل تھا جناب رسول خدا، جناب خدیجہ اور حضرت علی علیہ السلام۔ یہ گھر [illegible] کا مرکز تھا جس پر [illegible] ہوتی تھی اس کے [illegible]

[1] تذکرۃ الخواص ص [illegible] ۔

[2] تذکرۃ الخواص ص [illegible]

توحید کے دین کو دنیا میں پھیلانا تھا۔ تمام عالم میں ایک گھر ایسا ہو [illegible] کوئی مشرک گھر موجود نہ تھا لیکن توحید کی چلتی پھرتی [illegible] کے علاوہ کار سپاہیوں کا [illegible] دور تھا کہ [illegible] کے دلوں کو فتح کر کے ان پر عقیدۂ توحید کا پرچم لہرائیں گے۔ [illegible] چہاد [illegible] سے بس [illegible] تھی جناب رسول خدا [illegible] کے دشمن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ [illegible] تو خلق عظیم کا مالک ہے۔

آپ جناب خدیجہ کو بہت چاہتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی سہیلیوں کو تحفہ بھیجتے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب کبھی آپ کے لیے ہدیہ لایا جاتا تھا تو آپ فرماتے کہ اسے فلاں عورت کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ جناب خدیجہ کی سہیلی تھیں۔

اس گھر کی دوسری مدبر اور سردار جناب خدیجہ تھیں وہ جناب رسول خدا کے مقصد و مقدس ہدف پر پورا ایمان رکھتی تھیں اور اس مقدس ہدف تک پہنچنے کے لئے کسی بھی کوشش اور فداکاری سے دریغ نہیں کرتی تھیں۔ اپنی تمام دولت کو جناب رسول خدا کے اختیار میں دے رکھی تھی اور [illegible] کہ یہ گھر اور اس کا تمام مال آپ کا ہے [illegible] آپ کی [illegible] وقت [illegible] کے وقت جناب رسول خدا کو تسلی دیا کرتیں اور ہدف تک پہنچنے میں مدد کیا کرتیں۔ [illegible] آپ کو [illegible] کا باعث بنا [illegible] جناب خدیجہ کی محبت و شفقت کی وجہ سے تمام پریشانیوں کو فراموش کر دیتے تھے [illegible] مشکلات میں [illegible] ہونے سے مسرور [illegible] کر لیتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

جی ہاں اس برکت کے باعث [illegible] پیغمبر کا [illegible] مستحکم ہوتا تھا [illegible] اسلام کے [illegible] اور آپ کے باعث گھر [illegible] گرم [illegible] جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا متولد ہوئیں۔

آسمانی دستور

ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابطح میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی: خداوند عالم نے آپ پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ چالیس دن تک آپ جناب خدیجہ سے علیحدہ [illegible] اور تہجد میں مشغول رہیں۔ پیغمبر اسلام [illegible] تعالیٰ کے حکم کے مطابق چالیس دن تک جناب خدیجہ کے گھر نہ گئے اور اس مدت میں رات کو [illegible] عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن میں روزے رکھتے تھے۔

آپ نے عمار کے توسط سے جناب خدیجہ کو پیغام بھیجا کہ اے محترمہ خاتون! میری [illegible] ناراض نہ ہونا [illegible] کسی دشمنی [illegible] کی وجہ سے [illegible] میرے [illegible] علیحدگی [illegible] آخر میں [illegible] کے حکم کی پیروی کی [illegible] خدا [illegible] ہر روز [illegible] میرے وجود سے اپنے دوستوں پر فخر کرتا ہے [illegible] گھر کا دروازہ بند کر کے اپنے بستر پر [illegible] میں [illegible] کے حکم کا منتظر ہوں [illegible] مدت [illegible] گھر [illegible] گا۔

جناب خدیجہ علیہا السلام [illegible] کے مطابق عمل کرتی رہیں لیکن اس مدت میں [illegible] کرتی رہیں۔

جب اسی طرح چالیس دن مکمل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ نازل ہوا

[illegible]

پھر [illegible] جناب خدیجہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے [illegible]

[illegible] گھر میں داخل ہوئے اور بہت زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نور [illegible] کے صلب سے [illegible] منتقل ہو گیا

حمل کا زمانہ

[illegible]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں [illegible]

بحار الانوار [illegible]

[illegible]

[illegible] جناب خدیجہ سے بیان کیا اور اس خبر سے خدیجہ کو خوشی [illegible] آپ کو خوشنود کیا

[illegible]

اس قسم کی بشارت سنی [illegible] اس قسم کی بڑی سعادت سے نوازا کہ جب [illegible] کے معصوم [illegible] آپ کا دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا [illegible] آپ کی [illegible] کی [illegible] وہ فخر کرتی تھیں [illegible] شکم مبارک میں [illegible]۔

ولادت فاطمہؑ

جناب خدیجہ کی حاملگی کی مدت ختم ہوئی اور ولادت کا وقت پہنچا جناب خدیجہ [illegible] کسی کو [illegible] قریش کی عورتوں کے پاس [illegible] اس خطرناک موقع پر میری [illegible] بچے کی ولادت [illegible] تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص [illegible] جناب خدیجہ کے پاس [illegible] گھر کا دروازہ [illegible] کھٹکھٹایا [illegible] کرنے سے سب نے [illegible] کہ خدیجہ [illegible] کی تھی [illegible] کے خلاف ایک یتیم سے شادی کر لی [illegible] آ سکتے ہیں اور نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔

جب جناب خدیجہ نے [illegible] عورتوں کا [illegible] جسم [illegible] وقت اللہ کے فرشتے [illegible] جنت کی حوریں [illegible] فاطمہ سلام اللہ علیہا [illegible] کا چمکنا [illegible] قدم رکھا [illegible] ولادت [illegible]

دور مسرور کر دیا۔

پیدائش کی تاریخ

حضرت فاطمہؑ کی پیدائش کی تاریخ میں علما کے درمیان اختلاف ہے لیکن علمائے شیعہ کے درمیان مشہور [illegible] جمعہ کے دن [illegible] کے بعد پانچ سال [illegible] پیدا ہوئیں۔

[illegible] آپ کی پیدائش کو بعثت کے پہلے سال [illegible] بعض بعثت سے پانچ سال پہلے۔

[illegible] کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ فاطمہؑ [illegible] پیغمبر [illegible]

[illegible] فاطمہؑ بعثت سے پہلے [illegible]

[illegible]

[illegible] دلائل الامامہ [illegible] ص [illegible]۔

چھتیس سال بعد ہم جناب خدیجہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ [illegible] سے کتنی [illegible]
[illegible] کی [illegible] سے [illegible] جناب خدیجہ سے [illegible]
[illegible] آپ [illegible] پوچھیں [illegible] کی [illegible] کے حالات [illegible]
[illegible] شیعہ علماء کی کثیر تعداد [illegible] منقول ہے [illegible] کے صفحہ [illegible] کلینی نے
کافی کی جلد [illegible] صفحہ [illegible] کی جلد [illegible] کے صفحہ [illegible]
کی جلد [illegible] کے صفحہ [illegible] مجلسی [illegible] کی جلد [illegible] کے صفحہ [illegible]
[illegible] کے صفحہ [illegible] کی جلد [illegible] کے صفحہ [illegible]
[illegible] کے صفحہ پر بعض [illegible] کی جلد [illegible] کے صفحہ [illegible]
دیگر علماء نے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ بعثت کے پانچ سال بعد متولد ہوئیں [illegible]
[illegible] سے نقل کی ہے۔

ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا [illegible]
[illegible] بیس سال کی عمر [illegible]
[illegible] آپ [illegible]
[illegible] اپنے باپ کے بعد [illegible] وفات پا گئیں۔

[illegible] آپ کی وفات [illegible] آپ کا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کہ جناب فاطمہ [illegible] پیغمبر اسلام [illegible] کی بعثت کے پانچ سال بعد متولد ہوئیں۔

آپ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال پیشتر [illegible] کے گھر [illegible] تھے [illegible] اصول کافی
کی جلد [illegible] صفحہ [illegible] پر موجود ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی شادی نو سال کی عمر
میں کی گئی۔

سعید بن مسیب سے [illegible] کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض
کی [illegible] جناب فاطمہ کی شادی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کس سن
میں کی [illegible] اس وقت حضرت فاطمہ [illegible]
کی [illegible] کافی [illegible] کی جلد [illegible] کے صفحہ [illegible] پر موجود ہے۔

اس قسم کی احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ رسول خدا کی بعثت کے
بعد متولد ہوئیں۔ صاحب کشف الغمہ [illegible] ایک روایت نقل کی ہے کہ [illegible]
[illegible] امام محمد باقر علیہ السلام سے [illegible]
کہ جناب فاطمہ رسول خدا کی بعثت کے پانچ سال بعد متولد ہوئیں [illegible]
[illegible] قریش خانہ کعبہ تعمیر [illegible] میں مشغول تھے [illegible] آپ کی عمر وفات کے وقت [illegible] سال
[illegible] کشف الغمہ کی جلد [illegible] صفحہ [illegible] پر موجود ہے۔

آپ خود ملاحظہ کر رہے ہیں کہ اس حدیث میں واضح تناقض موجود ہے کیونکہ
ایک طرف تو اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جناب فاطمہ رسول کی بعثت کے پانچ سال بعد
متولد ہوئیں [illegible] وفات کے وقت آپ کی عمر [illegible]
اسی روایت میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی ولادت کے وقت قریش خانہ کعبہ تعمیر کر رہے
تھے [illegible] دونوں مطلب [illegible] دیکھئے کیونکہ [illegible] پیغمبر علیہ [illegible]
کی بعثت کے پانچ سال پہلے ہوئی تھی [illegible] بعثت کے بعد

بہرحال اس حدیث میں اشتباہ ہوا ہے [illegible] قبل البعثۃ کو بعد البعثۃ نقل کیا گیا
ہے [illegible] قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے کا جملہ [illegible]

[illegible] سلام [illegible] ہوگا [illegible]

کہ فاطمہ [illegible] بعثت کے دوسرے سال [illegible]

[illegible]

[illegible] علیہا السلام کے درمیان جناب فاطمہ

کی ولادت کے سلسلے میں [illegible]

کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد [illegible]

مقدم ہوگا کیونکہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی ولادت [illegible]

[illegible] بعثت کے پانچ سال بعد [illegible]

[illegible] جناب فاطمہ [illegible]

[illegible]

اس اعتراض کا جواب دیا جاسکتا ہے پہلے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی عمر میں جناب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی ولادت کے وقت [illegible]

[illegible] سال کی عمر [illegible] فاطمہ کا [illegible] بعثت میں [illegible]

[illegible] عورت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی عمر [illegible]

[illegible] فاطمہ [illegible]

[illegible]

[illegible] سال [illegible]

[illegible] قریش

خاندان کی ایک اہم فرد تھیں۔

[illegible] عورت کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] زیادہ [illegible]

یہ مطلب ایران کے اخبار اطلاعات کے ۲۸ [illegible] میں درج ہے۔

ایک عورت [illegible] سال کی عمر

[illegible]

[illegible] اس عورت [illegible]

چھبیس سال کا ہے اور سب بڑا لڑکا پچاس سال کا ہے۔ ساری روایات سے [illegible]

[illegible] جس سے یہ پتہ چلتا ہے یہ ہی نقل کیا ہے۔

اس کے بعد کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جناب خدیجہ کی اسی برس [illegible] فرزند

میں سے ایک بھی ایسا کہ جو اس عمر میں حاملہ ہو گئی ہوں۔

دوسری یہ [illegible] موجود [illegible] جناب فاطمہ زہرا

کی ولادت کے سال میں موجود ہے اس کا [illegible] آپ کی عمر کے بھی [illegible] آپ کی

عمر میں شادی اور وفات کے وقت میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے کیونکہ اگر آپ

کی پیدائش بعثت سے پانچ سال پہلے تسلیم کی جائے تو آپ کی عمر شادی کے وقت

تقریباً اٹھارہ سال اور وفات کے وقت اٹھائیس سال ہوتی ہے۔ اگر آپ کی پیدائش

بعثت کے پانچ سال بعد مان لی جائے تو پھر آپ کی عمر شادی کے وقت نو سال

اور وفات کے وقت اٹھارہ سال کی ہوگی۔

جناب رسول خدا اور جناب خدیجہ کی آرزو

[illegible] فطرت سے

امور فطرت میں سے ایک راز یہ ہے کہ ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اور نسل کا سلسلہ ہو تاکہ

اسے اپنی نسب منتقل کرے اور اپنی یادگار چھوڑ جائے۔ انسان اولاد کو اپنے

وجود کا باقی رہنا خیال کرتا ہے [illegible] کے وقت آپ کو [illegible] ہو جاتا ہے

[illegible] زندگی کو [illegible] موت کے پیچھے

سے آپ کو ختم سمجھتا ہے [illegible] پیدائش کو یوں سلسلہ نسل [illegible] کا وسیلہ

قرار [illegible] تاکہ نسل [illegible] ہو جائے [illegible] محفوظ رہ جائے۔

جی ہاں پیغمبر اور جناب خدیجہ بھی اس قسم کی تمنا رکھتے تھے۔ جناب خدیجہ جو [illegible]

وہ بشریت کی عادت کے [illegible] سے [illegible] تھیں اور پیغمبر کے فرزند [illegible]

کو [illegible] جاتے ہیں [illegible] اور دوست [illegible] سے بھی [illegible]

مگر یہ [illegible] تھیں [illegible] جناب رسول خدا کی [illegible] کے [illegible]

[illegible] جیسا اس کی [illegible] کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible] اسلام کا حامی اور اس کی اشاعت [illegible]

[illegible] کے حال [illegible] کو شاد [illegible]

پیغمبر [illegible] سے آپ کے دوست [illegible] آپ [illegible] اور [illegible]

[illegible] کو [illegible] کر سکتے [illegible] کے دشمن کو

[illegible] سکتے [illegible] ہے کہ آپ کا دل بھی چاہتا ہو

[illegible] جو ان کی [illegible] سے [illegible] موجود رہ

جائیں۔

جب محمد مصطفیٰ اور جناب خدیجہ اسی قسم کی [illegible] تمنا اور خواہش رکھتے ہوں

گے [illegible] کہ آپ کے بیٹا ہو [illegible] کہ جس کا عبداللہ اور قاسم کے

نام [illegible] دونوں بچپن ہی میں فوت ہو گئے [illegible] جناب رسول خدا اور جناب

خدیجہ [illegible] کی وفات سے [illegible] آپ کے دشمن خوش [illegible]

[illegible] کی نسل کو ختم [illegible] آپ کو ابتر یعنی

لاولد کے نام سے پکارتے تھے۔

جب آپ کے فرزند عبداللہ فوت ہوئے تو عاص بن وائل سہمی نے کہا

کہ آپ کو آپ کے فرزند کی موت پر [illegible] آپ کو ابتر

اور لاولد کہتا تھا اور کہتا تھا کہ جب محمد مر جائیں گے تو ان کا کوئی وارث

نہ ہوگا۔ وہ [illegible] کے [illegible] سے جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور جناب خدیجہ کا دل زخمی کیا کرتا تھا۔[1]

کوثر

[illegible] پیغمبر [illegible] کی کرم آپ کو [illegible]

[illegible] سورہ کوثر [illegible]

فرمایا کہ [illegible] آپ کو کوثر عطا کیا پس [illegible]

[illegible] آپ کا دشمن ہی لاولد ہے۔[2]

پیغمبر اسلام کو [illegible] اولاد [illegible] بیٹیوں کا سر [illegible] ہو گی۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو [illegible] جناب فاطمہ زہرا [illegible] دنیا میں تشریف لائیں [illegible] روایت ہے [illegible] جناب خدیجہ کو ایک لڑکی عنایت فرمائی [illegible] آپ کا [illegible] دل سے [illegible] ہو گیا [illegible] لڑکی [illegible] نسل [illegible] آپ کا [illegible] ہو گیا [illegible] فرمانے لگے۔

[illegible] پیغمبر کرم [illegible] کو تاریکی [illegible] جاہلیت کے [illegible] کے [illegible] بیٹی [illegible] بیٹے کو [illegible]

[1] [illegible]

[2] سورہ کوثر

سے سوچا جاتے تھے [illegible]۔

[illegible] لوگوں کے علاوہ [illegible] وقعت کے [illegible] کا [illegible] عورت [illegible] معاشرہ کی [illegible] معاشرہ کی عظمت [illegible] کوشش [illegible] حقیقت کی [illegible]

[illegible] عورت کی [illegible] وقعت [illegible] نسل [illegible] لڑکی [illegible] اسلام کے [illegible] جناب فاطمہ زہرا کی نسل سے [illegible] لڑکی [illegible] مضبوط [illegible]۔

ماں کا دودھ

[illegible] جناب خدیجہ [illegible] دودھ [illegible]

[1] [illegible]

ایسا رویہ تھا کہ جس سے جناب فاطمہؑ نے بھی طرح نمو اور رشد پایا۔[1]

نیز جناب خدیجہ ان خود پسند اور نادان عورتوں جیسی نہیں کہ جو بغیر کسی عذر و بہانے کے اپنے نوزائیدہ کو ماں کے دودھ سے کہ جسے قدرت نے پیدا کیا ہے، محروم کر دیتی ہیں۔ جناب خدیجہ کو خود علم تھا یا پیغمبر اسلامؐ سے سن رکھا تھا کہ بچوں کی غذا اور صحت کے لئے کوئی غذا بھی ماں کے دودھ کے برابر نہیں ہو سکتی کیونکہ ماں کا دودھ ہی [illegible] اور جس کے خاص مزاج کے لئے کافی مناسب اور سازگار ہوا کرتا ہے جو بچے میں اثر [illegible] کرتی ہے بچہ تو جیسے نو ماہ ماں کے رحم میں ماں کی غذا اور ہوا وغیرہ میں شریک رہتا ہے وہ ولادت کے بعد ماں سے رزق حاصل کرتا ہے اسی لیے ماں کے دودھ کے اجزائے ترکیبی بچے کے مزاج سے کافی مناسب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماں کے دودھ میں کسی قسم کی ملاوٹ کا شائبہ [illegible] ہو سکتا اور اسی میں بچے کے [illegible] بیماری کا موجب ہو سکتے ہیں سبب ہوا کرتے ہیں۔[2]

جناب خدیجہ کو علم تھا کہ ماں کا پُر محبت دامن [illegible] بچے کا [illegible] پستانوں سے دودھ پینا [illegible] بچے کی زندگی [illegible] سعادت اور نیک بختی میں کچھ قابل توجہ اثرات نقش بناتے ہیں اسی لیے آپ نے یہ [illegible] کیا کہ جناب فاطمہ زہراؑ کو اپنی آغوش محبت میں پرورش اور تربیت کرے اور اپنے پاک دودھ سے جو شرافت، نجابت، علم، عصمت، بردباری، فداکاری، شجاعت کا منبع اور سرچشمہ ہے غذا دے۔ یقیناً ہے کہ جناب خدیجہ کے دودھ کے علاوہ

---

[1] دلائل الامامہ ص ۸
[2] [illegible]

کوئی اور دودھ اس قسم کا پاک عنصر اور شجاعت اور بزرگواری کی تربیت کر سکتا تھا کہ جو بعد کے پر برکت وجود کو ثمر ور کر دیتا؟

دودھ پینے کا زمانہ

جناب فاطمہ زہراؑ کے دودھ پینے کا زمانہ [illegible] کا جب سخت خطرناک [illegible] اسلام کے [illegible] سے تھی [illegible] جس سے [illegible] [illegible] چھوڑ [illegible] کے ایک گروہ نے [illegible] ثبوت کو پکا چکا تھا [illegible] [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] [illegible] اسلام کے [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] کر سکیں کہ جس میں [illegible] [illegible] حاصل کی ہے۔

[illegible] جانتی ہیں [illegible] سعوت [illegible] رسالت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سال تک خفیہ تبلیغ کی [illegible] [illegible] جرأت کر سکتے تھے [illegible] حکم [illegible] کی طرف [illegible] دعوت [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] حکم سے [illegible] دعوت کو عام کر [illegible]

[illegible]

ان لوگوں کو اسلام کے متعلق [illegible] جن کی طرف دعوت دینی شروع کی [illegible] مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔

جب پیغمبر [illegible] کی تبلیغ علی الاعلان ہونے لگی تو [illegible] حضرت [illegible] وہ مسلمانوں کو [illegible] کرنے اور ان پر ظلم و ستم ڈھانے [illegible] بعض مسلمانوں کو [illegible] کی دھوپ میں [illegible] ان کے سینے پر [illegible] رکھ دیتے تھے اور بعض مسلمانوں کو قتل کر دیتے تھے۔

مسلمانوں پر [illegible] تنگ [illegible] ہو گئے [illegible] کہ وہ اپنے گھر [illegible] کسی دوسرے ملک [illegible] چنانچہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے جناب رسول خدا [illegible] ہجرت کی [illegible] روانہ ہو گیا[1]

جب [illegible] ظلم [illegible] اسلام [illegible] کو روک [illegible] مسلمانوں [illegible] اسلام کے عقیدہ [illegible] کیا [illegible] کہ جناب محمد کو قتل کر دیا جائے۔

جب جناب ابو طالب کو ان کے خطرناک منصوبے کا علم [illegible] جناب رسول خدا کی جان کی حفاظت کی خاطر [illegible] کے ساتھ [illegible] منتقل ہو گئے

جناب [illegible] جناب رسول خدا [illegible] کرنے [illegible] جناب حمزہ [illegible]

[1] سیرۃ ابن ہشام [illegible] تاریخ کامل [illegible]

کیا کرتے تھے [illegible] دشمن پیغمبر خدا کے قتل کرنے [illegible] ہو گئے انہوں نے شعب [illegible] میں [illegible] دشمن [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] کیا [illegible]

جناب [illegible] کے [illegible] [illegible] جناب [illegible]

[illegible] جناب ابو طالب [illegible] آپ کے باپ کی حفاظت کر رہے تھے۔

[illegible] سال تک [illegible] اور [illegible] رہا۔

جناب [illegible] کی عمر [illegible] جب پیغمبر [illegible] شعب [illegible] اپنے گھروں کو واپس لوٹے [illegible] جناب [illegible] کے لئے باعث مسرت تھا۔

ماں کی وفات

افسوس صد افسوس کہ جناب فاطمہؑ کے ہوش کے زمانے میں دیر تک [illegible] آپ نے [illegible] ماحول میں سانس لینا چاہا تھا کہ آپ کی عمر [illegible] ماں جناب خدیجہ کا انتقال ہو گیا۔

ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ [illegible] آپ کے اصحاب شعب کی قید سے آزاد ہوئے تھے کہ جناب خدیجہ اس دنیا سے رخصت ہو گئیں [1]

اس جانگداز حادثہ نے کس قدر جناب فاطمہؑ کے دل پر اثر کیا اور آپ کے [illegible] کو پژمردہ کر دیا اور آپ کی روح کو شدید صدمہ پہنچا۔ جناب فاطمہؑ ایسے ناقابل برداشت حادثہ کا ہرگز احتمال بھی نہ رکھتی تھیں۔

نتیجہ

بچپن کے غیر معمولی واقعات اور تلخ حوادث نے [illegible] کس طرح سے جناب زہراؑ کی حساس روح پر اثر چھوڑا اور آپ کی [illegible] زندگی اور [illegible] اور افعال کا ربط انہیں واقعات سے مربوط ہے جو آپ کو بچپن میں پیش آئے اور آپ کی شخصیت نے اس سرچشمہ سے غذا لی [illegible] انہیں واقعات سے مندرجہ ذیل نتیجے اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

۱۔ جو شخص اس قسم کے پژمردہ ماحول میں نشوونما پائے اور زندگی کے آغاز میں ہی اتنے بڑے واقعات سے دوچار ہو تو لامحالہ وہ افسردہ خاطر اور غمگین ہی [illegible] ہوگا

[1] مناقب ابن شہر آشوب [illegible] ص [illegible]

اس لیے جناب فاطمہؑ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ محزون اور غمگین رہا کرتی تھیں۔

۲۔ جو شخص اس قسم کے [illegible] ماحول میں پروان چڑھا ہو یہاں تک کہ دودھ پینے اور بچپن کی [illegible] آپ کو پہچاننا شروع [illegible] مقصد [illegible] مقصد کو چھوڑ [illegible] اور [illegible] تکالیف [illegible] کی پرواہ نہیں کرے گی اور میدان نہیں چھوڑے گی۔

۳۔ [illegible] دین کی شاعت [illegible] تکالیف برداشت [illegible] مسلمانوں [illegible] کوشش [illegible] نہ ہوں۔

ماں کی وفات کے بعد

بعثت کے دسویں سال بہت تھوڑے [illegible] وفات ہو جا [illegible]

[illegible]

ان دو غم انگیز واقعات سے جناب پیغمبرؐ کو صدمہ پہنچا اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔[1]

کیونکہ ایک طرف تو آپ کا ایک غمگسار اور داخلی و خارجی امور میں معتمد و آپ کی اولاد کی ماں جناب خدیجہؑ کا انتقال ہو جاتا ہے اور دوسری طرف آپ کا ایک سب سے بڑا حامی اور مددگار اور مدافع جناب ابوطالبؑ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں جس سے آپ کی بیرونی حمایت اور داخلی دلجوئی کا سلسلہ [illegible]

ان دو حامیوں کے فوت ہو جانے سے دشمنوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور طرح طرح آپ کو تکالیف دینا شروع کر دیں کبھی آپ کو پتھر مارتے اور کبھی آپ کے سر اور صورت پر خاک ڈالتے اور کبھی راستے میں کانٹے بچھاتے اور کبھی آپ کے جسم مبارک کو زخمی کرتے اکثر اوقات آپ خاک آلود سر کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے اور آپ کی بیٹی جناب فاطمہؑ جب کہ جناب فاطمہؑ ابھی کمسن تھیں ماں کے فراق میں غمگین رہتی تھیں اور آنسو بہاتی تھیں۔ جناب فاطمہؑ جب کبھی گھر میں ... [illegible] کبھی دیکھتیں کہ لوگ آپ کے ساتھ [illegible] ... ایک دن دیکھا کہ آپ [illegible] ... [illegible] آگاہ کیا۔[2]

ایک دن مشرکین میں سے ایک [illegible] گوسفند کی اوجھڑی آپ کے چہرے اور سر پر ڈال دی [illegible]

[1] مناقب شہر آشوب۔ ج ۱ ص [illegible]

[2] مناقب شہر آشوب ج ۱ [illegible]

جاتے۔ آپ کی دختر جناب فاطمہؑ جلدی سے آتیں اور پانی لا کر اشک بار آنکھوں سے آپ کے سر مبارک کو دھوتیں۔ پیغمبرؐ فرماتے: بیٹی! روؤ مت، خدا تیرے باپ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور کامیابی عطا فرمائے گا۔[1]

ایک دن پیغمبرؐ مسجد الحرام میں مشغول عبادت تھے۔ مشرکین کا ایک گروہ آپ کا مذاق اڑا رہا تھا اور آپ کو اذیت دینا چاہتا تھا۔ ان مشرکین میں سے ایک نے اونٹ کی اوجھڑی اٹھا کر جو کثافت و گندگی سے پر تھی آپ کی پشت مبارک پر جب آپ سجدے میں تھے ڈال دیا۔ جناب فاطمہؑ اس وقت مکہ میں موجود تھیں جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو آپ کو سخت قلق ہوا۔ آپ نے پشت مبارک سے اوجھڑی کو ہٹا کر دور پھینک دیا۔ پیغمبر اسلامؐ نے سجدے سے سر اٹھایا اور ان کے بعد اس گروہ پر نفرین کی۔[2]

جناب فاطمہؑ بچپن ہی میں اس قسم کے ناگوار واقعات دیکھ رہی تھیں اور اپنے باپ کی مددگار اور اپنے باپ کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کیا کرتی تھیں۔

جناب خدیجہؑ کے انتقال کے بعد بہت سے گھر کے کام کاج کی ذمہ داری جناب فاطمہؑ کے کندھے پر آن پڑی تھی۔ کیونکہ یہ توحید کا وہ پہلا گھر تھا جس کا سرپرست رخصت ہو چکا تھا۔ بس گھر میں جناب فاطمہؑ کے علاوہ اور کوئی مددگار موجود نہ تھا۔ تاریخ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس زمانے میں پیغمبرؐ کے گھر کی حالت کیسی رہی اور ان کی زندگی کس طرح گزری۔ لیکن بصیرت کی آنکھوں سے اس گھر کی رقت بار حالت کو دیکھا جا سکتا ہے۔

[1] تاریخ طبری۔ ج ۲۔ ص [illegible]۔

[2] مناقب شہر آشوب۔ ج ۱۔ ص [illegible]

پیغمبر اسلامؐ نے جناب خدیجہؑ کے بعد سودہؓ سے شادی کر لی۔ اس کے علاوہ اور کئی عورتیں تھیں۔ جو تمام کی تمام جناب فاطمہؑ سے اظہار محبت کیا کرتی تھیں۔ لیکن پھر بھی ایک یتیم بچے کے لئے بہت سخت گزرتا ہے جب وہ اپنی ماں کی جگہ کو خالی دیکھے اور اس کی جگہ کسی دوسری عورت کو رہتا دیکھے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے مہربان اور اچھی کیوں نہ ہو پھر بھی وہ محبت اور خالص شفقت جو ماں کی طرف سے ہوتی ہے وہ اس بچے کو نہیں دے سکتی۔ صرف ماں ہی ہے کہ جو اور وسعت شفقت و محبت سے بچے کے دل کو تسکین دے سکتی ہے۔

جناب فاطمہؑ کو جس شدت سے محرومی کا احساس ہو رہا تھا اسی شدت سے پیغمبرؐ بھی آپ سے اظہار محبت فرماتے تھے۔ کیونکہ پیغمبرؐ جانتے تھے کہ فاطمہؑ کو ماں کی کمی کا احساس ہے اور اس کی کو پورا ہونا چاہیے۔ اس وجہ سے پیغمبرؐ کی وجود کی بنا پر روایت میں وارد ہوا کہ پیغمبرؐ جب تک اپنی بیٹی کو نہ چوم لیتے رات کو نہیں سوتے تھے[1]

یہ تھوڑے سے آٹھ سال کے واقعات ہیں جو پیغمبرؐ کی بیٹی جناب فاطمہؑ پر کم سنی میں وارد ہوئے ہیں۔

واضح رہے کہ اگرچہ اس قسم کے واقعات اور حوادث جو کسی بچے کی روح پر وارد ہوں تو اس کے اعصاب کو کمزور کر دیتے ہیں اور اس کی فکری صلاحیت اور جسمی قوت کو کم کر دینے کے لئے کافی ہوا کرتے ہیں لیکن اس قسم کا حکم ہر ایک انسان کے لئے کرنا صحیح نہیں ہے۔

کیونکہ یہی ناگوار واقعات اور دکھ کر دینے والی پریشانیاں اور مسلسل سختیاں ممتاز اور شائستہ انسانوں کی روح کو تقویت پہنچاتے ہیں اور ان کی اندرونی استعداد اور پوشیدہ

[1] کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۲۔

صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے مشکلات کے مقابلے کے لئے ثابت قدم بنا دیتے ہیں۔ جب تک پتھر پر غیر معمولی حرارت صرف نہ ہو وہ خالص اور بیش بہا قیمت سونا نہیں بن سکتا۔

جی ہاں! جناب زہراؑ کی زندگی کے دوران خطرناک حوادث اور ناگوار واقعات نے آفتاب کی روح کو صرف ضعیف جسم کو نکھار اپنے وجود کے گوہر کو صیقل کر کے تابناک اور درخشاں بنا دیا اور آپ کو ہر قسم کے حالات سے مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ اور طاقتور بنا دیا تھا۔

فاطمہؑ مدینہ کی طرف

پیغمبر خداؐ بعثت کے تیرہویں سال جان کے خطرے کی وجہ سے مجبور ہو گئے کہ مکہ کو چھوڑ دیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آپ نے جاتے وقت حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کو مکہ میں چھوڑا اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے میری دختر فاطمہؑ اور اپنی ماں فاطمہ بنت اسد اور چچا حمزہ کی بیٹی فاطمہ کو اور دوسری مستورات کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف جلد از جلد چلے آنا، میں تب تک انتظار کروں گا۔ آپ نے یہ فرمایا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت علیؑ پیغمبرؐ کے دستور کے مطابق جناب فاطمہؑ اور دوسری مستورات کو سوار کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ابو واقد اونٹوں کو چلا رہے تھے۔ اونٹوں کو تیزی کے ساتھ چلا رہے تھے حضرت علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ نرمی کرو اور اونٹوں کو آہستہ چلاؤ کیونکہ عورتیں کمزور ہوا کرتی ہیں جو سختی کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ ابو واقد نے عرض کی کہ میں دشمنوں سے ڈرتا ہوں کوئی ہمارا تعاقب نہ کر رہا ہو تو ہم تک پہنچ۔ حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا پیغمبرؐ نے مجھ

فرمایا کہ تمہے دشمن کی طرف سے کوئی اذیت نہ پہنچے گی ۔

جب آپ ضجنان کے قریب پہنچے تو آٹھ سوار پیچھے سے آئے حضرت علی علیہ السلام نے عورتوں کو محفوظ اور امن کی جگہ کر دیا اور تلوار لے کر ان دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان کو پراگندہ و متفرق کر دیا پھر عورتوں کو سوار کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پیغمبر اسلام جب قبا پہنچے تو وہاں دو دن تک ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ اور دوسری مستورات کو لے کر آنحضرت کی خدمت بابرکت میں پہنچ گئے[1]

پیغمبر خدا نے مکہ میں اور ایک روایت کے مطابق مدینہ میں جناب سودہ سے شادی کی اور جناب فاطمہؑ کو ان کے گھر لے گئے اس کے بعد آپ نے جناب ام سلمہ سے نکاح کیا اور جناب فاطمہؑ کو ان کے سپرد کیا تاکہ آپ ان کی سرپرستی اور نگہداری کریں جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے جناب فاطمہؑ کو میرے سپرد کیا تاکہ میں ان کی تربیت میں کوشش کروں۔ میں بھی آپ کی تربیت و راہنمائی کرتی تھی لیکن خدا کی قسم آپ مجھ سے زیادہ مودب اور سمجھدار تھیں[2]

---

[1] مناقب شہر ابن آشوب ـ جلد [illegible] ص [illegible] ـ

[2] دلائل الامامہ ـ ص [illegible] ـ

حصہ دوم

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی

جناب فاطمہؑ پیغمبر خداؐ کی لڑکی اور اپنے زمانے کی ممتاز خواتین سے تھیں قریش کے اصیل اور شریف خاندان سے آپ کے خواستگار تھے۔ جمال ظاہری اور روحانی کمالات اخلاق آپ سے بہتر ماں باپ سے وراثت میں پائے تھے آپ اس مرد کی بیٹی تھیں جس کی ذات سے مربوط تھیں آپ کے والد کی شخصیت دن بدن لوگوں کی نگاہوں میں بلند ہو رہی تھی آپ کی قدرت اور عظمت ظاہر ہو رہی تھی اس لئے آپ کی خبر ایک اعتبار کی ذات بزرگان قریش دولت مند عظمت شخصیت اور ثروت مند حضرات کی نگاہوں میں مورد توجہ قرار پا چکی تھی۔ تاریخ میں ہے کہ اکثر اوقات بزرگان آپ کی خواستگاری کرتے رہتے تھے لیکن پیغمبر اسلامؐ بالکل پسند نہیں فرماتے تھے۔ آنحضرتؐ ان لوگوں سے اس طرح پیش آتے تھے کہ انہیں معلوم ہو جاتا تھا کہ پیغمبر اسلامؐ ان سے ناراض ہیں۔

جناب رسول خداؐ نے فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے مخصوص کر دیا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ حضرت علیؑ کی طرف سے اس کی پیشکش کی جائے۔

---

[1] کشف الغمہ جلد ۱ ص ۳۵۳

[2] کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۵۳۔

پیغمبر اسلامؐ خداوند عالم کی طرف سے مامور تھے کہ نور کا عقد نور سے کریں۔ لکھا ہے کہ جناب ابوبکر بھی خواستگاروں میں سے ایک تھے ایک دن وہ اسی غرض سے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہؐ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وصلت کروں کیا ممکن ہے کہ فاطمہؑ کا عقد آپ مجھ سے کر دیں؟ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ ابھی کمسن ہے اور اس کے لئے شوہر کی تعیین خدا کے ہاتھ میں ہے میں اس کے حکم کا منتظر ہوں۔ جناب ابوبکر مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے راستے میں ان کی ملاقات جناب عمر سے ہوگئی تو اپنے واقعہ کو ان سے بیان کیا جناب عمر نے ان سے کہا کہ پیغمبر اسلامؐ نے تمہارے مطلب کو رد کر دیا ہے اور آپ نہیں چاہتے تھے کہ اپنی دختر تمہیں دیں۔

جناب عمر بھی ایک دن جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی غرض سے پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ جواب سنا کیا پیغمبرؐ نے انہیں بھی یہی جواب دیا کہ فاطمہؑ کمسن ہے اور اس کے شوہر کا معین کرنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کئی دفعہ ان دونوں صاحبان نے جناب کی درخواست کی جو قبول نہیں کی گئی۔

عبدالرحمن بن عوف اور جناب عثمان بن عفان جو دونوں بہت سرمایہ دار تھے پیغمبر اسلامؐ کے پاس خواستگاری کے لئے حاضر ہوئے عبدالرحمن نے عرض کی یا رسول اللہؐ اگر فاطمہؑ کی شادی مجھ سے کر دیں تو میں سو اونٹ سیاہ رنگ نیلی چشم جن پر مصری کتان کے کپڑے لدے ہوئے اور دس ہزار دینار مہر دیتا۔ میں بھی مہر دینے کے لئے حاضر ہوں جناب عثمان نے عرض کیا میں بھی حاضر ہوں ... اور یہ ایک فضیلت مجھے حاصل ہے کہ میں آپ سے پہلے ایمان لایا ہوں

پیغمبر اسلامؐ ان کی گفتگو سے سخت غضبناک ہوئے اور ... کے لئے

[1] دلائل الامامہ ص ۸۰۔

کرتیں اس سے محبت نہیں رکھتا آپ نے ایک شخص سنگ بدن کی طرف اور عبد الرحمن کی طرف
دیکھتے ہوئے فرمایا کہ تم خیال کرتے ہو کہ میں مال کا پرستار ہوں اور یہ ثروت اور دولت
سے مجھ پر فخر جتا رہا ہو کہ اس دولت کے دباؤ سے میں فاطمہؑ کا عقد تجھ
سے کر دوں گا۔[۱]

حضرت علیؑ کی پیشکش

اصحاب پیغمبرؐ سے ابن شہر آشوب ... جب ... کا ...
جانتا ہے کہ فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کریں لیکن حضرت علیؑ کی طرف سے اس کی پیشکش نہیں
ہو رہی تھی ایک دن جناب عمر اور ابوبکر اور سعد بن معاذ ایک گروہ کے ساتھ مسجد
میں بیٹھے ہوئے تھے اور مختلف موضوعات پر گفتگو کر رہے تھے اسی دوران جناب فاطمہؑ
کا ذکر بھی آگیا ابوبکر نے کہا کہ کافی عرصہ سے عرب کے اعیان و اشراف فاطمہؑ کی خواستگاری
کر رہے ہیں لیکن پیغمبرؐ نے کسی کی درخواست کو قبول نہیں فرمایا اور ان کے جواب میں
یہی فرماتے تھے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا شوہر معین کرنا خدا اور رسول کے ہاتھ میں ہے۔
ابھی تک علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی بات نہیں آئی میں گمان
کرتا ہوں کہ علی علیہ السلام کی طرف سے اس اقدام کرنے کی واحد رکاوٹ تنگدستی ہو
سکتی ہے میرا مطلب ہے کہ خدا اور پیغمبرؐ نے فاطمہؑ کو حضرت علیؑ کے لیے
معین کر رکھا ہے۔

اس کے بعد ابوبکر نے عمر اور سعد سے کہا اگر تم آمادہ ہو تو ہم مل کر علیؑ کے
پاس چلیں اور ان کے سامنے اس موضوع کو پیش کریں اور اگر وہ شادی کرنے کی

۱۔ مناقب شہر ابن آشوب ج ۳ ص ۳۴۵ ـ تذکرۃ الخواص ص ۳۰۶۔

طرف مائل ہوں اور تنگ دستی ہو تو ہم ان کی مدد کریں
سعد بن معاذ نے اس پیشکش کو بسر و چشم قبول کیا اور ابوبکر کو اس کام میں تشویق
دلائی۔

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ جناب عمر اور ابوبکر اور سعد بن معاذ اس غرض سے مسجد
سے باہر آئے اور حضرت علی علیہ السلام کی جستجو میں چلے گئے لیکن آپ کو گھر سے باہر
پایا اور معلوم ہوا کہ آپ کسی انصاری کے باغ میں اونٹ کے ذریعے پانی کھینچ کر
کھجور کے درختوں کو پانی دے رہے ہیں یہ لوگ اس طرف گئے حضرت علی علیہ السلام
نے فرمایا کہاں سے آ رہے ہو اور میرے پاس کس غرض سے آئے ہو ابوبکر نے کہا
اے علیؑ تم کمالات کے لحاظ سے بزرگ ہو ... ہم سب ... اور ...
تم رسول خداؐ کو کم ... سے اس ... نہیں ... شرفاء قریش حضرت فاطمہؑ
کی خواستگاری کے لیے جا چکے ہیں لیکن پیغمبر اکرمؐ نے رد فرما دیا ہے
اور یہ فرمایا ہے کہ جناب فاطمہؑ کا شوہر معین کرنا خدا کے ہاتھ میں ہے ... ہم گمان
کرتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول نے جناب فاطمہؑ کو آپ کے لیے مخصوص کیا ہے
اور دوسرا کوئی بھی شخص اس سعادت پر ... صلاحیت نہیں رکھتا ... ہو سکتا
کہ آپ اس اقدام میں کیوں کوتاہی کر رہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے جب ابوبکر کی یہ گفتگو سنی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اور فرمایا اے ابوبکر تم نے میرے جذبات اور ... کو ابھارا ہے
اور اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس سے میں غافل تھا۔ خدا کی قسم تمام دنیا حضرت فاطمہؑ
کی خواستگار ہے اور میں بھی خواہشمند ہوں جو چیز مجھے اس اقدام سے روکے ہوئے
ہے وہ ہے فقط میرا خالی ہاتھ ہونا ابوبکر نے کہا یا علیؑ آپ یہ بات نہ کریں کیونکہ
پیغمبرؐ کی نگاہ میں دنیا اور مال دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے میری رائے ہے کہ جتنی جلد

ہو سکے تب اس کام میں اقدام کریں اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خواستگاری کی درخواست دیں۔[1]

اندرونی جذبہ بیدار ہوتا ہے

حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اسلامؐ کے گھر میں بڑے اور جوان ہوئے تھے۔ آپ جناب فاطمہؑ کو اچھی طرح پہچانتے تھے اور ان کی طبیعت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ دونوں [illegible] کے تربیت یافتہ تھے اور ایک ہی گھر میں جوان ہوئے تھے۔[2]

حضرت علی علیہ السلام جانتے تھے کہ حضرت فاطمہؑ جیسی عورت اور ہمسر نہیں مل سکے گی جو تمام کمالات اور فضائل سے آراستہ ہے۔ آپ انہیں دل سے چاہتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ جب مناسب وقت آجائے [illegible] لیکن اسلام کی [illegible] اور مسلمانوں کی اقتصادی [illegible] حالات نے علی کو اس دلی خواہش سے روک رکھا تھا۔ آپ میں سوائے اقتصادی [illegible] کے تمام امکانات موجود تھے۔

حضرت علی نے ابوبکر کی پیش کش پر تھوڑا سا غور کیا اور اس معاملے کے تمام اطراف اور جوانب پر غور کیا۔ ایک طرف اپنا مالی [illegible] اور تمام مسلمانوں کی [illegible] دوسری طرف [illegible] ہو چکے تھے کہ [illegible] کا وقت آ پہنچا ہے کیونکہ آپ کی عمر تقریباً [illegible] سال ہو چکی تھی۔[3]

[1] کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

[2] مناقب شہر آشوب ج [illegible] ص [illegible]

[3] [illegible] ص [illegible]

انہیں اس عمر میں ازدواج کرنا ہی چاہیے اور فاطمہؑ جیسی اور رشتہ بھی نہیں مل سکے گا اگر یہ فرصت ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس کا تدارک نہیں کیا جا سکے گا۔

علی خواستگاری کے لئے جاتے ہیں

جب [illegible] کی پیشکش نے حضرت علی علیہ السلام کی روح کو اس طرح بیدار کر دیا کہ آپ کا اندرونی جذبہ شعلہ ور ہو گیا اور آپ نے [illegible] کام کو آخر تک پہنچانا ممکن نہ ہو سکا جس میں آپ مشغول تھے، آپ نے [illegible] اس کام سے [illegible] اور گھر واپس آگئے آپ نے غسل کیا اور ایک صاف ستھری عبا پہنی اور جوتے پہن کر جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

پیغمبرؐ اس وقت جناب ام سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ حضرت علی علیہ السلام جناب ام سلمہ کے گھر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ پیغمبرؐ نے جناب ام سلمہ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو۔ دروازہ کھٹکھٹانے والا وہ شخص ہے جس کو خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔ ام سلمہ نے عرض کی [illegible] آپ بغیر دیکھے ہوئے اس قسم کا فیصلہ اس کے حق میں کر دیا ہے؟

آپ نے فرمایا اے ام سلمہ چپ رہو [illegible] لوگوں سے [illegible] ام سلمہ [illegible] دروازہ کھول دیا۔ حضرت علی گھر میں داخل ہوئے اور سلام کر کے پیغمبرؐ کے سامنے بیٹھ گئے اور شرم کی وجہ سے سر نیچے کئے ہوئے تھے اور اپنا [illegible] نہ کر سکے تھوڑی دیر تک دونوں چپ رہے اور آخرکار پیغمبر اسلامؐ نے

اس سکوت کو توڑا اور ... فرمایا علی کیا کسی کام سے میرے پاس آئے ہو [illegible]
کر جس کے طلب کرنے سے شرم کر رہے ہو ... جھجک ... [illegible]
کو بیان کرو ... مطمئن ہو جاؤ کہ ... خوش ... ہو جائے گی

حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان [illegible] آپ کے گھر میں ... آپ کے لطف و کرم ... [illegible] ... آپ سے ... کوشش فرمائی ... [illegible] ... قسم میری دنیا و آخرت کی ... [illegible] ... سعادت نصیب ہوگی۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ... [illegible] ... پیغمبر اسلام ... فرمایا علی کو ... [illegible] ... پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ... [illegible] ... رضامندی کی علامت قرار دیا ہے

[illegible]

موافقت

پیغمبر اکرم اجازت لینے کے بعد حضرت علی کے پاس آئے اور [illegible]

[illegible] ... حضرت علی ... [illegible] ... یا رسول اللہ ... آپ میری حالت سے پوری طرح آگاہ ... [illegible] ... فرمایا کہ ... [illegible] ... اور اونٹ بھی تمہاری زندگی کے لوازم میں سے ... [illegible] ... ہے آگاہ کرو ہا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی ... یا رسول اللہ میرے ... [illegible] ... فرمایا ... [illegible] ... اللہ تعالیٰ ... [illegible] ... [illegible]

[illegible]

خطبۂ عقد

بعد حمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم جلدی سے مسجد میں جاؤ میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں تاکہ تمام لوگوں کے سامنے عقد کی تقریب و خطبہ عقد کا اعلان ہو۔ علی خوش خوش مسجد میں پہنچے جب ابوبکر و عمر سے ملاقات ہوگی تمام واقعہ ان کو سنایا اور کہا کہ رسول خدا نے بی بی فاطمہ مجھ سے تزویج کر دی ہے اور ابھی میرے پیچھے آ رہے ہیں تاکہ لوگوں کے سامنے عقد کے مراسم انجام دیں۔

پیغمبر خدا جب کہ آپ کا چہرہ خوشی اور شادمانی سے چمک رہا تھا مسجد میں تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کر جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور خداوند عالم کی طرف سے پیغام لائے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام و جناب فاطمہ کے ازدواج کے مراسم عالم بالا میں فرشتوں کے حضور عقد کے ہو چکے ہیں اور حکم دیا ہے کہ زمین پر بھی یہ مراسم تمام ہونے چاہئیں میں تم کو گواہ قرار دیتا ہوں آپ اس کے بعد بیٹھ گئے اور حضرت علی سے فرمایا اٹھو اور خطبہ پڑھو۔

حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں خداوند عالم کا اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ایسی گواہی جو اس مقام تک پہنچے اور درود ہو جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو آپ کے مقام و درجہ کو بالاتر کرے۔ لوگو! میرے اور فاطمہ کے ازدواج کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور اس کا حکم دیا ہے میرے اور فاطمہ کے ازدواج سے اتفاق رکھتا ہے۔ اے لوگو رسول خدا نے فاطمہ کا عقد مجھ سے کر دیا ہے اور [illegible] مہر [illegible] اب آپ ان سے پوچھ لیں اور گواہ ہو جائیں۔

مسلمانوں نے پیغمبر اسلام کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ نے فاطمہ کا عقد علی علیہ السلام سے کر دیا۔ رسول خدا نے جواب میں فرمایا ہاں۔ تمام حاضرین نے دعا کی اللہ ان کو اچھا بنائے خدا اس ازدواج کو ان کے لئے مبارک فرمائے اور ان دونوں کے درمیان محبت اور الفت پیدا کرے۔

عقد ختم ہوا پیغمبر گھر واپس لوٹ آئے اور عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہ کے لئے خوشی و مسرت کا جشن برپا کریں۔ عقد کے مراسم [illegible] دوسری [illegible] کو تمام پائے۔

داماد کا انتخاب

اسلام مسلمانوں سے کہتا ہے کہ اگر کوئی جوان تمہاری لڑکی کی [illegible] تو اس کی تمام چیزوں سے پہلے دین و اخلاقی حالت کا جائزہ لو [illegible] پاک دین و خوش خلق ہو تو اس سے بیاہ کردو۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ ازدواج کے لئے [illegible] ثروت کو معیار نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام کہتا ہے کہ مال و ثروت انسان کو فریب [illegible] فضائل و کمالات [illegible] مال اور ثروت [illegible] اگرچہ [illegible]

۱؎ اس مطلب کے مطابق [illegible] کتاب [illegible] مناقب خوارزمی ص [illegible] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]

۲؎ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص [illegible]

۳؎ بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]

ہی کیوں نہ ہو، اس معاشی اور معاشرتی دور کی سرمایہ دارانہ سے خوگر کی سازش سے اسباب فراہم کرتا ہے کی وجہ بیشتر ہے۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے جب کوئی شخص تمہاری لڑکی کی خواستگاری کے لیے آئے تو اگر تمہیں اس کا اخلاق اور دین پسند ہو تو اس سے رشتہ کر دو اور اس کو منفی جواب نہ دو اگر تمہارا شادیوں کا معیار اس کے خلاف ہو تو وہ تمہارے لیے سخت زیادہ فساد کا موجب ہوگا۔[1]

پیغمبر نے یہ مطلب صرف لوگوں کو سنایا ہی نہیں بلکہ خود بھی اس پر عمل کیا آپ نے حضرت علیؑ کے فضائل اور کمالات اور اخلاق کو دیکھ کر سب عہدہ اور دولت مثال جیسے سرمایہ داروں پر ترجیح دی اور [illegible] کے فقیر اور تہی دست ہونے کو نقص اور عیب شمار نہ کیا۔

حضرت زہرا علیہا السلام کا مہر

1۔ ایک زرہ کہ جس کی قیمت چار سو یا پانچ سو درہم تھی۔
2۔ یمنی کتان کا ایک جوڑا۔
3۔ ایک گوسفند کی کھال رنگی ہوئی۔[2]

---

[1] مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۵۳۔
[2] وافی کتاب النکاح ص ۱۵۔

عملی سبق

اسلام زیادہ مہر کو مذمت کے لیے سنت جنسی، بہتر اور سفارش کرتا ہے کہ اگر والدین کے دین اور اخلاق کو تم نے پسند کر لیا ہے تو پھر مہر کی کمی کے کام مواد تھوڑے مہر پر مصالحت کر لو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو خوبصورت اور کم مہر والی ہوں۔[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عورت کی برائی اس میں ہے کہ اس کا مہر بہت زیادہ ہو۔[2]

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ مہر زندگی کو تلخ بنا دیتا ہے، محبت کم کر دیتا ہے اور [illegible] مشکلات کا سلسلہ کے لیے موجب ہوتا ہے۔ [illegible] ہو اور [illegible] کی طرف مائل کرتا ہے بلکہ [illegible] اجتماعی مفاسد اور [illegible] کا باعث ہے۔ وہ مہر زیادہ کی [illegible] کو بعد میں قرض کر دیتا ہے اور میاں بیوی کی محبت پر [illegible] ہے۔ [illegible] میاں بیوی کی [illegible] جو [illegible] کی طرف سے [illegible] کر دیتا ہے۔ پیغمبر اسلام لوگوں کو خود عمل کر کے بھی [illegible] تھے۔ وہ مہر [illegible] معاشرے کے لیے [illegible] مطلب [illegible] کہ [illegible] مہر کا شوہر پر [illegible] بیان کیا کہ حضرت علیؑ سے نکاح کر دیا یہاں تک کہ کوئی چیز بطور قرض بھی ان کے ذمہ نہیں سوچی۔

---

[1] وافی کتاب النکاح ص ۱۵۔
[2] وافی کتاب النکاح ص ۱۵۔

حضرت زہرا علیہا السلام کا جہیز

پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: ابھی اٹھو اور اس زرہ کو جو تم نے حضرت زہراؑ کے لیے مہر قرار دیا ہے، بازار میں جاکر فروخت کر دو اور اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ تاکہ میں تمہارے لیے جہیز اور گھر کے اسباب مہیا کر دوں۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے اس زرہ کو بازار میں جاکر فروخت کر دیا۔ مختلف روایات میں اس کی قیمت چار سو سے لے کر پانچ سو درہم تک بتائی گئی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ بعض روایات کی بنا پر جناب عثمان نے آپ کی زرہ خریدی اور بعد میں حضرت علیؑ کو ہدیہ کر دی۔[1]

حضرت علی علیہ السلام زرہ کی قیمت لے کر پیغمبر خداؐ کی خدمت میں پیش کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوبکر، سلمان فارسی اور بلال کو بلایا اور کچھ درہم بھی دے کر فرمایا کہ اس سے جناب فاطمہؑ کے لوازمات اور اسباب زندگی خرید کر لاؤ اور اس سے کچھ درہم اسماء کو دیئے اور فرمایا کہ اس سے عطر اور خوشبو مہیا کرو اور جو درہم باقی بچے وہ جناب ام سلمہ کے پاس رکھوا دیئے گئے۔

ابوبکر کہتے ہیں کہ جب میں نے درہم کو گنا تو تریسٹھ درہم تھے اور اس سے میں نے یہ اسباب اور لوازمات خریدے۔

۱۔ ایک سفید قمیص۔

۲۔ ایک بڑی چادر سر ڈھانپنے کے لیے (مقنعہ)۔

---

[1] بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۳۰۔

۳۔ ایک سیاہ خیبری چادر۔

۴۔ ایک چارپائی جو کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی۔

۵۔ دو عدد توشک جن میں سے ایک میں گوسفند کی پشم بھری گئی اور دوسری میں کھجور کے پتے بھرے گئے۔

۶۔ چار عدد تکیے جو گوسفند کے چمڑے سے بنائے گئے تھے جن کو اذخر نامی خوشبودار گھاس سے بھرا گیا تھا۔

۷۔ ایک عدد چٹائی ہجری نامی۔

۸۔ ایک عدد دستی چکی۔

۹۔ ایک تانبے کا پیالہ۔

۱۰۔ پانی بھرنے کے لیے ایک عدد چمڑے کی مشک۔

۱۱۔ کپڑے دھونے کے لیے ایک عدد تھال۔

۱۲۔ دودھ کے لیے ایک عدد پیالہ۔

۱۳۔ پانی پینے کا ایک عدد برتن۔

۱۴۔ ایک [illegible]۔

۱۵۔ ایک عدد لوٹا۔

۱۶۔ ایک عدد مٹی کا برتن جسے عربی میں سبو کہتے ہیں۔

۱۷۔ فرش کرنے کے لیے ایک عدد چمڑا۔

۱۸۔ دو عدد کوزے۔

۱۹۔ ایک عدد [illegible]

جب حضرت زہراؑ کا جہیز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لے

---

[1] مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۵۰ و کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۵۹۔

انہوں نے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے [illegible] پھر سرکار دو [illegible] کی طرف منہ کر کے فرمایا: اے خدا اس شادی کو مبارک کر [illegible] کے کثیر [illegible] کے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے درس

[illegible] فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حضرت علی علیہ السلام کی شادی [illegible] اسلامی [illegible] کا سب سے اہم [illegible] جب شادی ہو سکی [illegible] کیونکہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کے والد [illegible] عرب کی [illegible]! [illegible] اسلام کی اہم شخصیت اور [illegible] پیغمبر تھے [illegible] دنیا کی [illegible] سب کے [illegible] عرب کے [illegible] علم [illegible] تمام مردوں پر [illegible] رکھتے ہیں [illegible] کے سب سادہ [illegible] اس قسم کی شادی کو [illegible] اسلام [illegible] شادی [illegible] سے سب [illegible] ہونا چاہیئے تھا لیکن جیسا کہ آپ [illegible] کر چکے ہیں یہ تقریب [illegible] سادگی سے [illegible] اسلام کی مثالی [illegible] کا جہیز [illegible] کر چکے ہیں [illegible] بات یہ ہے کہ یہی [illegible] جہیز [illegible] فاطمہ زہرا علیہا السلام کے [illegible] کی [illegible] کو [illegible] ہو [illegible] جناب [illegible] بیاہ کی [illegible] سب کچھ [illegible]۔

پھر [illegible] جیسے [illegible] کر [illegible] ہوتا [illegible] کر سکتے ہیں [illegible] جہیز اس [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کرتے [illegible] کہ میں [illegible] کا جہیز [illegible] شان کا [illegible] عورتوں میں سے ایک عورت [illegible] کی عظمت اور عزت کا احترام

[illegible] جانا چاہیئے اور اس کی خوشحالی کے اسباب فراہم کرنے چاہئیں میرے داماد کے [illegible] اس کا احترام [illegible] کی قدر [illegible] کے [illegible] کرنی چاہیئے۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] کے [illegible] اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے تو [illegible] اور [illegible] کثرت [illegible] کم ہو [illegible] کی [illegible] کثرت مختلف قسم کے [illegible] وجود [illegible] مصائب میں گرفتار ہونا پڑے گا اس لیے [illegible] اسلام کی [illegible] دوسری شخصیت [illegible] سادگی سے عمل میں [illegible] اور مسلمانوں کے [illegible] کے لئے عملی درس [illegible]۔

حضرت علی علیہ السلام [illegible] کو [illegible] تھے کہ [illegible] مال [illegible] و دولت سے [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] کی [illegible] کے لیے [illegible] عورت [illegible] اور [illegible] زندگی [illegible] کو [illegible] ہیں [illegible] اس [illegible] محبت کے گھر کو [illegible] میں تبدیل کر دیتے ہیں حضرت علی علیہ السلام [illegible] اسلامی [illegible] تھے کہ اس قسم کے [illegible] مال و دولت آپ کی نگاہوں میں کچھ قیمت نہ رکھتے تھے۔

حضرت علیؓ کے گھر کا اثاثہ

حضرت علی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اسباب مجلہ عروسی کے لئے مہیا کر رکھے تھے۔

۱۔ ایک لکڑی کہ جس پر کپڑے اور پانی کی مشک لٹکائی جا سکے
۲۔ گوسفند کی کھال۔
۳۔ ایک عدد تکیہ۔
۴۔ ایک عدد مشک۔
۵۔ ایک عدد آٹے کی چھانی ہے[1]

عروسی کے متعلق گفتگو

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ گزر گیا اور میں جناب رسولؐ خدا کے پاس جناب فاطمہؑ کے بارے میں [illegible] کچھ نہ کہہ سکا۔ جب بھی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا تو شرم کی وجہ سے [illegible] بات نہ کر سکتا۔ ایک دن میرے بھائی عقیل میرے پاس آئے اور کہا

بھائی جان ہم آپ کی شادی سے بہت خوش ہیں [illegible] سوال ہے تو کیوں کوشش نہیں کرتے کہ فاطمہؑ کو آپ کے گھر روانہ کریں تاکہ آپ کی شادی کی خوشی سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں [illegible] میں بہت چاہتا ہوں کہ رخصتی کی بات پیغمبر اسلامؐ

---

[1] بحار الانوار [illegible]

سے شرم کرتا ہوں۔ عقیل نے کہا تمہیں خدا کی قسم ابھی میرے ساتھ چلو تاکہ پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں چلیں۔

حضرت علیؑ جناب عقیل کے ساتھ رسول خداؐ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جناب ام ایمن سے ملاقات ہو گئی انہوں نے دونوں کو بات کرتے دیکھا [illegible] کہ آپ یہاں آ رہے ہیں رسول خداؐ سے اس بارے میں گفتگو کرنا ہوگی کیونکہ اس قسم کے معاملے میں عورتوں کی گفتگو زیادہ مؤثر ہوتی ہے جب ام ایمن اور دوسری عورتیں اس معاملے سے مطلع ہوئیں تو تمام کی تمام پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ہم ایک ایسے موضوع کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں کہ اگر جناب خدیجہ زندہ ہوتیں تو [illegible] خوشحال ہوتیں۔ جناب پیغمبرؐ نے جب خدیجہ کا نام سنا تو آپ کے آنسو نکل آئے اور فرمایا کہ خدیجہ کہاں اور خدیجہ جیسی کون جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے تو خدیجہ میری تصدیق کرتی تھیں۔ دین خدا کی ترقی کی خاطر تمام مال میرے حوالے کر دیا [illegible] خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ [illegible] اس کو بہشت میں [illegible] کا گھر عطا فرمائے گا۔

ام سلمہ نے عرض کی کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے جتنا بھی خدیجہ کے متعلق فرمایا ہے وہ درست ہے [illegible] فرماتے ہیں رسول اللہ آپ کے بھائی اور چچا زاد بھائی چاہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لے جائیں اگر آپ اجازت دیں تو [illegible] عروسی کا [illegible] کریں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] فرمایا [illegible] علیؑ کو میرے پاس حاضر کرو۔

جب حضرت علیؓ آپ کی خدمت میں تشریف لائے تو فرمایا اے علیؓ جانتے ہو کہ یہ بیوی اپنے گھر سے جاؤ، آپ نے عرض کیا [illegible] آپ نے فرمایا کہ خدا سب کچھ کرے [illegible] رخصتی کے اسباب مہیا کر دوں گا۔

اس کے بعد آپ نے عورتوں سے فرمایا کہ فاطمہؓ کو زیب کر دو، خوشبو لگا دو اور ایک کمرہ میں فرش بچھا دو تاکہ ان کی رخصتی کے آداب نکالوں [illegible]

رخصتی کا جشن

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ عروس میں ولیمہ [illegible] ہے اور میں دوست رکھتا ہوں کہ میری امت شادی میں ولیمہ دیا کرے [illegible] اس میں موجود تھے [illegible] کو ایک گوسفند آپ کو [illegible] جشن کے لئے [illegible] صحابہ نے کچھ [illegible] اس میں مدد کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] فرمایا کہ گوسفند لے آؤ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس حیوان کو ذبح کرو [illegible] اور فرمایا اس سے کچھ [illegible] اور روٹی بھی [illegible] اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جسے چاہو بلا لو [illegible] حضرت علی علیہ السلام نے صحابہ کے ایک [illegible] گوشت پکایا گیا اور [illegible] برکت [illegible]

چونکہ [illegible] کے سب بھوکے تھے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم [illegible]

لے [illegible]

کھائیں۔ اس جشن میں جناب عباس اور حضرت حمزہ اور حضرت علیؓ اور جناب عقیل [illegible] کی چیزیں [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے [illegible] کے سامنے [illegible] جب سب [illegible] اللہ [illegible] علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے [illegible] لوگ سیر ہو گئے [illegible] آپ نے حکم دیا کہ [illegible] حاضر نہ ہو سکے [illegible] حضرت علی علیہ السلام کے لئے [illegible]

محملہ کی طرف

پھر [illegible] کی عورتوں نے جناب فاطمہؓ کو آراستہ کیا، آپ کو عطر اور خوشبو لگائی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا [illegible] تھا، اور جناب فاطمہؓ کو [illegible] تھیں اس کے بعد دونوں کو [illegible] لگا [illegible] کو بوسہ دیا [illegible] کا ہاتھ پکڑا [illegible] کے ہاتھ میں دیا [illegible] حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ فاطمہؓ اچھی رفیقہ حیات ہے اور جناب فاطمہؓ سے فرمایا کہ علیؓ بہترین شوہر ہیں۔

اس کے بعد عورتوں کو حکم دیا کہ دولہن کو خوشی اور جوش و خروش سے محملہ کی طرف لے جائیں لیکن اس قسم کا کوئی کلام نہ کریں کہ جس سے [illegible]

لے [illegible]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عورتوں نے خوشی و مسرت سے اللہ اکبر کہتے ہوئے فاطمہ و علیؑ کو حجلہ تک پہنچایا۔ رسول خدا بھی اس کے پیچھے آ پہنچے اور حجلہ میں وارد ہو گئے اور حکم دیا کہ پانی کا برتن حاضر کیا جائے تھوڑا سا پانی لے کر آپ نے جناب فاطمہؑ کے جسم پر چھڑکا اور حکم دیا کہ باقی پانی سے وضو کریں اور منہ دھوئیں اس کے بعد ایک اور پانی کا برتن منگوایا اور اس سے کچھ پانی حضرت علی علیہ السلام کے سر پر چھڑکا اور حکم دیا کہ باقی پانی سے وضو کریں اور منہ دھوئیں اس کے بعد آپ نے دلہن اور دولہا کو دعا دی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا ... اے خدا اس شادی کو مبارک فرما اور ان سے پاک و پاکیزہ نسل وجود میں آئے۔

جب آپ نے چاہا کہ حجلہ سے باہر جائیں تو جناب فاطمہؑ نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا میری پیاری بیٹی میں نے بہترین مرد اور دانشمند ترین انسان سے تیری شادی کی ہے۔

اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور حجلہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر دروازے کے چوکھٹ کو پکڑ کر فرمایا کہ خدا تمہیں اور تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ قرار دے میں تمہارے دوستوں کا دوست ہوں اور تمہارے دشمنوں کا دشمن۔ اب رخصت ہوتا ہوں اور تمہیں خداوند عالم کے سپرد کرتا ہوں حجلے کے دروازے کو بند کیا اور عورتوں سے فرمایا کہ سب اپنے گھروں کو چلی جائیں اور یہاں کوئی بھی نہ رہے۔ تمام عورتیں چلی گئیں۔

جب پیغمبر اسلامؐ نے باہر جانا چاہا تو دیکھا کہ ایک عورت وہاں باقی ہے پوچھا تم کون ہو کہ میں نے تمہیں کہا کہ سب چلی جاؤ۔

اس نے عرض کی میں اسماء ہوں آپ نے تو فرمایا کہ سب چلی جائیں لیکن میں جانے سے معذور ہوں کیونکہ جب جناب خدیجہؑ اس جہان سے کوچ فرما رہی تھیں تو میں نے دیکھا

کہ وہ رو رہی ہیں میں نے عرض کیا آپ بھی رو رہی ہیں حالانکہ تم دنیا کی عورتوں سے بہترین عورت ہو اور رسول خداؐ کی بیوی ہو اور خدا نے تمہیں بہشت کا وعدہ دیا ہے۔ آپ نے کہا میں اس لئے رو رہی ہوں کہ جانتی ہوں ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ شب زفاف اس کے پاس کوئی عورت ہو جو اس کی محرم راز ہو اور اس کی ضروریات کو پورا کرے میں دنیا سے جا رہی ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ فاطمہؑ شب زفاف کو تنہا رہ جائے گی اور اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے خدیجہ سے عرض کی کہ اگر میں فاطمہؑ کے شب زفاف تک زندہ رہی تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس کے پاس رہوں گی اور اس سے ماں کا سلوک کروں گی۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجہ کا یہ واقعہ سنا تو بے اختیار آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا تجھے خدا کی قسم کیا اسی غرض سے یہاں رہ گئی ہو؟ عرض کیا ہاں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا تم اپنے وعدہ پر عمل کرو۔

۱۔ بعض [illegible] کہتے ہیں [illegible] پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہؑ کے گھر گئے [illegible] ہے۔ [illegible] سے بھی [illegible] اس کی طرف [illegible] کیونکہ اس وقت [illegible] جناب [illegible] جب فاطمہؑ کی شادی کے وقت مدینہ میں موجود نہ تھیں بلکہ آپ خیبر کے فتح ہونے کے بعد [illegible] جناب فاطمہؑ کے پاس [illegible] نہیں ہو گی [illegible] اس عورت کے نام میں مورخین کو اشتباہ ہوا ہے۔

[illegible] لوگوں سے پہلے اسلام کا اقرار کیا اور تو علم و حلم اور عقل کے لحاظ سے تمام لوگوں [illegible] تمام لوگوں سے [illegible] تیرے شوہر کو پہچانتا ہے [illegible] سب سے بہتر شوہر دیا ہے [illegible] اس کے حکم کی مخالفت نہ کرو [illegible] اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا کہ بیٹی کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آنا کیونکہ معلوم ہونا چاہئے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو شخص اسے اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور [illegible] خوش [illegible] میں تم دونوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔[1]

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: حضرت فاطمہ کا عقد ماہ مبارک میں ہوا [illegible] پہلی یا چھ ذی الحجہ کو آپ کی رخصتی ہوئی۔[2]

حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے تھوڑی مدت اپنے گھر میں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھا [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر [illegible] ایک دن آپ جناب فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا [illegible] کہ تمہیں اپنے

۱۔ جو مطالب حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی [illegible] ذکر ہوئے ہیں انہیں ان کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کشف الغمہ ج ۱۔ مناقب خوارزمی [illegible] [illegible] سیرۃ ابن ہشام۔ مناقب [illegible] تاریخ [illegible] بحار الانوار ج ۴۳ [illegible]

۲۔ بحار الانوار، ج ۴۳ ص [illegible]۔

فاطمہ کا دیدار

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زفاف کی رات کی صبح کو دودھ [illegible] میں لیے ہوئے جناب فاطمہ کے گھر میں گئے اور وہ برتن جناب فاطمہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا تم پر تمہارا باپ قربان ہو اس کو پیو۔ اس کے بعد حضرت علی سے فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا تم پر قربان ہو تم بھی پیو۔

حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا [illegible] [illegible] زندگی میں [illegible] ہو گا۔ [illegible] جناب فاطمہ سے پوچھا کہ شوہر کیسے تھے [illegible]

پیغمبر اس کے بعد [illegible] جناب فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے

[illegible] جناب فاطمہ کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ سے حضرت [illegible] شوہر کیسے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۱۔ کشف الغمہ، ج ۱ ص [illegible]۔

۲۔ [illegible] ص [illegible]۔

حصّہ سوم

فاطمۃ علیؑ کے گھر میں

روز تک بابا [illegible] آپ نے عرض کی حارثہ [illegible] سے کہیے کہ وہ [illegible] مکان [illegible]
[illegible] آپ نے فرمایا [illegible] ہمارے لیے [illegible] کر کے [illegible]
دور چلا گیا ہے [illegible] جناب حارثہ کو جب [illegible]
ہوئی تو وہ [illegible] رسول خدا کی خدمت میں مشرف ہوئے [illegible]
[illegible] میرا مال [illegible] چاہتا ہوں کہ آپ فاطمہؑ کو [illegible] گھر منتقل
کر دیں۔ جناب رسول خدا [illegible] جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا
کو حارثہ کے مکان میں منتقل کر دیا [illegible]

[illegible] طبقات ابن سعد [illegible]

جناب فاطمہ آپ کے گھر سے شوہر کے گھر منتقل ہو گئیں لیکن حیات ... جیسے کسی
ہستی کے گھر میں ہر گھڑی آپ ہر کر موت ہے ... ہر چل گئی ... سلیقہ کر کے ولایت میں پہنچ
گئیں۔ اسلام کے سپہ سالار ... کی ... کے ... خصوصی مشیرہ اسلام
کی پہلی شخصیت کے گھر ... جب ... مرکز میں آئے ... وفات آپ
کے کندھے پر ... اب ... آپ پر عائد ہو گئیں ... اگر
آپ کو اسلام کی ... کے لئے زندگی ... عادات ... بچوں کی تربیت کا عمل ...
پر درس دینا ہے ... اسلام کو ... صداقت ... کا ... دیا ہوگا
آپ کو اسی طرح زندگی گزارنا ہے جو مسلمان عورتوں کے لئے ایک نمونہ بن جائے کہ
عالم کی عورتیں آپ کے وجود کے آئینے میں اسلام کی خوبی اور حقیقت کو دیکھ سکیں۔

امور خانہ داری

پہلا گھر جس کے رہنے والے ایک میاں اور بیوی گناہ
سے پاک اور معصوم ... کے ... اور ... سے ... وہ حضرت علی
و جناب فاطمہ کا گھر تھا۔ حضرت علی ایک اسلامی مرد کا کامل نمونہ ہیں اور حضرت زہرا

ایک مسلمان عورت کا کامل نمونہ تھیں
علی بن ابی طالب نے بچپن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن
میں اور آپ کی ... تربیت پائی تھی کمالات اور فضائل اور سیرت اور ... علمی ترین
اسلامی اخلاق کے مالک تھے ... آپ کے دامن میں تربیت پائی
تھی اور آپ اسلامی اخلاق سے پوری طرح آگاہ تھیں آپ لوگوں کے کان بچپن سے
قرآن سے مانوس تھے ... قرآن کی ... کے ... مبارک
سے ... کرنے کے ... اور ... سے آگاہ تھے اسلام کے متعلق ... معارف
کو اس کے ... سے ... کے اسلام کا عملی نمونہ پیغمبر اسلام
کے ... کرتے تھے اس بنا پر گھریلو زندگی کا عملی نمونہ اس
گھر سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔
علی اور فاطمہ کا گھر ... محبت ... تھا میاں بیوی کمال صداقت
سے ایک دوسرے کی مدد ... کرتے تھے گھریلو کاموں میں ایک دوسرے
کی مدد کرتے تھے ... جناب ... میں حاضر ہوئے اور
عرض کی کہ گھر کے کام کاج ہم میں تقسیم کر دیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا گھر کے اندرونی کام فاطمہ انجام دیں گی اور بیرونی کام علی کے ذمہ ہوں گے ... فاطمہ
فرماتی ہیں کہ میں اس تقسیم سے بہت خوش ہوئی کہ ... بیرونی کام میرے ذمہ نہیں
ڈالے گئے[1]

جناب فاطمہ بچوں کی تربیت ... اور جانتی تھیں کہ گھر ایک اسلامی مکتب
بڑا موثر ہے اگر عورت کے ہاتھ سے یہ موقع نکل گیا ... دوبارہ ہاتھ نہ آئے گا

---

[1] بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۱

کے گھر سے، مشکل پڑی تو پھر دونوں [illegible] کے وظائف اور اولاد کی تربیت بھی مرتب نظام میں [illegible] سکے گی یہی وجہ تھی کہ آپ اس تقسیم سے خوش ہو گئیں گھر کے مشکل اور محنت کام علیؑ کے سپرد کئے گئے تھا۔

اسلام کی بے مثال خاتون سہل شعیب کی بیٹی [illegible] کرنے کو [illegible] گھر کے مشکل کاموں کی بجا آوری سے سبکدوش نہ رہیں، آپ نے اس حد تک گھر کے کاموں میں محنت و مشقت کی کہ خود حضرت علی علیہ السلام آپ کے ان کاموں کو یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمات کو سراہا کرتے تھے آپ نے ایک دوست سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اپنے اور فاطمہؑ کے متعلق تمہیں بتلاؤں۔

فاطمہ میرے گھر پانی بھر کر لاتی تھیں کہ آپ کے کندھے پر مشک کا نشان پڑ گیا اور اتنی آپ نے چکی پیسی کہ آپ کے ہاتھوں پہ چھالے پڑ گئے تھے اتنا آپ نے گھر کی صفائی اور پاکیزگی [illegible] کہ آپ کا لباس میلا ہو جاتا تھا۔ آپ پر کام کرنا سخت محنت ہو چکا تھا میں نے آپ سے کہا [illegible] ہو گا اگر آپ پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر [illegible] کہ [illegible] آپ کے لیے [illegible] کر دیں تاکہ وہ آپ کی امور خانہ داری میں مدد کر سکے

جناب فاطمہؑ پیغمبرؐ کی خدمت میں گئیں لیکن اصحاب کی ایک جماعت کو دیکھ کر واپس لوٹ آئیں اور شرم کے مارے آپ سے کوئی بات نہ کی۔ پیغمبرؐ نے محسوس کر لیا تھا کہ فاطمہؑ کسی کام کی غرض سے آئی تھیں لہٰذا آپ دوسرے دن ہمارے گھر خود تشریف لائے اور سلام کیا ہم نے جواب سلام دیا آپ ہمارے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا بیٹی فاطمہؑ کس لیے میرے پاس آئی تھیں؟ جناب فاطمہؑ نے اپنی حاجت کے بیان کرنے میں شرم محسوس کی حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ فاطمہؑ کنویں سے پانی بھر کر لاتی ہیں کہ مشک کے [illegible] سے آپ کے سینے پر نشان پڑ گئے ہیں اور اتنی آپ نے

چکی چلائی ہے کہ آپ کے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے ہیں اتنا آپ نے گھر کی صفائی کے لیے جھاڑو دی ہے کہ آپ کا لباس گرد آلود اور میلا ہو چکا ہے [illegible] آپ کے [illegible] آپ کا لباس کثیف ہو گیا ہے۔ میں نے ان سے کہا [illegible] آپ کی خدمت میں جائیں شاید کوئی کنیز خدمتگار آپ عطا فرمائیں

پیغمبرؐ نے فرمایا بیٹی فاطمہؑ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جو کنیز سے بہتر ہو جب سونا چاہو تو ۳۴ مرتبہ تکبیر، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو۔ یہ ذکر ایک سو ہے [illegible] لیکن اس سے نامہ عمل میں ایک ہزار حسنہ لکھا جاتا ہے فاطمہؑ اگر اس ذکر کو ہر روز صبح پڑھو تو خداوند عالم تیرے دنیا و آخرت کے کاموں کی اصلاح کر دے گا فاطمہؑ نے جواب میں کہا اباجان میں خدا و رسولؐ کے رضا سے راضی ہو گئی ہوں

ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ فاطمہؑ نے پیغمبرؐ [illegible] سے [illegible] ایک لونڈی کا تقاضا کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا فاطمہؑ خدا کی قسم چار سو [illegible] اس وقت مسجد میں رہ رہے ہیں کہ جن کے پاس [illegible] اگر [illegible] لونڈی بھی تو گھر میں خدمت کرے گی [illegible] ثواب سے [illegible] نکل جائے گا [illegible] اس کے بعد [illegible] تسبیح [illegible] کو بتلائی [illegible] فرمایا [illegible] کے لئے [illegible] آخرت کا ثواب تمہیں نصیب ہو گیا

[illegible]
[illegible]

بچے رو رہے ہیں میں نے عرض کی اے پیغمبرؐ کی بیٹی ان دو کاموں میں سے ایک میرے سپرد کر دیں تاکہ میں آپ کی مدد کر سکوں آپ نے فرمایا بچوں کو [illegible] مجھے [illegible] اگر تم چاہو تو چکی چلا کر میری مدد کر دو میں نے چکی کا چلانا [illegible] لے کر مسجد میں [illegible] پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے رحمت کی [illegible] کیا ہے خدا تم پر رحم کرے۔[1]

شوہر کے ہمراہ

جناب فاطمہؑ کسی عام آدمی کے گھر زندگی نہیں گزار رہی تھیں بلکہ وہ اسلام کی دوسری شخصیت تھے اسلام کے سپہ سالار اور مجاہد، اور پیغمبرؐ کے خصوصی وزیر اور مشیر تھے کہ جن کے گھر میں زندگی گزار رہی تھیں اسلام اور اپنے شوہر کے اس مقام کو بھی طرح سمجھتی تھیں اور جانتی تھیں اگر علیؑ کی تلوار نہ ہو تو اسلام کی ترویج ممکن نہیں ہو سکتی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا [illegible] کے لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام کے گھر رہتی تھیں [illegible] اسلام کا لشکر ہر وقت تیار رہتا تھا ہر سال میں کئی جنگیں ہو جاتی تھیں حضرت علیؑ ان تمام جنگوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔

جناب زہراؑ کی محنت [illegible] کی ذمہ داری ہے [illegible] اور اس سے بھی [illegible] کامل سلیقہ سے شوہر کے [illegible] جانتی تھیں کہ عورت [illegible] کس طرف چاہے مرد کو پھیر سکتی ہے اور یہ بھی جانتی تھیں کہ مرد کی ترقی یا تنزلی اور سعادت اور بدبختی عورت کی [illegible]

---

[1] ذخائر العقبیٰ ص ۵۱

ایک دن پیغمبرؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ علیؑ اور فاطمہؑ چکی چلانے میں مشغول ہیں آپ نے پوچھا تم میں سے کون تھک چکا ہے؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی کہ فاطمہؑ، چنانچہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہؑ کی جگہ بیٹھ گئے اور حضرت علیؑ کی چکی چلانے میں مدد کی۔[2]

جناب جابر کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے دیکھا کہ جناب فاطمہؑ معمولی قیمت کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھ سے چکی چلا رہی ہیں اور بچوں کو گود میں لئے دودھ پلا رہی ہیں یہ منظر دیکھ کر آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا میری پیاری بیٹی دنیا کی سختی اور تلخی کو برداشت کر تاکہ آخرت کی نعمتوں سے سرشار ہو۔ فاطمہؑ نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکرگزار ہوں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا قیامت کے دن تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گی۔[3]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ [illegible] مہیا کرتے تھے اور گھر کی صفائی [illegible] اور جناب فاطمہؑ چکی پیستی تھیں [illegible] آٹا گوندھتی اور روٹی پکاتی تھیں۔[4]

ایک دن جناب بلال حبشی مسجد میں صبح کی نماز میں دیر سے پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی آپ نے عرض کیا میں مسجد آ رہا تھا تو جناب فاطمہؑ کے گھر سے [illegible] میں نے دیکھا کہ آپ چکی [illegible]

---

[2] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]

[3] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]

[4] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]

یہ درست ہے [illegible] ہوتی ہیں اگر مرد کے [illegible] اور [illegible] کرے [illegible]
سے [illegible] اور [illegible] کے شکوت سے [illegible] کر [illegible]
[illegible] طاقت حاصل کرے [illegible] کی [illegible] کے
[illegible] آپ کو [illegible] کر سکے۔ [illegible] کی [illegible] عورت کو
[illegible] جنگ کو [illegible]
امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عورت [illegible] ہے کہ وہ [illegible] شوہر
کی خدمت کرے۔

جناب فاطمہؑ خاص [illegible] اسلام کا [illegible] جنگ کے [illegible]
اس وقت فارغ ہو سکتا ہے جب وہ گھر کے [illegible]
کی صبر [illegible] سکتا ہے [illegible]
[illegible] کا [illegible] جنگ سے [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] اور جنگ کے [illegible]
سے سنانے کو کہتی تھیں۔

جناب [illegible] کو [illegible] تک کہ کبھی [illegible]
سے [illegible] کپڑے بھی [illegible] کرتی تھیں [illegible]
[illegible] جنگ سے واپس [illegible] جناب [illegible]
کو دیا اور فرمایا کہ اس کا خون بھی دھو دو۔

۔ وسائل کتاب النکاح ص [illegible] ۔

۔ سیرۃ ابن ہشام، جلد [illegible] ص [illegible] ۔

جناب زہراؑ اپنے شوہر کو [illegible] کرتی تھیں آپ
کی [illegible] کرتی تھی اس طرح آپ حضرت علیؑ کی حوصلہ افزائی [illegible]
کو [illegible] جنگ کے لیے تیار کرتی تھیں۔ [illegible] علیؑ کو
[illegible] کرتی تھیں خود حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب میں گھر واپس
آتا تھا اور جناب زہراؑ کو دیکھتا تھا تو میرے تمام غم [illegible] ختم ہو جایا کرتے تھے۔

جناب فاطمہؑ کبھی بھی حضرت علیؑ کی [illegible] کے [illegible]
[illegible] حضرت علی علیہ السلام کو [illegible] نہیں کرتی تھیں کیونکہ جانتی تھیں کہ
اسلام کہتا ہے کہ جو عورت شوہر کو غضبناک کرے [illegible] اس کی نماز [illegible]
قبول نہیں کرتا جب تک [illegible] شوہر کو راضی نہ کرے۔

جناب فاطمہؑ نے حضرت علیؑ کے گھر کبھی جھوٹ نہیں بولا اور خیانت نہیں کی اور
کبھی آپ سے [illegible] حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی
[illegible] فاطمہؑ [illegible] اور فاطمہؑ نے کبھی مجھے
[illegible] نہیں کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے جناب زہراؑ کے آخری [illegible] اس کا اعتراف
[illegible] کہ جناب زہراؑ نے اپنے آخری وقت میں علیؑ سے کہا تھا [illegible]
آپ نے مجھے [illegible] اور خیانت نہیں پایا ہے [illegible] ساتھ زندگی شروع
کی ہے [illegible] حضرت علیؑ نے فرمایا [illegible]

۔ مطالب [illegible] ص [illegible]

۔ وسائل کتاب النکاح ص [illegible] ۔

۔ [illegible] ص [illegible]

سعادت تم سے گھر میں مجھ سے بد سلوکی نہ کرو کیونکہ میرے [illegible] پرہیزگار و نیکوکاری اور [illegible] تک تھی [illegible] [illegible] ہے کسی کو معلوم نہیں۔

چونکہ حضرت علیؑ کی فکر و عمل امور سے کام [illegible] کی تشویق سے بھی [illegible] آپ کے [illegible] ممکن ہو سکیں۔

[illegible] کہ حضرت علیؑ [illegible] سے [illegible] [illegible] آپ کو [illegible] حاکم مطلق [illegible] جنگ میں [illegible] اسلام [illegible] [illegible] جنگ کے [illegible] اور [illegible] زندگی کے [illegible] مہیا کرنے میں کوشش کرتی تھیں [illegible] اور انتظار کی سختی برداشت کرتی تھیں۔

علامہ [illegible] [illegible] کرتا حضرت علیؑ کو [illegible] اور [illegible] کی

ص بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

ضرورت سمجھتے ہے اسی لئے جب علیؑ آپ گھر میں تشریف لاتے تو آپ گھر کے حالات اور حساب [illegible] محبت اور شفقت کی [illegible] اور اسی طرح [illegible] کو سراہتے [illegible] سکون مہیا کرتے [illegible] زندگی کے کاموں کو [illegible] آپ کی [illegible] ہے۔ علیؑ جانتے تھے کہ [illegible] کے اظہار محبت اور خلوص اور قدردانی کا [illegible] اسلام کا نمونہ تھے اور [illegible] وظائف پر عمل کرتے [illegible] عالم اسلام کے لئے اپنے اخلاق کا نمونہ بنے رہے۔

ایک دفعہ رسول خداؐ نے زفاف کی رات علیؑ سے پوچھا تھا کہ تمہاری بیوی [illegible] عورتوں سے بہتر ہے [illegible] اور جناب رسولؐ نے فرمایا تھا کہ [illegible] جہان کی عورتوں سے بہتر ہے۔[۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو اور لائق شوہر موجود نہیں تھا۔[۲]

جناب فاطمہؑ نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین مرد وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ [illegible] مہربان ہوں۔[۳]

کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے زفاف کی صبح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔
۲۔ کشف الغمہ ج ۱ ص [illegible]۔
۳۔ دلائل الامامہ ص [illegible]۔

خدمت میں حرج نہیں کیا تھا کہ فاطمہؑ اللہ کی اطاعت میں میری بہترین مددگار ہے۔[1]

بچوں کی تعلیم و تربیت

جناب فاطمہ زہراؑ کی ذمہ داریوں میں سے سب سے زیادہ سخت ذمہ داری اولاد کی تربیت تھی۔ آپ کے پانچ بچے ہوئے، جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور جناب زینب خاتون اور جناب ام کلثوم اور پانچویں فرزند کا نام محسن تھا جو سقط کر دیا گیا۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔ آپ کی اولاد عام لوگوں کی اولاد کی طرح نہ تھی بلکہ یوں مقدر ہو چکا تھا کہ پیغمبرؐ کی نسل مبارک جناب فاطمہؑ سے چلے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر پیغمبر کی ذریت ان کے صلب سے ہے لیکن میری نسل علیؑ کے صلب سے مقرر ہوئی ہے میں فاطمہؑ کی اولاد کا باپ ہوں۔[2]

خدا نے مقدر فرمایا ہے کہ دین کے پیشوا اور رسول خداؐ کے خلفا جناب زہراؑ کی پاک نسل سے ہوں لہذا جناب زہراؑ کی سب سے زیادہ سخت ذمہ داری اولاد کی تربیت تھی۔

تربیت اولاد ایک مختصر جملہ ہے لیکن بہت وسیع المعنی ہے شاید کسی کے ذہن میں آئے کہ اولاد کی تربیت صرف طعام و آب کا ان کے لیے لوازم

---

[1] بحارالانوار جلد ۴۳ ص ۱۱۷۔

[2] مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۳۸۷۔

فراہم کرنا ہی نہیں اور ماں ان کے لیے خشک و تر سے غذا مہیا کر دے اور لباس دھو دے اور بس اس کے علاوہ اور کوئی بھی ذمہ داری اولاد کی ان پر عائد نہیں ہوتی لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام اس حد تک اولاد کی تربیت پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ماں باپ کو اس سے بہت بڑے وظیفہ کا مسئول قرار دیتا ہے۔

اسلام بچے کی صحیح و سالم شخصیت کو ماں باپ کی پرورش اور تربیت اور ان کی نگہداری کے مرہون منت سمجھتا ہے۔ ماں باپ کے تمام حرکات و سکنات اور افعال و کردار بچے کی لطیف اور حساس روح پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بہر حال ماں باپ کے رفتار اور سلوک کی کیفیت کا ماحصل بچہ ہوتا ہے۔ ماں باپ کا وظیفہ ہے کہ بہت زیادہ احتیاط سے بچے کے مستقبل کے مراقب اور مواظب ہوں تاکہ بے توجہی کی وجہ سے بچہ روحانی اور جسمانی طور پر فاسد اور بدبخت نہ ہو جائے۔

جناب زہراؑ نے خود وحی کے گھر میں تربیت پائی تھی اور اسلامی تربیت سے آشنا اور عامل تھیں۔ یہ جانتی تھیں کہ کس طرح ماں کا دودھ اور اس کی محبت بچے کے بدن پر اثر کرتا ہے اور اس کے تمام حرکات اور سکنات اور اعمال اور گفتار اس کی حساس روح پر اثر انداز ہوا کرتے ہیں۔ جانتی تھیں کہ مجھے امام کی تربیت کرنا ہے اور معاشرہ اسلامی کو ایک ایسا نمونہ دینا ہے جو روح اسلام کا مجسمہ اور حقیقت کا مظہر ہوگا۔ معارف و حقائق ان کے وجود میں جلوہ گر ہوں اور یہ کام کوئی آسان کام نہ تھا۔

جناب فاطمہؑ جانتی تھیں کہ مجھے امام حسینؑ کی تربیت کرنا ہے کہ جو اسلام کی ضرورت کے وقت اپنی اور اپنے عزیزوں کی جان دین اسلام کے دفاع اور ظلم سے مبارزہ کرنے کے لیے فدا کر سکے اور اپنے عزیزوں کے پاک خون سے اسلام کے درخت کو سیراب کر دے۔ جانتی تھیں کہ انہیں ایسی لڑکیاں زینب و ام کلثوم تربیت

کرتی ہیں جو اپنے پرجوش خطبوں اور تقریروں سے یزید کی ظلم و ستم کی حکومت کو رسوا اور متزلزل کر دیں اور اس کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنا دیں۔ فاطمہ زہرا کے گھر جو بچیاں پرورش پاتی ہیں وہ شجاعت اور یزید کے ظلم سے مرعوب ہونے کے بجائے [illegible] تھیں تاکہ اپنے مشن کو جاری رکھ سکیں اور دشمن کو [illegible] اپنے سوال کی مظلومیت اور بنو امیہ کی ستمگری [illegible] ظلم سے مرعوب ہونے کے بجائے [illegible] رہی تھیں بلکہ ایک مکمل [illegible]۔ امام حسین جب تو [illegible] تاکہ اسلام کے حساس موقع پر اپنے جگر کا خون نثار کر دیں [illegible] اسلام کے [illegible] اور اساسی انقلاب کے لئے زمین ہموار کر سکے نئے مسافت [illegible] اور [illegible] سے حاضر سے صلح کرنے کا عالم کو [illegible] کہ اسلام [illegible] تک [illegible] کو جنگ پر ترجیح دیتا ہے اور اس فریضہ کو کہ حاکم شام کی عوام فریبی اور دجل [illegible] کو ظاہر کر دے بے معمولی ہوئے جو اس اہم راہ میں مکتب سے نکلے ہیں وہ حضرت زہراؑ کی غیر معمولی لیاقت اور عظمت روحی سے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔

جی ہاں، حضرت زہراؑ ان کو تاکید کرتی رہیں کہ وہ گھر کے ماحول اور محلہ کو معمولی شمار کرنے کی بجائے بلند پرواز [illegible] کرتی ہیں۔ حضرت زہراؑ نے گھر کے ماحول کو بہت بڑا اور حساس خیال کرتی تھیں۔ [illegible] ساری کائنات کا ایک بہت بڑا کارخانہ اور تربیت گاہ [illegible] کاری کی جگہ [illegible] شمار کرتی تھیں اور جانتی تھیں کہ اس درسگاہ سے تربیت شدہ کو خود [illegible] ہوگا وہ اسے معاشرے کے بہت بڑے میدانوں میں حاضر کرنا ہوگا، جو یہاں ٹریننگ لیں گے اسی پر [illegible] مستقبل میں عمل کریں گے۔ جناب زہراؑ عورت ہونے کی حیثیت سے [illegible] عورت کے مقام و مرتبے کو [illegible] اعلیٰ جانتی تھیں اور اس قسم کی بھاری استعداد اپنے میں دیکھ رہی تھیں کہ کارخانہ خلقت نے [illegible] اس قسم کی بھاری

اور [illegible] ڈال دی ہے اور [illegible] اہم مسئولیت اس کے سپرد کر دی ہے۔

تربیت کی اعلیٰ درسگاہ

حضرت زہراؑ کے گھر میں بچوں کی [illegible] اعلیٰ درسگاہ کی جگہ تھی۔ [illegible] اسلام کی دو برتر شخصیت اور اسلام کی طاقت اعلیٰ کی قدرت سے [illegible] عالم زہراؑ [illegible] سے چلائی جا رہی تھی اور اسلام کی پہلی شخصیت یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیر نگرانی [illegible] تھی۔ [illegible] تربیت کے تو [illegible] پر [illegible] [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] [illegible] مثل [illegible] کئے جاتے تھے [illegible] تھی یہاں اس مطلب کے اعتراف کرنے پر [illegible] ہے جاری ہے یہ مثال بھی کیئے [illegible] کے مسلمان [illegible] تربیت اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اور علی اور فاطمہ علیہا السلام کی گفتار اور رفتار [illegible] تھے اور دوسروں کے لئے [illegible] دوسرے بچوں کی تربیت [illegible] گھر کے اندر جاری کیا جاتا [illegible] دوسروں سے [illegible] پوشیدہ رہتے تھے۔

لیکن اس کے باوجود اجمالی طور سے کہا جا سکتا ہے [illegible] کی تربیت کا دستور وہی تھا جو قرآن کریم اور احادیث پیغمبر اور احادیث ائمہ اطہار میں وارد ہوا ہے [illegible] حضرت [illegible] تحریریات نقل کی گئی ہیں [illegible] ایک حد تک ان کی تربیت

کی طرف رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ مفصل طور پر عمومی تربیت پر بحث کروں کیونکہ یہاں اس بحث کے لیے گنجائش نہیں ہے لیکن یہاں میں چند نکات کو جو مغرب کے ماہرین کی تربیت میں استعمال کیے گئے ہیں، اور ہمارے لئے مفید ہونے میں اختصار کے طور پر بیان کرتا ہوں۔

پہلا درس

محبت شاید اکثر لوگ یہ خیال کریں کہ بچے کی تربیت کا آغاز اس وقت سے ہونا چاہیئے جب اچھائی اور برائی کو بچہ درک کرنے لگے اور اس سے پہلے بچے کی تربیت کرنا مؤثر نہ ہوگی، کیونکہ اس سے پہلے بچہ خارجی عوامل سے متاثر نہیں ہوتا لیکن یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ فن تربیت کے دانشمندوں کی تصدیق کے مطابق بچے کی پرورش اور تربیت کا آغاز اس کی پیدائش سے ہی شروع کر دینا چاہیے، دودھ پلانے کی کیفیت اور ماں باپ کے تعلقات اور رفتار جو نومولود کی پرورش میں ایک حد تک مؤثر واقع ہوتے ہیں اور اس کی مستقبل کی شخصیت اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے۔

فن تربیت اور نفسیات کے ماہرین کے نزدیک یہ مطلب پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ بچے بچپن کے زمانے سے ہی محبت اور شفقت کے محتاج ہوتے ہیں۔ بچہ چاہتا ہے کہ اس کے ماں باپ اسے حد سے زیادہ دوست رکھیں

اور اس کے ساتھ شفقت کا اظہار کریں بچے کو اس کی زیادہ فکر نہیں ہوتی کہ وہ کس طریقے زندگی گزار رہا ہے، جیسے میں اس کا لباس سب اعلیٰ اور نفیس سے ہیں یا نہیں، اسے اس موضوع سے زیادہ توجہ ہوتی ہے کہ اس سے محبت کی جاتی ہے یا نہیں، بچے کے اس اندرونی احساس کو ماں باپ کی محبت کے اظہار اور شفقت کے، اور کوئی چیز ختم نہیں کر سکتی۔ بچے کی مستقبل کی شخصیت اور اخلاق کا سرچشمہ اس سے محبت کا اظہار ہے۔ یہی ماں کی گرم گود اور باپ کی محبت و نوازش بچے میں نشوونما کی کمی اور جس سے خلاقیت پیدا کرتی ہے۔ یہی بچے سے محبت اور نوازش بچے کو تنہائی کے خوف اور ضعف سے نجات دیتی ہے اور اسے زندگی کا امیدوار بناتی ہے۔ یہی خالص پیار و محبت بچے کی روح میں اچھے اخلاق اور حسن ظن کی آبیاری کرتی ہے اور اسے اجتماعی زندگی اور ایک دوسرے سے تعاون و ہمکاری کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ وہ گوشہ نشینی اور گریز سے نجات دیتی ہے یہیں نوازشات کے واسطے سے بچے میں اپنی شخصیت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو دوستی کے لائق سمجھتا ہے۔

جس بچے میں محبت کی کمی کا احساس ہو وہ عام طور سے ڈرپوک، شرمیلا، ضعیف، بدگمان، گوشہ نشین، بے علاقہ، پژمردہ اور مریض ہو کر رہ جاتا ہے، اور ممکن ہے کہ اس کے رد عمل کے طور پر ایسے ہی بیماری کو ختم کرنے کے لیے خطرناک اعمال کے ارتکاب میں ماہر ہو جیسے جنایت چوری قتل وغیرہ تاکہ اسی وسیلے سے اس معاشرہ سے انتقام لے سکے جو اسے دوست نہیں رکھتا اور اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کر سکے۔

جس بچے سے محبت و شفقت اس کی ضرورت میں شمار ہوتی ہے وہ اس

کی پرورش میں محبت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

ایک چیز کا درس حضرت رسول اکرمؐ کے گھر میں کامل طور سے دیا جاتا تھا اور پیغمبر اکرمؐ یہ جناب فاطمہؑ کو یاد دلاتے تھے۔

روایت میں آیا ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے تو آپ کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ نومولود کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹا کرو۔ اس کے بعد امام حسنؑ کے زرد کپڑے کو اتار پھینکا اور انہیں سفید کپڑے میں لپیٹا اور بغل میں لیا اور بوسہ دینا شروع کیا یہی کام آپ نے امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بھی انجام دیا۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جماعت میں مشغول تھے آپ جب سجدے میں جاتے تو امام حسینؑ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے اور پاؤں کو حرکت دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو امام حسین علیہ السلام کو پشت سے اتار کر زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ دوبارہ سجدے میں جاتے تو امام حسین علیہ السلام پھر آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ختم ہونے تک اسی کیفیت سے نماز پوری کی۔ ایک یہودی جو یہ سب دیکھ رہا تھا کہنے لگا آپ بچوں کے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہیں ہم پسند نہیں کرتے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر تم بھی خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوتے تو تم بھی بچوں کے ساتھ ایسی ہی نرمی سے پیش آتے۔ وہ یہودی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible] ـ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

کے کسی رویہ کی وجہ سے مسلمان ہو گیا۔

ایک دن پیغمبرؐ جناب امام حسنؑ کو بوسہ اور پیار کر رہے تھے کہ اقرع بن حابس نے عرض کی کہ میرے دس فرزند ہیں لیکن میں نے ابھی تک کسی کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ پیغمبرؐ غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر خدا نے تیرے دل سے محبت کو لے لیا ہے تو میں کیا کروں؟ جو شخص بھی بچوں پر ترحم نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔

ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر سے گزر رہے تھے تو آپ نے امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز سنی آپ نے جناب فاطمہؑ کو آواز دی اور فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ حسینؑ کا رونا مجھے اذیت دیتا ہے۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو اپنے کندھے پر سوار کیا ہوا تھا راستے میں کبھی امام حسن علیہ السلام کا بوسہ لیتے تھے اور کبھی امام حسین علیہ السلام کا۔ ایک آدمی نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ ان دونوں کو دوست رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، جو شخص حسنؑ اور حسینؑ کو دوست رکھے وہ میرا دوست ہے اور جو شخص ان سے دشمنی کرے وہ میرا دشمن ہے۔

پیغمبر اسلامؐ کبھی جناب فاطمہؑ سے فرماتے تھے حسن اور حسین کو میرے پاس لاؤ

[illegible] ـ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

[illegible] ـ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

[illegible] ـ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

[illegible] ـ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

اور جب آپ ان کو حضور کی خدمت میں لے جاتیں تو آپ ان کو سینے سے لگاتے اور پھول کی طرح ان کو سونگھتے تھے۔[1]

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن و حسین کے لبوں کو اس طرح چوستے دیکھا ہے جیسے خرما کو چوسا جاتا ہے۔[2]

دوسرا درس

شخصیت

تربیت کے ماہر کہتے ہیں کہ بچے کی تربیت کرنے والے کو بچے کی شخصیت کی پرورش کرنی چاہیے اور بچے کو خود اعتمادی کا درس دینا چاہیے یعنی اس میں اعتماد نفس پیدا کیا جائے تاکہ اسے بڑی شخصیت اور اچھا آدمی بنایا جا سکے۔

اگر بچے کی تربیت کرنے والا بچے کا احترام نہ کرے اور اسے حقیر شمار کرے اور اس کی شخصیت کو ٹھیس پہنچائے تو وہ خود بخود ڈرپوک اور احساس کمتری کا شکار ہو جائے گا اور اپنے آپ کو بے قیمت اور حقیر جاننے لگے گا۔ اور جب جوان ہوگا تو اپنے آپ کو اس لائق ہی نہیں سمجھے گا کہ کوئی بڑا کارنامہ انجام دے سکے۔ اس قسم کا آدمی معاشرہ میں بے اثر ہوگا اور اپنے آپ کو معمولی اور پست کاموں کے لئے حاضر کر دے گا۔

---

[1] [illegible]
[2] بحار الانوار [illegible]

برخلاف اگر بچہ اپنے آپ کو صاحب شخصیت اور باوقار سمجھتا ہو تو پھر وہ پست کاموں کے لئے تیار نہ ہوگا اور ذلت و خواری کے زیر بار نہ ہوگا۔ اس قسم کی نفسیاتی کیفیت ایک حد تک ماں باپ کی روحی کیفیت اور خاندان کی عزت سے وابستہ ہوا کرتی ہے۔

تربیت کے ماہر بچے کی تربیت کے لئے تربیت کرنے والوں سے سفارش کرتے ہیں کہ جن میں سے بعض یہ مطالب ہیں۔

اول۔ بچے سے محبت اور نوازش کا اظہار کرنا ہے جسے پہلے درس میں بیان کر چکے ہیں اور ہم نے ذکر کیا تھا کہ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ باپ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ محبت سے بہرہ ور تھے۔

دوم۔ بچے کی اچھی صفات کا ذکر کیا جائے اور اس کی دوستوں کے سامنے تعریف اور توصیف کی جائے اور اسے نفس کی بزرگی کا درس دیا جائے۔

جناب رسول خدا نے کئی دفعہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بارے میں فرمایا کہ یہ نوجوانان جنت کے بہترین افراد سے ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی بہتر ہے۔[1]

پیغمبر اکرمؐ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے فرمایا کہ تم خدا کے ریحانہ ہو۔[2]

---

[1] [illegible]
[2] [illegible]

جناب ابو بکر کہتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور جناب امام حسنؑ آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی جناب امام حسن علیہ السلام کی طرف اور فرماتے تھے کہ حسنؑ سید و سردار ہے شاید اس کی برکت سے میری امت میں صلح واقع ہو۔۱

جابر کہتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر سوار ہیں اور آپ گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تمہاری سواری بہترین سواری ہے اور تم بہترین سوار ہو۔۲

یعلی عامری کہتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، آپ نے ہاتھ بڑھائے تاکہ آپ کو پکڑیں جناب امام حسین علیہ السلام کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر بھاگتے تھے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنستے ہوئے امام حسین علیہ السلام کو بغل میں لے لیا اور اس وقت آپ کا ایک ہاتھ امام حسین علیہ السلام کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ گردن کے پیچھے رکھا اور اپنے لب مبارک کو امام حسینؑ کے لبوں پر رکھ کر بوسہ دیا اور فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جو شخص اسے دوست رکھے خدا اسے دوست رکھتا ہے

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۹۸۔

۲۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۸۵۔

حسینؑ میری بیٹی کا فرزند ہے

حضرت علی بن ابی طالب نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا کہ تم لوگوں کے بیٹو اور جوانان جنت کے سردار ہو اور معصوم ہو خدا اس پر لعنت کرے جو تم سے دشمنی کرے۔۱

جناب فاطمہؑ ایک دن امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ حسنؑ اور حسینؑ آپ کے فرزند ہیں ان کو کچھ عطا فرمائیے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی سیادت اور ہیبت حسن کو بخشی، اور اپنی شجاعت اور سخاوت حسینؑ کو دی۔۲

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؑ کو دیکھا کہ آپ پیغمبرؐ کے زانو پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ ان کو بوسہ دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم سردار اور سردار زادے ہو، امام اور امام کے فرزند اور اماموں کے باپ ہو، حجت ہو اور حجت کے فرزند اور نو حجتوں کے باپ ہو کہ آخری حجت امام مہدیؑ قائم ہوں گے۔۳

چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب زہراؑ کی اولاد کی تربیت میں کوشش کرتے تھے جناب زہراؑ اور حضرت علیؑ بھی اس طریقۂ عمل پر آپ کی متابعت کرتے تھے کبھی بھی انہوں نے بچوں کو حقیر نہیں سمجھا اور ان کی شخصیت کو دوسروں کے

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۶۵۔

۲۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۶۳۔

۳۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۹۵۔

سے نکما پھلکا بنا کر پیش نہیں کیا اور ان کے روح اور نفس پر اس قسم کی ضرب نہیں لگائی یہی وجہ تھی کہ آپ کے بہاں سید و سردار نے تربیت پائی

روایت میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے ایک گناہ کا ارتکاب کیا کہ جس کی اسے سزا ملنی تھی اس نے اپنے آپ کو جناب رسول خداؐ سے مخفی رکھا یہاں تک کہ ایک دن راستے میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے اس کی ملاقات ہو گئی اس نے دونوں کو کندھے پر بٹھایا اور جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میں حسنؑ اور حسینؑ کو شفیع اور واسطہ قرار دیتا ہوں پیغمبر اکرمؐ ہنس دیئے اور فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا اس کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا کہ میں نے تمہاری سفارش اور شفاعت قبول کر لی ہے[1]

یہی عظمت نفس اور بزرگی تھی کہ امام حسین علیہ السلام ایک مختصر فوج سے یزید کے بے شمار لشکر کے سامنے ڈٹ گئے اور مردانہ وار جنگ کی لیکن ذلت اور خواری کو برداشت نہ کیا آپ فرماتے تھے میں غلاموں کی طرح بھاگوں گا نہیں اور ذلت اور خواری کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کروں گا۔[2]

اسی تربیت کی برکت تھی کہ زینب کبریٰ ان تمام مصائب کے باوجود یزید کے ظلم و ستم کے سامنے حواس باختہ نہ ہوئیں اور کسی سے مرعوب نہ ہوئیں اور پر جوش خطابت سے کوفہ اور شام کو منقلب کر گئیں اور یزید کی ظالمانہ حکومت کو ذلیل اور خوار کر کے رکھ دیا۔

---

۱ ۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible] ۔

۲ ۔ مقتل ابی مخنف، ص [illegible] ۔

تیسرا درس

ایمان اور تقویٰ

تربیت کے ماہرین کے درمیان یہ بحث ہے کہ بچوں کے لئے دینی تعلیمات اور تربیت کس وقت سے شروع کی جائے ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ بچہ جب تک بلوغ اور رشد تک نہ پہنچ جائے وہ عقائد اور افکار دینی کو سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتا اور بالغ ہونے تک اسے دینی امور کی زحمت نہیں دینی چاہئے۔ لیکن ایک دوسرے گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ بچے بھی اس کی استعداد رکھتے ہیں اور انہیں دینی تربیت دی جانی چاہئے تربیت کرنے والے دینی مطالب اور مذہبی موضوعات کو سادہ اور آسان کر کے انہیں کہیں اور تلقین کریں اور انہیں دینی امور اور عبادت کو بجا لانے پر تشویق دلائیں تاکہ ان کے کان ان دینی مطالب سے آشنا ہوں اور وہ دینی اعمال اور عبادات پر مسلط ہو سکیں اسلام بھی دوسرے نظریئے کی تائید کرتا ہے [illegible] بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کی تاکید کرو[1]

پیغمبر اسلامؐ نے دینی امور کی تلقین حضرت زہراؑ کے گھر بچوں اور ولادت کے روز سے جاری کر دی تھی۔ جب امام حسن علیہ السلام دنیا میں آئے اور انہیں رسول خداؐ کی خدمت میں لے گئے تو آپ نے انہیں بوسہ دیا اور دائیں کان میں اذان

---

۱ ۔ مستدرک ج [illegible] ص [illegible] ۔

اذان اور بائیں کان میں اقامت، اور امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے موقع پر بھی یہی عمل انجام دیا[1]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنا چاہتے تھے امام حسین علیہ السلام بھی آپ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو جناب امام حسین علیہ السلام نہ کہہ سکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات مرتبہ تکبیر کی تکرار کی یہاں تک کہ امام حسینؑ نے بھی تکبیر کہہ دی[2]

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینی تعلیم کو کس طرح موثر جانتے تھے کہ تولد کے آغاز سے ہی آپ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے کانوں میں اذان اور اقامت کہی تاکہ اولاد کی تربیت کرنے والوں کے لئے درس ہو جائے یہی وجہ تھی کہ جناب فاطمہؑ جب امام حسنؑ کو کھلایا کرتیں اور انہیں اچھالا کرتیں تو اس وقت یہ جملے پڑھتیں اے حسن تو باپ کی طرح ہو جا اور حق سے دفاع کرنا اور اللہ کی عبادت کرنا، اور ان افراد سے جو کینہ پرور اور دشمن ہوں دوستی نہ کرنا[3]

جناب فاطمہ زہراؑ بچوں کے ساتھ کھیل میں بھی انہیں شجاعت اور دفاع حق اور عبادت الٰہی کا درس دیتی تھیں اور انہیں مختصر جملوں میں چار حساس مطالب بچے کو بتلا دیتی ہیں یعنی باپ کی طرح بہادر بننا اور اللہ کی عبادت کرنا اور

۱۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔
۲۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔
۳۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

حق سے دفاع کرنا اور ان اشخاص سے دوستی نہ کرنا جو کینہ پرور اور دشمن ہوں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالی تقویٰ اور ناپاک غذا کے موارد میں اتنی سخت سرپرستی فرماتے تھے کہ ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول خدا کی خدمت میں کچھ خرما کی مقدار زکوٰۃ کے مال سے موجود تھی آپ نے اسے فقراء کے درمیان تقسیم کر دیا جب آپ تقسیم سے فارغ ہوئے اور امام حسنؑ کو کندھے پر بٹھا کر چلنے لگے تو آپ نے دیکھا کہ خرما کا ایک دانہ امام حسنؑ کے منہ میں ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ امام حسن علیہ السلام کے منہ میں ڈال کر فرمایا کخ کخ اے حسن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آل محمد صدقہ نہیں کھاتے[1]

حالانکہ امام حسنؑ بچے اور نابالغ تھے کہ جن پر کوئی تکلیف نہیں ہوا کرتی چونکہ پیغمبر جانتے تھے کہ ناپاک غذا بچے کی روح پر اثر انداز ہوتی ہے لہذا اسے اگلوا دینے کا حکم فرمایا، قاعدتاً بچے کو بچپن سے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کھانے کے معاملہ میں مستقل آزاد نہیں ہے بلکہ وہ حرام اور حلال کا پابند ہے اس کے علاوہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس عمل سے امام حسن علیہ السلام کی شخصیت اور بزرگی میں جو ہے کی تقویت کی اور فرمایا زکوٰۃ بیچاروں کا حق ہے اور سادات کے سردار [illegible] ان سے مستغنی کر دو حضرت فاطمہ زہراؑ اولاد کی سرپرستی، صحیح اور دینی لحاظ سے تربیت ہونا اس قدر [illegible] تھیں کہ جناب معصومہ نے ویسے ہی گود میں عمل کر دکھایا جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے جد نے انجام دیا تھا۔

مسلم نے کہا کہ جس دن امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ قید ہو کر کوفہ میں

۱۔ ینابیع المودۃ ص [illegible]۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

لاتے گئے ہیں تو لوگوں میں جیسے کہ بچوں پر ترحم اور شفقت عادت ہوتی اور جو لوگ [illegible] شرارت [illegible] پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں اور ان سے کہتے تھے کہ دعا کریں، ہمارے بچے ہماری طرح رہیں۔

جناب [illegible] کی [illegible] اور حقوق [illegible] ہمارے [illegible] اور [illegible] بچوں کے ہاتھوں [illegible] وہ [illegible] اور [illegible] فرمایا ہم [illegible]

اگرچہ امام حسینؑ کے بچے تھے [illegible] لیکن شرافت طبع [illegible] کا تقاضا یہ تھا کہ اس قسم کی حد سے حق کو اس موقع پر بھی اس سے حساب لیا جائے تاکہ بزرگی نفس اور شرافت اور پاکدامنی سے تربیت دیئے جائیں

چوتھا درس

نظم اور دوسروں کے حقوق کی مراعات

ایک اہم مطلب کو ماں باپ اور دوسرے لوگوں کی تربیت کرنے والوں کے لیے موردِ توجہ ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ وہ بچے پر نگاہ رکھیں کہ وہ اپنے حق سے تجاوز نہ کرے اور دوسروں کے حق کا احترام کرے بچے کو منظم اور باضابطہ ہونا چاہیے زندگی میں نظم اور ضابطہ کو برقرار رکھنا سیکھے بچپنے سے اس کی اس طرح تربیت کی

۱۔ [illegible] ص [illegible]

جائے کہ اپنے حق سے زیادہ کا طالب نہ ہو اور دوسروں کے حق کو پامال نہ کرے البتہ اس صفت کی بنیاد گھر اور ماں باپ کے ذریعے ہوگی۔ ماں باپ کو اپنی تمام اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے کسی ایک کو دوسرے پر مقدم نہ کریں۔ لڑکے اور لڑکی کے درمیان، چھوٹے اور بڑے کے درمیان، خوبصورت اور بدصورت کے درمیان، ذہین اور کم ذہن کے درمیان فرق نہ کریں بلکہ محبت کے ظاہر کرنے کے وقت بھی ایک جیسا سلوک کریں تاکہ ان میں حسد اور کینہ کی حس پیدا نہ ہو اور سرکشی اور متجاوز نہ نکلیں۔

اگر بچہ دیکھے کہ گھر میں تمام افراد کے درمیان حقوق کی پوری طرح رعایت کی جاتی ہے تو وہ بھی یہ سیکھے گا کہ جامعہ اور معاشرہ میں بھی ایک دوسرے کے حقوق کی پوری طرح رعایت نہ ہوئی تو اس میں سرکشی اور تجاوز کی عادت تقویت پکڑے گی اگر گھر پر کسی ترتیب اور پروگرام کے تحت [illegible] کسی جگہ نا مرتب مواد ہوتے ہیں یا کوئی اس کے کمرے میں [illegible] جائے بچپنے میں اس ترتیب اور نظم کا خیال رکھے اور دوسروں کے حق کو پامال کرے اور اس کے ماں باپ اس کی تربیت کرنے دیں اگر والدین اس کے اس عمل میں تشویق کریں تو انہوں نے اس معصوم بچے کے حق میں خیانت کی کیونکہ وہ بچپنے سے ہی یہ سیکھے گا کہ دوسروں پر تعدی اور تجاوز بلاوجہ تقدم ایک قسم کی چالاکی اور ہنر ہے۔ یہی بچہ جوان ہو کر جب معاشرہ میں وارد ہوگا یا کسی کام کی ذمہ داری کا عہدہ دار بنایا جائے گا تو اس کی ساری کوشش دوسروں کے حقوق کو ضائع اور پامال کرنا ہوگی اور اپنے ذاتی منافع کے علاوہ اس کا کوئی ہدف نہ ہوگا اس صفت کا درس حضرت زہرا کے گھر میں کامل طور پر اتنی دقت کے ساتھ کہ معمولی سے معمولی لحاظ کی بھی مراعات کی حالت میں دیا جاتا تھا۔

مثال کے طور پر حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[illegible] ہے [illegible] ورزش [illegible] مناسب [illegible] نئے [illegible] دودھ [illegible] وہ کر [illegible] ورزش [illegible] کرنے [illegible] جسم [illegible] [illegible] بچے [illegible] ورزش [illegible] [illegible] جسم [illegible] [illegible] دیکھ [illegible] طرح [illegible] جسم [illegible] درست رکھے [illegible] [illegible] ورزش کو مقدم حاصل ہے [illegible] سے پہلے [illegible] کی مراعات ہونی چاہیئے۔

پانچواں درس

ورزش اور کھیل کود

[illegible] ہیں [illegible] کھیل کود [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کھیل جیسے بدن کے رشد کرنے کے [illegible] [illegible] تربیت کے لیے بھی ست تاثیر رکھتا ہے۔

بعض لوگ [illegible] یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ [illegible] کی طرح زندگی گزاریں [illegible] یہ [illegible] سمجھتے ہیں کہ سب [illegible] کھیل کود [illegible] کھیل [illegible] [illegible] مشغول [illegible] بے ادب کچھ [illegible] دیتے ہیں [illegible] چپ چاپ سر جھکا [illegible] اور کھیل کود سے دور [illegible] گوشہ میں بیٹھا رہے [illegible] [illegible] کچھ بھی ہیں۔ لیکن [illegible] اس [illegible] کا عقیدہ ہے کہ بچے کو کھیلنا چاہیے [illegible] [illegible] کی علامت ہے [illegible] کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جو وہ کھیل کود انجام دے [illegible] [illegible] کے اسباب فراہم کرتا ہو۔

[illegible] بچے کو کھیل کود [illegible] [illegible] [illegible] کھیلیں [illegible] بچے کے [illegible] ہوتا ہے [illegible] محبت کی علامت [illegible] دیتا ہے

[illegible] حسن و حسین کے ساتھ کھیلتے تھے [illegible] [illegible] [illegible] حسین کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ

کے سینے تک جا پہنچے آپ اپنے لبوں پر رکھ کر بوسہ دیتے اور فرماتے خدایا میں حسنؑ اور حسینؑ کو دوست رکھتا ہوں۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب حسنؑ اور حسینؑ پیغمبرؐ کے سامنے کشتی کر رہے تھے پیغمبرؐ امام حسنؑ کو فرماتے شاباش حسنؑ شاباش حسنؑ۔ جناب فاطمہؑ عرض کرتیں یا رسول اللہؐ حسنؑ باوجودیکہ حسینؑ سے بڑے ہیں آپ انہیں حسینؑ کے خلاف شاباش اور تشویق دلا رہے ہیں۔

آپؐ نے جواب دیا کہ حسینؑ باوجودیکہ حسنؑ سے چھوٹے ہیں لیکن شجاعت اور طاقت میں زیادہ ہیں اور پھر جناب جبرئیل حسینؑ کو تشویق اور شاباش دے رہے ہیں۔

جابر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول خداؐ پاؤں اور ہاتھوں پر چل رہے ہیں اور آپ کی پشت پر حسنؑ اور حسینؑ سوار ہیں اور فرما رہے تھے تمہارا اونٹ سب سے بہتر اونٹ ہے اور تم بہترین سوار ہو۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے اجداد سے روایت کی ہے کہ جناب حسنؑ و حسینؑ کافی رات تک جناب رسول خداؐ کے گھر میں کھیلتے رہتے تھے جناب رسول خداؐ اس کے بعد ان سے فرماتے کہ اب اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ جب آپ گھر سے باہر نکلتے تو بجلی چمکتی اور راستہ روشن ہو جاتا اور اپنے گھر تک جا پہنچتے۔ اور پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اس اللہ کا شکر کہ جس نے ہم اہلبیت کو محترم قرار دیا ہے۔

۱؎ بحارالانوار ج [illegible] ص [illegible]۔
۲؎۔ بحارالانوار ج [illegible] ص [illegible]۔
۳؎۔ بحارالانوار ج [illegible] ص [illegible]۔
۴؎۔ بحارالانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

حصہ چہارم

فضائل حضرت زہراؑ

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ بہترین عورتیں چار ہیں مریمؑ دختر عمران، فاطمہؑ دختر محمدؐ، خدیجہؑ بنت خویلد، آسیہ زوجہ فرعون۔

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سے بہترین عورت فاطمہؑ ہیں۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو عرش سے اللہ کا منادی ندا دے گا لوگو اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ پل صراط سے گزر جائیں۔

پیغمبرؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ خدا تیرے غضب سے غضب کرتا ہے اور تیری خوشنودی کے ذریعہ خوشنود ہوتا ہے۔

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

---

۱۰ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۲ ۔
۱۱ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۲ ۔
۱۲ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۳ ۔ ذخائر العقبیٰ ص ۴۸ ۔
۱۳ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۳ ۔ اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۲ ۔

کسی کو جناب فاطمہؑ سے زیادہ سچا نہیں دیکھا۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم اللہ نے فاطمہؑ کو علم کے وسیلہ سے فساد اور برائیوں سے محفوظ رکھا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جناب فاطمہؑ اللہ تعالیٰ کے یہاں نو ناموں سے پکاری جاتی ہے۔ فاطمہ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ، زہرا۔ فاطمہؑ کے نام رکھے جانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بی بی شر و فساد سے محفوظ اور معصوم ہیں۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

جناب امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا کہ جناب فاطمہؑ کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا۔ اس لئے کہ خدا نے آپ کو اپنی عظمت کے نور سے پیدا کیا ہے آپ کے نور سے زمین اور آسمان اتنے روشن ہوئے کہ ملائکہ اس نور سے بے خود ہو گئے اور خدا کے لئے سجدہ میں گر گئے اور عرض کی خدایا یہ کس کا نور ہے؟ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عظمت کے نور سے ایک شعلہ ہے جسے میں نے پیدا کیا ہے اور اسے آسمان پر سکونت دی ہے اسے پیغمبروں میں سے بہترین پیغمبرؐ کے صلب سے پیدا کروں گا اور اسی نور سے دین کے امام اور پیشوا پیدا کروں گا۔ جو لوگوں کو حق کی طرف جذب کریں وہ پیغمبرؐ کے جانشین اور خلیفہ ہوں گے۔

---

۱۴ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۳ ۔ ذخائر العقبیٰ ص ۴۳ ۔
۱۵ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۸۹ ۔
۱۶ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۸۹ ۔
۱۷ ۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۲ ۔

پیغمبرؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا: بیٹی خداوند عالم نے دنیا کی طرف پہلی دفعہ توجہ کی اور تیرے باپ کو تمام مردوں پر چنا، دوسری مرتبہ اس کی طرف توجہ کی تو تیرے شوہر علیؑ کو تمام لوگوں پر چنا، تیسری مرتبہ اس کی طرف توجہ کی تو تمہیں تمام جہان کی عورتوں پر برتری اور فضیلت دی، چوتھی مرتبہ توجہ کی تو حسنؑ اور حسینؑ کو جنت کے جوانوں پر امتیاز دیا۔[1]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشت چار عورتوں کے دیکھنے کی مشتاق ہے، پہلی مریم دختر عمران، دوسری آسیہ فرعون کی بیوی، تیسری خدیجہ دختر خویلد، چوتھی فاطمہؑ دختر محمدؐ۔[2]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس کی اذیت میری اذیت ہے اور اس کی خوشنودی میری خوشنودی ہے۔[3]

پیغمبرؐ نے اس حالت میں جب کہ فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فرمایا جو شخص اسے پہچانتا ہے تو وہ پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ یہ فاطمہؑ پیغمبرؐ کی دختر ہے اور میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میرا دل و جان ہے جو شخص اسے اذیت دے گا اس نے مجھے اذیت دی ہے اور جو شخص مجھے اذیت دے گا اس نے خدا کو اذیت دی ہے۔[4]

جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شباہت پیغمبر اسلامؐ سے

---

۱. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

۲. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

۳. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

۴. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible] اور فصول المہمہ [illegible]

جناب فاطمہؑ کو تھی۔[1]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ انسانوں کی شکل میں جنت کی حور ہیں۔[2]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؑ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔[3]

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ لوگوں کو آپ کی حقیقت کے درک کرنے کی قدرت نہیں ہے۔[4]

پیغمبرؐ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے مجھے اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسن و حسین کو ایک نور سے پیدا کیا ہے۔[5]

ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کلمات کہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھلائے اور ان کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی وہ کیا تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جناب آدم نے خدا کو محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے حق کی قسم دی تھی جس کی وجہ سے آپ کی توبہ قبول ہوئی۔[6]

---

۱. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

۲. دلائل الامامہ ص [illegible]

۳. بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

۴. بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

۵. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

۶. کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

پیغمبرؐ نے فرمایا اگر علیؑ پیدا نہ ہوتے تو جناب فاطمہؑ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔[1]

پیغمبرؐ فرماتے ہیں جب میں معراج پر گیا تو جنت کی سیر کی میں نے جناب فاطمہؑ کا محل دیکھا جس میں ستر محل تھے کہ جو لولو و مرجان سے بنے گئے تھے۔[2]

پیغمبرؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا تھا کہ جانتی ہو کہ کیوں تیرا نام فاطمہؑ رکھا گیا ہے؟ حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں فاطمہؑ نام رکھا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا چونکہ آپ اور اس کے پیروکار دوزخ کی آگ سے امان میں ہیں۔[3]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؑ کو زیادہ بوسہ دیا کرتے تھے ایک روز جناب عائشہ نے اعتراض کیا تو پیغمبر اسلام نے اس کے جواب میں فرمایا جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں بہشت میں داخل ہوا جبرئیلؑ مجھے طوبیٰ کے درخت کے نزدیک لے گئے اور اس کا میوہ مجھے دیا میں نے اس کو کھایا تو اس سے نطفہ وجود میں آیا جب میں زمین پر آیا اور جناب خدیجہؑ سے ہمبستر ہوا تو اس سے جناب فاطمہؑ کا حمل ٹھہرا اس وجہ سے کہ جب میں فاطمہؑ کو بوسہ دیتا ہوں تو درخت طوبیٰ کی خوشبو میرے مشام میں پہنچتی ہے۔[4]

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ پیغمبرؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو پیغمبرؐ نے فرمایا اے خدا تجھے علم ہے کہ یہ میرے اہلبیت

---

[1] کشف الغمہ ج ۲ ص [illegible]۔

[2] بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

[3] [illegible] کشف الغمہ ج ۲ ص [illegible]۔

[4] بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

ہیں اور ان سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ اے خدا جو ان کے دوستوں سے محبت رکھے ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھ ان کی مدد کرنے والوں کی مدد فرما انہیں تمام برائیوں سے پاک رکھ اور ہر گناہ سے محفوظ رکھ اور روح القدس کے ذریعے ان کی تائید فرما اس کے بعد آپ نے فرمایا یا علیؑ تم امت کے امام اور میرے جانشین ہو اور مومنین کو بہشت کی طرف ہدایت کرنے والے ہو گویا میں اپنی بیٹی کو دیکھ رہا ہوں کہ قیامت کے دن ایک نورانی سواری پر سوار ہے اس کے دائیں طرف ستر ہزار فرشتے اور بائیں جانب ستر ہزار فرشتے اس کے آگے ستر ہزار فرشتے اور اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتے چل رہے ہیں اور میری امت کی عورتوں کو بہشت میں لے جا رہی ہو گی جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے خانہ کعبہ کا حج بجا لائے اور اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور علیؑ سے محبت کرے وہ جناب فاطمہؑ کی شفاعت سے بہشت میں داخل ہو گی فاطمہؑ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا فاطمہؑ اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ تو مریم تھیں جو اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھیں میری بیٹی فاطمہؑ تو پہلی اور آخری عورتوں سے بہتر ہے جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ کے ستر ہزار مقرب فرشتے اسے سلام کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے فاطمہؑ خدا نے تجھے چن لیا ہے اور پاکیزہ کیا ہے اور تمام عالم کی عورتوں پر تجھے برتری دی ہے۔

اس کے بعد آپ علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علیؑ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میری آنکھوں کا نور اور دل کا میوہ ہے جو بھی اسے تکلیف دے

اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے اسے خوشنود کیا اس نے مجھے خوشنود کیا۔ فاطمہ وہ پہلی شخصیت ہیں جو مجھ سے ملاقات کریں گی میرے بعد اس سے نیکی کرنا۔ حسنؑ اور حسینؑ میرے فرزند ہیں اور میرے پھول ہیں اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ان کو بھی آپ اپنی آنکھوں کی طرح عزیز شمار کریں۔

اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا اے میرے خدا تو گواہ رہنا کہ میں ان کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھتا ہوں۔[1]

فاطمہؑ کا علم و دانش

عمار کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ گھر میں داخل ہوئے تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا یا علیؑ آپ میرے نزدیک آئیں تاکہ میں آپ کو گزشتہ اور آئندہ کے حالات بتلاؤں۔ حضرت علیؑ فاطمہؑ کی اس گفتگو سے حیرت میں پڑ گئے اور پیغمبرؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور سلام کیا اور آپ کے نزدیک جا بیٹھے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ بات شروع کریں گے یا میں کچھ کہوں؟ حضرت علیؑ نے عرض کی کہ میں آپ کے فرمان سے استفادہ کرنے کو دوست رکھتا ہوں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا گویا آپ سے فاطمہؑ نے یہ کہا ہے اور اسی وجہ سے تم نے میری طرف رجوع کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی رسول اللہؐ کیا فاطمہؑ کا نور بھی ہمارے نور سے ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کیا آپ کو علم نہیں ہے؟ حضرت علیؑ یہ بات

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۴۔

سن کر سجدہ شکر میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا

اس کے بعد جناب فاطمہؑ کے پاس لوٹ آئے۔ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا علیؑ گویا میرے بابا کے پاس گئے تھے اور آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آپ نے [illegible] دختر پیغمبرؐ فاطمہؑ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ خدا نے میرے نور کو پیدا کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس نور کو بہشت کے ایک درخت میں ودیعت رکھ دیا جب میرے والد بہشت میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اس درخت کا میوہ تناول کریں میرے والد نے اس درخت کے میوے تناول فرمائے اسی ذریعے سے میرا نور آپ کے صلب میں منتقل ہو گیا اور میرے والد کے صلب سے میری ماں کے رحم میں [illegible] یا علیؑ میں اسی نور سے ہوں اور گزشتہ اور آئندہ کے حالات [illegible] ہوں اے ابوالحسنؑ مومن نور کے واسطے سے خدا کو دیکھتا ہے۔[1]

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں ضعیف ہے نماز کے بارے میں ایک مسئلہ [illegible] اس نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ اس نے مسئلہ پیش کیا اور جناب فاطمہؑ نے اس کا جواب دیا اس عورت نے دوسری دفعہ دوسرا مسئلہ پوچھا جناب فاطمہؑ نے اس کا بھی جواب دیا اس عورت نے تیسری دفعہ پھر تیسرا مسئلہ پوچھا اور اسی طرح اس نے دس مسئلے پوچھے اور حضرت زہراؑ نے سب کے جواب دیئے اس کے بعد وہ عورت

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۔

زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے شرمسار ہوئی اور عرض کی دختر رسولؐ اب اور میں زحمت نہیں دوں گی آپ تھک گئی ہیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا پھر آ کر جو کچھ سوال ہو پوچھو تاکہ میں اس کا جواب دوں۔ میں تیرے سوالوں سے نہیں تھکی بلکہ کمال محبت سے جواب دوں گی۔ اگر کسی کو زیادہ بوجھ چھت تک اٹھا کر لے جانے کے لئے اجرت پر لیا جائے اور وہ اس کے عوض ایک لاکھ دینار اجرت لے تو کیا وہ بار کے اٹھانے سے تھکے گا؟ اس عورت نے جواب دیا نہیں کیونکہ اس نے بار کے مطابق [illegible] لی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا خدا ہر ایک مسئلے کے جواب میں اتنا ثواب عطا فرماتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ ہے [illegible] کو [illegible] پر کر دیا جائے تو اس کے باوجود میں مسئلے کے جواب دینے میں نہیں تھکوں گی۔

میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرے شیعوں کے علماء قیامت میں محشور ہوں گے اور خدا ان کے علم کی مقدار اور لوگوں کو ہدایت اور ارشاد کرنے میں کوشش اور جد و جہد کے مطابق خلعت عطا فرمائے گا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کو دس لاکھ حلے نور کے عطا فرمائے گا اور اس کے بعد حق کا منادی ندا دے گا اے وہ لوگو جنہوں نے آل محمدؐ کے یتیموں کی کفالت کی ہے، وہ اس زمانے میں کہ ان کے امام کا سلسلہ ان سے منقطع ہو چکا تھا اور تم لوگ ان کے شاگرد تھے اور وہ یتیم ہیں کہ جو تمہاری کفالت کے ماتحت اور تمہاری پناہ میں باقی رہے ہیں اور ارشاد اور ہدایت کرتے رہے ہیں [illegible] جنہوں نے تم سے علوم میں استفادہ کیا ہے ان کو بھی خلعت دو اس وقت میری امت کے علماء اپنے پیروکاروں

کو خلعت عطا فرمائیں گے پھر وہ پیروکار اپنے شاگردوں کو خلعت دیں گے۔ جب لوگوں میں خلعت تقسیم ہو چکے گی تو اللہ کی طرف سے دستور دیا جائے گا کہ جو خلعت علماء نے تقسیم کی ہیں ان کو مکمل کیا جائے یہاں تک کہ سابقہ تعداد کے برابر ہو جائے پھر دستور ہو گا کہ اسے دو برابر کر دو اور اسی طرح ان کے پیروکاروں کو بھی اسی طرح دو۔

اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے کنیز خدا اس خلعت کا ایک دھاگا ہزار درجہ اس چیز سے بہتر ہوگا جس پر سورج چمکتا ہے اس لئے کہ دنیاوی امور رنج و کدورت سے آلودہ ہوتے ہیں لیکن اخروی نعمات میں کوئی نقص اور عیب نہیں ہوتا۔[۱]

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دو عورتیں کہ ان میں سے ایک مومن اور دوسری معاندہ اور دشمن تھی، ایک دینی مطلب میں آپس میں اختلاف رکھتی تھیں اس اختلاف کے حل کرنے کے لئے جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے مطلب کو سنایا، چونکہ حق مومن عورت کے ساتھ تھا تو حضرت فاطمہؑ نے اس کی گفتگو اور دلائل اور براہین سے اس کی تائید کی اور اسے اس دوسری پر فتح مند کر دیا اور وہ مومن عورت اس کامیابی سے خوشحال ہوگی۔ جناب فاطمہؑ نے اس مومن عورت سے فرمایا کہ اللہ تعالی کے فرشتے تجھ سے زیادہ خوشحال ہوئے ہیں اور شیطان اور اس کے پیروکار اس سے زیادہ غمگین ہوئے ہیں جو غم اس معاند اور دشمن عورت پر وارد ہوا ہے۔

۱؎ بحار الانوار ج ۲ ص ۳ [illegible]۔

اس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا اسی وجہ سے خدا نے فرشتوں سے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے عوض جو فاطمہؑ نے اس دن عورت کے لیے انجام دی ہے بہشت اور بہشتی نعمتوں کو اس سے جو پہلے سے معین کی ہر جگہ دس گنا مقرر کر دیا جائے اور یہی روش ان سب اشخاص کے بارے میں بھی جاری کی جاتی ہے جو اپنے علم سے کسی مومن کو کسی بحث پر فتح دلاتا ہے اور اس کے ثواب کو دس گنا کر دیا جاتا ہے

مقرر کر دیتا ہے [۱]

فاطمہؑ کا ایمان اور عبادت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایمان فاطمہؑ کے دل کی گہرائیوں اور روح کے اندر اتنا نفوذ کر چکا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو ہر ایک چیز سے مستغنی کر لیتی ہیں [۲]

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری والدہ شب جمعہ صبح تک عبادت میں مشغول رہتی تھیں اور متواتر رکوع اور سجود کیا کرتی تھیں یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی میں نے سنا کہ آپ مومنین کے لیے نام بنام دعا کر رہی ہیں لیکن وہ اپنے لیے دعا نہیں کر رہی تھیں میں نے عرض کی اماں جان! کیوں اپنے لئے دعا نہیں کرتیں؟ آپ نے

---

۱ - بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۸
۲ - بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۴۶

فرمایا پہلے ہمسائے اور پھر خود [۱]

امام حسن علیہ السلام فرماتے تھے کہ جناب فاطمہ زہراؑ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کرتی تھیں خداوند تعالیٰ کی عبادت میں اتنا کھڑی رہتیں کہ ان کے پاؤں ورم کر جاتے [۲]

پیغمبر اکرمؐ فرماتے تھے کہ میری بیٹی فاطمہ عالم کی عورتوں سے بہترین عورت ہیں میرے جسم کا ٹکڑا ہیں میری آنکھوں کا نور دل کا میوہ اور میری روح رواں ہیں انسان کی شکل میں حور ہیں جب عبادت کے لئے محراب میں کھڑی ہوتی ہیں تو آپ کا نور فرشتوں میں چمکتا تھا خداوند عالم نے ملائکہ کو خطاب کیا کہ میری کنیز کو دیکھو میرے مقابل نماز کے لیے کھڑی ہے اور اس کے اعضا میرے خوف سے لرز رہے ہیں اور میری عبادت میں غرق ہے ملائکہ گواہ رہو میں نے فاطمہؑ کے پیروکاروں کو دوزخ کی آگ سے مامون قرار دے دیا ہے [۳]

البتہ جو شخص قرآن کے ماحول کے مرکز میں پیدا ہوا ہو اور وحی کے ماحول میں پلا بڑھا ہو اور دن رات اس کے کان قرآن کی آواز سے آشنا ہوں اور محمدؐ جیسے باپ کی تربیت میں رہا ہو کہ آنحضرت اس قدر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے تھے اور علی جیسے شوہر کے گھر کی ہو تو اسے اہل زمانہ کے فرد سے عابدترین انسان ہونا

---

۱ - کشف الغمہ، ج ۲، ص ۹۴ و دلائل الامامہ، ص ۵۶
۲ - بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۷۶
۳ - بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۷۲

ہی چاہیئے اسے خدمت میں تمام مقدم رکھنا چاہیئے اور ایمان کی روح کی گہرائیوں میں بسایا جانا چاہیئے

بابرکت ہار

جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن عصر کی نماز پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد بیٹھے تھے اچانک ایک بوڑھا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کا لباس پھٹا ہوا تھا اور بڑھاپے کی وجہ سے اپنی جگہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی مزاج پرسی کی۔ یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں مجھے سیر کیجئے ننگا ہوں مجھے لباس عنایت فرمایئے اور خالی ہاتھ ہوں مجھے کچھ عنایت فرما دیجئے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا سر دست تو میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن میں تجھے ایک جگہ کی رہنمائی کرتا ہوں شاید وہاں تیری حاجت پوری ہو جائے۔ اس شخص کے گھر جا کہ جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسے دوست رکھتے ہیں جا میری بیٹی فاطمہ کے گھر کہ شاید تجھے وہ کوئی چیز عنایت فرما دے۔ آپ نے اس کے بعد بلال سے فرمایا کہ اسے فاطمہ کا گھر دکھلا آؤ۔

جناب بلال اس بوڑھے کے ساتھ جناب فاطمہ کے گھر گئے۔ بوڑھے نے عرض کی سلام ہو تم پر اے وہ اہلبیت کہ جو فرشتوں کے نازل ہونے کا مرکز ہے۔ جناب فاطمہ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میں ایک فقیر ہوں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں گیا تھا انہوں نے

مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اے دختر پیغمبر! بھوکا ہوں سیر کیجئے برہنہ ہوں لباس دیجئے چونکہ میں فقیر ہوں کوئی چیز عنایت فرمائیے۔ جناب فاطمہ چونکہ ان کے گھر میں کوئی چیز موجود نہیں ہے ایک گوسفند کی کھال سے کہ جو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے فرش کے لئے تھی اسے دی۔ اس نے عرض کی یہ چمڑے کی کھال میری زندگی کی اصلاح کیسے کر سکتی ہے۔ جناب فاطمۂ نے ایک ہار جو آپ کے چچا کی لڑکی نے بطور ہدیہ دیا تھا اس فقیر کو دے دیا اور فرمایا اسے فروخت کر کے اپنی زندگی کی اصلاح کرلے

وہ بوڑھا آدمی پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں لوٹ آیا اور تمام قصہ بیان کیا۔ آپ رو دیئے اور فرمایا کہ اس ہار کو فروخت کر دو تاکہ میری بیٹی کے عطیئے کی برکت سے خدا تیری مشکل آسان کر دے۔

عمار یاسر نے جناب رسول خداؐ سے اجازت لی کہ اس ہار کو خرید لوں۔ اس بوڑھے سے پوچھا کہ اسے کتنے میں فروخت کرو گے؟ اس نے کہا اتنی قیمت پر کہ روٹی اور گوشت سے میرا پیٹ سیر ہو جائے اور ایک یمانی چادر جسم کے ڈھانپنے کے لئے ہو جائے کہ جس میں نماز پڑھوں اور ایک دینار کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جا سکوں۔

عمار نے کہا میں اس ہار کو بیس دینار اور دو سو درہم اور ایک یمانی چادر اور ایک سواری کا حیوان اور روٹی اور گوشت کے عوض خریدتا ہوں۔ اس بوڑھے نے جناب عمار کو فروخت کر دیا اور معاوضہ لے لیا اور پیغمبرؐ کی خدمت میں لوٹ آیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تمہاری حاجت پوری ہوئی؟ اس نے عرض کی ہاں میں جناب فاطمۂ کی بخشش کی بدولت بے نیاز ہو گیا ہوں کہ خداوند عالم اس کے عوض جناب فاطمۂ کو ایسی

چیز دے کہ جو آنکھ نے دیکھی ہو اور جو کان نے سنی ہو۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ معبود عالم نے اس دنیا میں اس قسم کی چیز جناب فاطمہ کو عطا کر دی ہے کیونکہ ان کو جیسا باپ اور علی جیسا شوہر اور حسن اور حسین جیسے فرزند عطا فرمائے ہیں۔ جب جبرئیل فاطمہ کی روح قبض کرے گا اور اس سے قبر میں سوال کرے گا کہ تیرا پیغمبر کون ہے؟ تو جواب دے گی میرا باپ۔ اور اگر پوچھے گا تیرا امام کون ہے تو جواب دے گی میرا شوہر علی ابن ابی طالب۔ اور جان رکھو کہ ایک جماعت کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ آپ کے مرنے کے بعد چاروں پر اور ان کے والد اور شوہر پر درود بھیجتے رہیں۔ اور جو شخص میرے مرنے کے بعد میری زیارت کو آئے تو وہ اس کے مانند ہے کہ وہ میری زندگی میں میری زیارت کو آتا ہے اور جو شخص فاطمہ کی زیارت کو جائے اس کے مثل ہے کہ جس نے میری زیارت کی۔

جناب عمار نے وہ ہار لیا اور اسے خوشبو لگائی اور یمانی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے غلام کو دیا اور کہا کہ اسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جا کر حاضر کرو میں نے تجھے بھی آنجناب کو بخش دیا ہے۔ جب وہ غلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا تو حضرت نے وہ ہار مع غلام کے جناب فاطمہ علیہا السلام کو بخش دیا۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے وہ ہار بیچ دیا اور اس غلام کو آزاد کر دیا۔ جب غلام آزاد ہو تو ہنسنے لگا جب اس سے ہنسنے کی علت پوچھی گئی تو اس نے جواب دیا کہ اس ہار کی برکت پر مجھے تعجب ہوا ہے کیونکہ اس نے بھوکے کو سیر کیا ہے برہنہ کو کپڑا پہنایا، فقیر کو غنی

کر دیا، غلام کو آزاد کر دیا اور پھر وہ اپنے مالک کے پاس لوٹ گیا[1]۔

پیغمبرؐ کی فاطمہؑ سے محبت اور ان کا احترام

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہؑ بات کرنے میں سارے لوگوں کی نسبت پیغمبرؐ سے زیادہ شباہت رکھتی تھیں جب آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا ہاتھ پکڑ لیتے اور اسے بوسہ دیتے اور جناب فاطمہؑ کو اپنی جگہ بٹھاتے اور جب رسول خدا جناب فاطمہؑ کے پاس جاتے تو آپ والد کے احترام کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کے ہاتھ چومتیں اور اپنی جگہ آپ کو بٹھلاتیں[2]۔

ایک دن جناب عائشہ نے دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہؑ کو بوسہ دے رہے ہیں تو عرض کی یا رسول اللہ آپ فاطمہؑ کو چومتے ہیں جب کہ وہ شوہر دار ہو چکی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اگر تجھے پتہ ہوتا کہ میں فاطمہؑ کو کس قدر دوست رکھتا ہوں تو تیری محبت بھی اس کے ساتھ زیادہ ہو جاتی۔ فاطمہؑ انسان کی شکل و صورت میں حور ہے جب بھی میں بہشت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو اسے بوسہ دیتا ہوں[3]۔

ASSOCIATION KH…
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

[1] بحار الانوار ج ۴۳ ص ۵۶۔
[2] کشف الغمہ ج ۲ ص ۷۹۔
[3] بحار ج ۴۳ ص ۶۔

علی بن ابی طالب نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ مجھے زیادہ دوست رکھتے ہیں یا فاطمہ کو؟ تو آپ نے فرمایا تم عزیز تر ہو اور فاطمہ محبوب تر ہے۱

جناب فاطمہ فرماتی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً۔

یعنی پیغمبر کو اس طرح آواز نہ دیا کرو۔ تو میں اس کے بعد بابا جان کہنے کے بجائے آپ کو خطاب نہ کرتی تھی اور یا رسول اللہ کہہ کر پکارتی تھی کئی دفعہ میں نے آپ کو اس سے آواز دی تو آپ نے میرا جواب نہ دیا اور اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ یہ آیت تمہارے اور تمہاری اولاد کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ یہ آیت قریش کے متکبر افراد کے لیے نازل ہوئی ہے تم مجھے بابا کہہ کر پکارا کرو کیونکہ یہ لفظ میرے دل کو زندہ کرتا ہے اور پروردگار عالم کو خوشنود کرتا ہے۲

جناب عائشہ سے سوال کیا گیا کہ پیغمبر کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون تھا تو آپ نے کہا کہ فاطمہ اس کے بعد پوچھا گیا کہ مردوں میں سے زیادہ محبوب کون تھا تو آپ نے کہا فاطمہ کے شوہر علی۳

جب تک پیغمبر فاطمہ کو چوم نہ لیتے سویا نہیں کرتے تھے۴

۱۔ کشف الغمہ جلد [illegible] ص [illegible]۔
۲۔ بیت الاحزان ص [illegible]۔
۳۔ کشف الغمہ جلد [illegible] ص [illegible]۔
۴۔ کشف الغمہ جلد [illegible] ص [illegible]۔

پیغمبر جب سفر کو جاتے تھے تو آخری فرد جس سے وداع فرماتے تھے فاطمہ ہوتی تھیں اور جب سفر سے واپس لوٹتے تو پہلا شخص جس کی ملاقات کو جلدی جاتے فاطمہ ہوتی تھیں۱

پیغمبر فرماتے تھے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے خوشنود کرے گا اس نے مجھے خوشنود کیا اور جو شخص اسے اذیت دے گا اس نے مجھے اذیت دی سب سے عزیز ترین میرے نزدیک فاطمہ ہیں۲

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا [illegible] سے زیادہ [illegible] متعارف سے بڑھ کر جناب فاطمہ سے محبت کا اظہار کی حد تک کرتے تھے کہ [illegible] جسم کے ٹکڑے پر باپ کو فطری طور پر زیادہ محبت ہوتی ہے لیکن جب محبت اور تعلق عقل سے کنٹرول نہ کیا جائے تو اس کی دو وجہ اور علت ہو سکتی ہیں [illegible] حد سے زیادہ محبت کا اظہار جہالت اور کوتاہ فکری کی وجہ سے ہو لیکن اس علت کی پیغمبر کی ذات کی طرف نسبت نہیں دی جا سکتی کیونکہ خداوند عالم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم۳ یعنی تم خلق عظیم کے مالک ہو۔

پیغمبر کے تمام کام وحی الٰہی کے مطابق ہوا کرتے تھے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان ہو الا وحی یوحیٰ۴

۱۔ [illegible] العقبیٰ ص [illegible]۔
۲۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد [illegible] ص [illegible]۔
۳۔ سورہ قلم آیت ۴۔
۴۔ سورہ نجم آیت ۴۔

پس خدا کے رسول کا ان تمام غیر عادی محبت کے اظہار میں کوئی اور مقصد اور غرض ہونی چاہیئے۔

جناب رسول خدا نے اپنی بیٹی فاطمہ کے مقام و مرتبت کو خود مشخص کیا تھا اور آپ لوگوں کو بھی فرما دیا کرتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ فاطمہ ولایت اور امامت کی تولید کا مرکز اور دین کے پیشواؤں کی ماں ہیں [illegible] معصوم ہیں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی آپ کے بلند مقام کو درک نہیں کر سکتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ فاطمہ کا نور آسمان کے فرشتوں کو روشنی دیتا ہے جنت کی خوشبو کو فاطمہ سے استشمام کرتے تھے اسی علت کی وجہ سے آپ حد سے زیادہ فاطمہ سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔

فاطمہ اور علیؑ کی سخت زندگی

ایک زمانہ میں حضرت علیؑ کی زندگی سخت گزر رہی تھی۔ جناب فاطمہ اپنے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام ایمن سے فرمایا گویا [illegible] اٹھو اور دیکھو کون ہے۔ جب ام ایمن نے گھر کا دروازہ کھولا تو جناب فاطمہ علیہا السلام گھر کے اندر داخل ہوئیں سلام کیا اور باپ کی خدمت میں بیٹھ گئیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا بیٹی فاطمہ اس وقت پہلے کبھی ہمارے گھر نہیں آیا کرتی تھیں کیا ہوا ہے؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ملائکہ کی غذا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

کی حمد۔ عرض کیا اباجان ہماری غذا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ایک مہینہ ہونے کو ہے کہ آل محمد کے گھر میں آگ نہیں جلائی گئی۔ میری [illegible] آگے آؤ میں تمہیں وہ پانچ کلمات سکھاتا ہوں جو جبرئیل نے مجھے تعلیم دیئے ہیں۔

یا رب الاولین والآخرین یا ذا القوۃ المتین

ویا راحم المساکین ویا ارحم الراحمین

جناب فاطمہ یہ دعا یاد کر کے گھر لوٹ آئیں حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا کیا خبر لائی ہیں؟ جواب دیا دنیا طلب کرنے گئی تھی لیکن آخرت لے کر آئی ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آج سب سے بہترین دن تھا۔

ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ کی عیادت کی اور [illegible] پوچھا تو آپ نے عرض کیا اباجان بیمار ہوں اور اس سے بڑھ کر گھر میں کوئی چیز موجود نہیں جو کھاؤں آپ نے فرمایا [illegible] دنیا کی عورتوں سے بہتر ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن جناب فاطمہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس جو آتا ہے وہ فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں پیغمبر نے فرمایا بیٹی فاطمہ خبردار میرے بھائی اور چچا زاد علیؑ کو ناراحت نہ کرنا

[illegible]

[illegible]

کیوں کہ علیؑ کا منصب پیغمبری منصب سے دوسرے منصب خدا کا منصب تھے

سعادت بتاتی ہیں کہ ایک دن رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر گئے دیکھا کہ حسنؑ اور حسینؑ گھر میں موجود نہیں ہیں ان کی حالت پوچھی جناب فاطمہؑ نے عرض کی آج ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود نہ تھا علیؑ جب باہر جانا چاہا تو فرمایا کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے ساتھ باہر لے جاتا ہوں تاکہ یہاں روئیں نہ اور تم سے غذا کا مطالبہ نہ کریں۔ اب ان کو فلاں یہودی کے پاس چلے گئے۔ جب رسول خداؐ علیؑ کی تلاش میں باہر گئے اور اس یہودی کے باغ میں ڈول کھینچتے دیکھا اور دیکھا کہ حسنؑ و حسینؑ کھیل میں مشغول ہیں اور ان کے سامنے تھوڑی سی کھجوریں بھی موجود ہے پیغمبرؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ دن گرم ہو رہا ہے پہلے حسنؑ و حسینؑ کو گھر لوٹ نہیں چاہتے؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ جب میں گھر سے باہر آیا تھا تو ہمارے گھر کوئی غذا موجود نہ تھی آپ تھوڑا سا توقف کریں تاکہ میں کچھ خرما جناب فاطمہؑ کے لئے جمع کر لوں۔ میں نے اس یہودی سے ہر ڈول کے کھینچنے پر ایک خرما مقرر کیا ہے جب کچھ خرمے جمع ہو گئے انہیں اپنے دامن میں ڈالا اور حسنؑ اور حسینؑ کو اٹھایا اور گھر واپس لوٹ آئے[1]

ایک دن پیغمبرؐ فاطمہؑ کے پاس آئے تو دیکھا کہ فاطمہؑ کو سد بچھے ہوئے ہیں آپ نے فاطمہؑ سے روگردانی کی اور چلے گئے جناب فاطمہؑ آپ کی روگردانی

---

۱ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۲۔

۲ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۳

کی علت کو بھانپ گئیں اور پردے کو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر کیا اور آپ نے فرمایا فاطمہؑ تم کو دیکھ لو۔ اس کے بعد ایک غریب آدمی کو آپ نے دیدیا۔ اس کو عطا کر دو اور فرمایا کہ جو شخص میرا دوست ہو اور میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے اذیت دے خداوند عالم اس پر غضب کرے گا۔[1]

امامت ظاہر کہتی ہیں کہ میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں بیٹھی تھی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہاں آئے اور آپ نے فاطمہؑ کی گردن میں سونے کا ہار دیکھی آپ نے فرمایا فاطمہؑ لوگوں کے اس کہنے پر کہ فاطمہؑ رسولؐ کی بیٹی ہے مغرور نہ ہونا جب کہ تم اس حالت میں ہو کہ ظالموں کا لباس تمہارے جسم پر ہو۔ جناب فاطمہؑ نے فوراً ہار کو اتار دیا اور فروخت کر دیا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ پیغمبرؐ آپ کے اس کام سے بہت خوش ہوئے۔[2]

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب سفر کو جاتے تو آخری آدمی کہ جس سے وداع کرتے وہ فاطمہؑ ہوتیں اور جب سفر سے واپس آتے تو پہلا انسان جس کا دیدار کرتے تھے وہ فاطمہؑ ہوتیں۔ ایک سفر سے جب جناب فاطمہؑ کے گھر آئے تو دیکھا حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کے ہاتھوں میں چاندی کے بازو بند ہیں اور ایک پردہ بھی لٹکا ہوا ہے آپ نے تھوڑی دیر تک دیکھا اور اپنی عادت کے خلاف

---

۱ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۶۔

۲ مطر الساکین ص ۱۹

جناب زہراؑ کے گھر پر تشریف لائے اور واپس لوٹ گئے جناب فاطمہؑ غمگین ہوئیں اور یاس و غم کی حالت ہو گئیں۔ پردہ اتارا اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ہاتھ سے دست بند بھی اتار اور ان کسی ذریعہ سے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی آنکھوں کو بوسہ دیا اور آپ کو نوازش کی اور دست بند کو مسجد میں جو فقراء بیٹھے تھے ان میں تقسیم کر دیا اور پردے کے ٹکڑے کر کے مختلف برہنہ انسانوں کو دیے تاکہ وہ ستر عورت کر سکیں اس کے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا فاطمہؑ پر رحمت کرے وہ اسے بہشت کا لباس پہنائے اور بہشتی زینت اسے عطا کرے گا۔[1]

عمران ابن حصین کہتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ جناب فاطمہ زہراؑ وہاں تشریف لے آئیں۔ جب رسول خدا کی نگاہ آپ کے چہرے پر پڑی تو بھوک سے زرد ہو چکا تھا اور اس پر خون کے موجود ہونے کے آثار نہیں نظر آ رہے تھے تو انہوں نے اپنے پاس بلایا اور اپنا دست مبارک جناب فاطمہؑ کے سینے پر رکھا اور فرمایا اے وہ خدا جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اور ضعیفوں کو بلند کرتا ہے۔ فاطمہؑ محمدؐ کی دختر کو بھوکا نہ رکھ۔ عمران کہتا ہے کہ پیغمبرؐ کی دعا کی برکت سے جناب فاطمہؑ کے چہرے کی زردی ختم ہو گئی اور آپ کے چہرے پر خون دوڑنے کے آثار پیدا ہو گئے۔[2]

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۶ ۔

۲۔ [illegible] ص ۶۲

عملی دعوت

روایات اور تواریخ یہ گواہی دے رہی ہیں کہ اہلبیت کی فرد اول یعنی پیغمبر اسلامؐ اور اسلام کی دوسری شخصیت علی ابن ابیطالبؑ اور اسلام کی پہلی خاتون فاطمہ زہراؑ کی زندگی بہت سادہ بلکہ بہت سختی اور مشقت سے گزرتی تھی۔ اور اس پر بہت زیادہ تعجب بھی نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ اس زمانے میں تمام مسلمانوں کی عمومی زندگی اچھی نہ تھی۔

اکثر مسلمان فقیر اور معاشرے سے محروم افراد ہوا کرتے تھے وہ مکہ میں ایک حد تک زندگی گزار رہے تھے وہ بھی دشمنوں کے خوف سے مجبور رہتے تھے اور اپنے کام کاج اور گھر بار مکہ چھوڑ کر مدینہ میں ہجرت کر آئے تھے، مدینہ میں بھی اکثریت فقراء کی تھی اور جو چند لوگ جن کی وضع کسی حد تک اچھی تھی وہ بھی کم تھے کہ ان مسلمانوں سے جو گھر چھوڑ کر آئے تھے ہمدردی اور مواسات بجا لائیں اور اپنی قدرت کے مطابق ان کی مدد اور خدمت کریں۔ دوسری طرف وہ زمانہ اسلام کا بحران زمانہ تھا مسلمان ہر وقت جنگ کے لیے تیار رہتے تھے اور اکثر اوقات جنگ اور دفاع میں مشغول رہتے تھے اسی وجہ سے یہ اقتصادی اور معاشی کو ترقی نہیں کر سکتے تھے۔

ان حالات میں کیا پیغمبرؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ کے لیے مناسب اور ممکن تھا کہ وہ اپنے لیے بھی زندگی فراہم کریں اور فقرا اور بیچاروں سے بے پروا رہیں؟ اگرچہ پیغمبرؐ اور حضرت علیؑ خود کام کاج کرتے تھے اور اسی ذریعہ سے

ان کے پاس مشرق و مغرب اور جائز دولت کی کثرت ہو جاتی تھی اور جنگ کی غنیمت سے بھی انہیں حصہ ملتا تھا۔ وہ اگر چاہتے تو اچھی زندگی گزار سکتے تھے۔ کیا ممکن تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے داماد اور ان کی بیٹی و [illegible] سے زندگی گزاریں لیکن مدینہ کے فقراء کی فریادیں بلند ہوں کیا یہ ممکن تھا کہ پیغمبر کی دختر تو گھر پر پردے لٹکائے۔ کیسے اور مسلمانوں کی کمی جماعت کے پاس سر ڈھانپنے کے لئے کپڑے تک موجود نہ ہوں کیا یہ ہو سکتا تھا کہ حسن اور حسین تو ہاتھوں میں چاندی کے دست بند پہنے ہوئے ہوں اور مسلمانوں کے بچوں کی بھوک سے [illegible] آہ و بکا بلند ہو رہی ہو۔

قاعدتاً اگر اسلام کا پہلا شخص اور [illegible] گزاری دوسرے مسلمانوں سے [illegible] نہ کرتے تو کب ممکن ہوتا کہ مسلمانوں کے مستضعف گروہ کو صدر اسلام میں کہ جو کسی بھی طرح بہتری [illegible] کو درک نہیں کرتے تھے اور ان [illegible] عرب کی آنکھوں تک محدود تھی حاضر کیا جاتا کہ وہ میدان جہاد میں فداکاری کریں اور اپنی جان کو قربان کریں؟ اسلام کی پیشرفت اور اس کے مقصود [illegible] ایک علت یہ بھی تھی کہ جو آنحضرت سے سنتے تھے اسے عملی طور سے بھی [illegible] رہبری فرماتے اور [illegible] کی زندگی میں مشاہدہ بھی کرتے تھے اسی عملی دعوت کی وجہ سے وہ اسلام اور جانبازی کی طرف مائل ہونے لگے تھے۔

حضرت زہرا کی عصمت

لغت میں لفظ معصوم کے معنی محفوظ اور ممنوع کے ہیں۔ اصطلاح میں معصوم اس شخص کو کہا جاتا ہے جو غلطی و خطا اور گناہ سے محفوظ ہو اور محفوظ کو معصوم سے کہتے ہیں کہ جو کسی صورت

کسی ہجوم اس کو گناہ سے حقائق کا مشاہدہ کر دیں ہو اور اس ارتباط اور اتصال کی وجہ سے جو اسے عالم غیب سے ہے وہ ہمیشہ تمام [illegible] سے گناہ اور معصیت نہ کرے اور کسی کے وجود مقدس میں غلطی اور اشتباہ اور [illegible] نہ کر سکے عصمت کا مسئلہ [illegible] مقام دلائل عقلی اور [illegible] سے پیغمبروں کے لئے تو ثابت ہو چکا ہے۔

شیعہ اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس طرح پیغمبر کے بعد ان کے جانشین (خلفاء) اور بارہ امام بھی معصوم ہوں [illegible] اور [illegible] کے پاس [illegible] بزرگوں کی عصمت کے لئے دلائل اور [illegible] بھی موجود ہیں اگر ہم ان [illegible] کو بیان کرنا شروع کر دیں تو اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے۔

شیعہ اماموں پیغمبروں کی عصمت کے علاوہ حضرت زہرا کو بھی گناہ سے دور اور معصوم جانتے ہیں اور آپ کی عصمت کے ثبوت کے لئے بہت سی دلیلیں پیش کی جا سکتی ہیں بعض کو بیان کیا جاتا ہے۔

پہلی دلیل: اس آیت سے تمسک کر کے آپ کی عصمت کو ثابت کیا جا سکتا ہے

"انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا"[1]

آیت کا ترجمہ اس طرح ہے: "خدا چاہتا ہے کہ ناپاکی اور آلودگی کو تم اہل بیت سے دور کر دے اور تمہیں پاکیزہ اور طاہر کر دے"

شیعہ اور سنی نے بہت زیادہ احادیث نقل کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ یہ آیت پیغمبر، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کی شان میں نازل ہوئی ہے

۱۔ سورہ احزاب آیت ۳۳

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح
کے وقت سیاہ پشم کا بنا ہوا کپڑا ڈالے گھر سے باہر نکلے اس کے بعد حسن اور
حسینؑ اور فاطمہ اور علیؑ کو ساتھ لے کر اور چادر کے درمیان لیا اور فرمایا

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ۱

جناب ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن جناب فاطمہؑ ایک ظرف میں حریرہ ایک
کا حلوہ لئے ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئیں۔ پیغمبر نے فرمایا کہ علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو بھی بلاؤ۔ جب یہ تمام حضرات آپ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہوئے تو یہ آیت نازل
ہوئی۔ اس کے بعد پیغمبرؐ نے خیبری چادر ان کے سر پر ڈالی اور تین مرتبہ فرمایا
کہ اے میرے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ آلودگی کو ان سے زائل کر دے
اور پاکیزہ بنا دے ۲

عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ یہ آیت انما یرید اللہ جناب ام سلمہ کے گھر میں
نازل ہوئی۔ پس پیغمبر گرامی نے علیؑ اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو اپنے
پاس بلایا اور چادر ان کے سر پر ڈالی اور فرمایا اے میرے خدا یہ میرے اہل بیت
ہیں آلودگی کو ان سے زائل کر دے اور ان کو اس طرح پاک و پاکیزہ فرما جو حق ہے
جناب ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہوں
آپ نے جواب دیا کہ تم بھی اچھائی پر ہو ۳

۱۔ ینابیع المودۃ ص [illegible] ۔ در المنثور جلد [illegible] ص [illegible]
۲۔ ینابیع المودۃ ص [illegible] و در المنثور جلد [illegible] ص [illegible]
۳۔ ینابیع المودۃ ص [illegible]

واثلہ ابن اسقع کہتے ہیں کہ ایک دن پیغمبرؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے
علیؑ اور فاطمہؑ کو سامنے بٹھایا اور حسنؑ اور حسینؑ کو زانو پر اس کے بعد ان کے
سروں پر چادر ڈال کر فرمایا اے میرے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں آلودگی کو
ان سے زائل کر دے۔ ۱

علاوہ رسول خداؐ کے اصحاب کی ایک جماعت جیسے جناب عائشہ، ام سلمہ
معقل بن یسار، ابو الحمراء، انس بن مالک، سعد بن ابی وقاص، واثلہ ابن اسقع
حسن ابن علی، علی ابن ابی طالب، ابو سعید خدری، زینب، ابن عباس اور ان
کے علاوہ ایک اور جماعت نے اسی سے ملتی جلتی روایات اس آیت کی شان
نزول میں نقل کی ہیں۔ جیسے اور بھی علماء جیسے جلال الدین سیوطی نے در المنثور میں
اور سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے ینابیع المودۃ اور دوسرے اہل علماء نے ان
روایات کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ اس آیت کے نازل ہونے
کے بعد متعدد مقامات پر اور ان میں سے خود جناب فاطمہؑ اور جناب ام سلمہ
کے گھر بھی علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے سر پر ڈالتے اور اس
آیت کی تلاوت فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خدا یہ اشخاص میری اہل
بیت کے وجود ہیں یہی میرے اہلبیت ہیں آلودگی کو ان سے دور فرما۔ جناب رسول خداؐ
اس قسم کا عمل اس لئے انجام دیتے تھے تاکہ اہلبیتؑ کی شناخت ہو جائے اور یہ
موضوع پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے یہاں تک کہ ایک روایت اور بعض روایات کی بنا پر
ساٹھ اور بعض دوسری روایت کی بنا پر آٹھ مہینے تک آپ کی یہ عادت تھی

۱۔ ینابیع المودۃ ص [illegible] و در المنثور جلد [illegible] ص [illegible]

کہ آپ صبح کے وقت جب نماز کے لیے جاتے اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔

رسول خدا ﷺ ان مواقع پر اپنی چادر علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے گرد ڈال دیتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے تاکہ اس سے صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کا موقع نہ رہے کہ کوئی دعویٰ کرے [illegible] اور آپ اس مطلب کو ہی واضح کرتے تھے کہ جب یہ سلسلہ [illegible] سے شروع ہوا تو آپ نے چادر [illegible] کر [illegible] ایک زمانے تک صبح کے وقت جب آپ نماز کے لیے مسجد جاتے تو فاطمہؑ کے گھر پر ٹھہرتے اور ان کو خطاب کرتے [illegible] کی تلاوت فرماتے تاکہ لوگ سن لیں [illegible] سلمانؓ [illegible] علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ بھی متعدد مقامات پر [illegible] فرمایا [illegible] آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور کسی وقت بھی اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

اس آیت کے مطابق خداوند عالم فرماتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا کہ تم اہل بیت کو آلودگی اور رجس سے مبرا قرار دے [illegible] اس رجس سے مراد ظاہری نجاست نہیں ہے کیونکہ اس کا دور کرنا [illegible] ان کا مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان مکلف ہیں کہ وہ اپنے آپ سے ظاہری نجاست کو دور رکھیں اور اس سے پرہیز کریں۔ اس کے علاوہ اگر ظاہری نجاست مراد ہوتی تو اس کے لیے [illegible] احکام اور تکلیف کی ضرورت [illegible] پیغمبر کو دعا

ا۔ [illegible]

کی ضرورت تھی۔ مطلب اتنا ہی تھا کہ [illegible] کا مصداق ہونے کی خواہش کریں اور [illegible] ہے تاکہ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ مراد نجاست ظاہری کی نجاست اور آلودگی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اور مقصود باطنی آلودگی [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible] فرماتا ہے [illegible] اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا نے چاہا ہے [illegible] ارادہ ہے کہ [illegible] پاکیزہ [illegible] اس [illegible] سے مراد [illegible] عصمت [illegible] گناہ اور معصیت سے پاک کرے کیونکہ [illegible] عصمت کے ساتھ مخصوص [illegible] خداوند عالم [illegible] سے مراد [illegible] عصمت کا [illegible] معصیت اور گناہ [illegible]

حضرت [illegible] اس آیت کی تفسیر [illegible] سے معلوم ہوتا [illegible] ابن عباس [illegible] رسول خدا ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق [illegible] دو قسموں [illegible] بہترین قسم میں قرار دیا [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"اصحاب الیمین ما اصحاب الیمین واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال"

میں اصحاب یمین [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] بہترین قسم [illegible] الشمال فرماتا ہے کہ

وَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ

میں سابقین میں سے ہوں اور ان میں سے بہترین ہوں۔ پھر ان تین حصوں کو قبیلوں میں تقسیم کیا — اور مجھے بہترین قبیلے میں قرار دیا — جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

پس میں حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے پرہیزگار ہوں اور معزز ترین لوگوں میں سے ہوں، لیکن اس پر میں فخر نہیں کرتا پھر اللہ تعالیٰ نے ان قبائل کو خاندانوں میں تقسیم کیا ہے اور مجھے بہترین خاندان میں قرار دیا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

پس میں اور میرے اہل بیت گناہوں اور معصیت سے معصوم ہیں۔[1]

اعتراض

کہا گیا ہے کہ یہ آیت عصمت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اس سے پہلی آیت اور اس کے بعد کی آیات تمام کی تمام پیغمبرؐ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور انہی کو خطاب کیا گیا ہے۔

اس قرینے کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ آیت بھی پیغمبرؐ کی ازواج

۱۔ در المنثور ج ۵ ص ۱۹۹

کی شان میں نازل ہوئی ہے اور وہی اس آیت میں ان کی مخاطب ہیں اور اگر اس آیت کی دلالت عصمت پر مان لی جائے تو پھر کہنا پڑے گا کہ پیغمبرؐ کی ازواج گناہوں سے معصوم ہیں حالانکہ اس مطلب کو کسی نے نہیں کہا اور نہ ہی یہ مطلب کہا جا سکتا ہے لہٰذا کہنا ہوگا کہ یہ آیت عصمت پر دلالت نہیں کرتی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے مورد میں اور یہ بھی اہل بیت کے مورد ہیں۔

اعتراض کا جواب

علامہ سید محمد حسین شرف الدین نے اس اشکال کو نقل کر کے اس کا جواب دیا ہے ہم یہاں وہ جواب نقل کر رہے ہیں۔

پہلا جواب:

یہ ہے کہ جو احتمال اعتراض میں دیا گیا ہے وہ دلیل اور صحیح روایات کے خلاف ہے اور یہ ایک ایسا اجتہاد ہے جو نصوص اور روایات کے خلاف ہے یوں اور روایات متواتر تک موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت انہی سے مخصوص ہے یہاں تک کہ جب جناب ام سلمہ نے چاہا کہ چادر کے اندر داخل ہو جائیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت نہیں دی۔

دوسرا جواب

اگر یہ آیت پیغمبرؐ کی ازواج کے حق میں نازل ہوئی تو پھر

چاہیے تھا کہ صیغہ مونث حاضر کا استعمال کیا جاتا اور جو آیت [illegible] میں
[illegible] حکم کی جگہ مسکن ہوتا اور جمع مذکر کا صیغہ جو موجودہ آیت
میں ہے نہ لایا جاتا۔

تیسرا جواب:

عربی فصیح زبان میں عربوں کے درمیان یہ عام رواج ہے کہ وہ ایک مطلب کے درمیان جملہ معترضہ لایا کرتے ہیں، لہذا [illegible] کہ اللہ تعالی نے اس آیت کو [illegible] سے [illegible] کے درمیان ذکر کر دیا ہو تاکہ [illegible] کے [illegible] کی نسبت واضح ہو جائے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہو کہ چونکہ پیغمبر کے [illegible] ہونے کے [illegible] کسی کو اس مقام کے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے [illegible] پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی اس مقام کے حاصل کرنے کا حق نہیں رکھتیں۔

چوتھا جواب:

باوجودیکہ قرآن مجید میں [illegible] اور قرآن مجید کی آیات میں کمی [illegible] نہیں ہوئی لیکن [illegible] ایک مسلم حقیقت ہے کہ قرآن کی تدوین [illegible] جمع کرنے کے وقت ان تمام آیات [illegible] کو [illegible] ویسے ہی رکھا گیا ہے [illegible] مثلاً [illegible] آیت کو [illegible] کے بارے میں [illegible] ایک علیحدہ جگہ [illegible] ایک بات کے درمیان [illegible] سے [illegible] نازل ہوئی ہیں۔

۱۔ کتاب کلمۃ الغراء فی تفضیل الزہراء مولفہ سید عبد الحسین شرف الدین ص ۲۰۲

دوسری دلیل

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہ خدا میرے غضبناک ہونے پر غضبناک ہوتا ہے اور میری خوشنودی پر خوشنود ہوتا ہے۔[1]

[illegible] حدیث [illegible] شیعہ و سنیوں نے نقل کی ہے [illegible] اس حدیث کو [illegible] اس حدیث کے مطابق [illegible] فاطمہ غضبناک ہوں گی خدا بھی غضبناک ہوگا [illegible] فاطمہ خوشنود ہوں گی خدا بھی [illegible] خوشنود [illegible] مسلم ہے [illegible] اور حق کے مطابق [illegible] غضبناک ہوتا ہے اور کبھی [illegible] خلاف [illegible] اگرچہ دوسرے [illegible] خوشنود [illegible] حق کے مطابق [illegible] اگرچہ دوسرے لوگ [illegible] پر غضبناک [illegible] فاطمہ [illegible] اور رضا [illegible] خدا تعالی کی رضا کے خلاف [illegible] غضبناک [illegible] اس صورت میں [illegible] کہ اگر فاطمہ غضب کرے تو خدا غضب کرتا ہے اور اگر وہ خوشنود ہو تو خدا خوشنود ہوتا ہے۔

[illegible] اگر [illegible] آپ کے حق میں جاری قرار دیا جائے تو بطور کلی یہ

۱۔ ینابیع المودۃ ص [illegible] اور مجمع الزوائد جلد [illegible] ص [illegible]

نہیں کہا جاسکتا کہ فاطمہؑ کے غضب سے خدا غضبناک ہوتا ہے اور ان کی خوشنودی سے خدا خوشنود ہوتا ہے۔ اس مطلب کو ایک مثال دے کر واضح کر دوں۔ فرض کریں کہ حضرت فاطمہؑ معصوم نہ ہوں اور ان کے حق میں اشتباہ اور خطا ممکن ہو تو اس صورت میں ممکن ہے کہ آپ اشتباہ، تو مشابہات عدل کی وجہ سے حق اور واقع کے خلاف کسی سے کوئی چیز طلب کریں اور اس کی وجہ سے ان پر ناراض ہو کر کشمکش کا موجب بن جائیں اور آپ کا مدمقابل اس کی خاطر جو آپ کر رہی ہیں راضی نہ ہو اور آپ کو مغلوب کر دے تو ممکن ہے کہ آپ اس صورت میں غضبناک ہو جائیں اور عدم رضایت کا اظہار کریں تو کیا فرض اس صورت میں یہ کہنا درست ہوگا کہ چونکہ فاطمہؑ اس شخص پر غضبناک ہیں لہٰذا خدا بھی اس پر غضبناک ہے اگرچہ حق اس مدمقابل کے ساتھ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ایسے برے کام کو اللہ کی طرف نسبت دی جاسکتی ہے۔

ایک دوسری روایت سے بھی جناب فاطمہؑ کی عصمت کو ثابت کیا جا سکتا ہے کہ جس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بھی اسے غضبناک کرے اس نے مجھے غضبناک کیا۔[1]

یہ حدیث بھی شیعہ اور سنی کتابوں میں موجود ہے اور تمام مسلمان اس حدیث کو حتی کہ جناب عمر اور ابوبکر بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ سابقہ بیان کو جب اس حدیث کے پیرایہ میں دیکھا جائے تو اس سے بھی حضرت زہراؑ کی عصمت پر دلالت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پیغمبرؐ گناہ اور خطا اور خواہشات نفسانی سے معصوم ہیں

[1] صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۰۲

آپ ایسے کاموں پر غضبناک ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذموم ہوتا ہے اور اس چیز سے راضی ہوتے ہیں کہ جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ فاطمہؑ معصوم ہیں اور گناہ اور خطا کا احتمال ان کے حق میں جائز نہیں۔

ایک اور دلیل جو حضرت زہراؑ کی عصمت کو ثابت کرتی ہے، وہ حدیث ہے جو امام صادقؑ سے نقل فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کا نام زہرا اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ کے وجود میں شر اور برائی کو کوئی راستہ نہیں ہے۔[1]

عورت جناب زہراؑ کی نظر میں

علیؑ نے روایت فرمائی ہے کہ میں ایک دن ایک جماعت کے ساتھ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ عورت کی مصلحت کس میں ہے؟ کوئی بھی صحیح جواب نہ دے سکا۔ جب اصحاب چلے گئے اور میں بھی گھر گیا تو میں نے پیغمبرؐ کے سوال کو جناب فاطمہؑ کے سامنے پیش کیا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ میں اس کا جواب جانتی ہوں۔ عورت کی مصلحت اس میں ہے کہ وہ اجنبی مرد کو نہ دیکھے اور اسے بھی مرد نہ دیکھے۔ میں جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی کہ آپ کے سوال

[1] کشف الغمہ ج ۲ ص ۸۹

سے جواب میں جناب فاطمہؑ نے یہ فرمایا ہے۔ پیغمبرؐ نے آپ کے اس جواب سے تعجب کیا اور فرمایا کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین مقدس اسلام نے عورتوں کی ترقی اور شرف کے لیے بہت مفید قدم اٹھائے ہیں اور ان کے حقوق کو پورا کرنے کے لیے بہت سے قوانین اور احکام وضع کیے ہیں۔ اسلام نے عورت کو علم حاصل کرنے کی آزادی دے رکھی ہے اس کے مال و کام کو محترم قرار دیا ہے اجتماعی قوانین وضع کرتے وقت عورتوں کے مصالح اور منافع کی پوری طرح مراعات کی ہے۔

لیکن یہ بات قابل بحث ہے کہ آیا عورت کی مصلحت اجتماع اور معاشرے میں اجنبی مردوں کے ساتھ مخلوط رہنے میں ہے یا عورت کی مصلحت اس میں ہے کہ وہ بھی مردوں کی طرح عمومی مجالس اور محافل میں نگاہوں کے سامنے کھل کر پھرے۔ کیا مطلب واقعاً عورتوں کے فائدے میں ہے کہ وہ بے پردہ مردوں کی مجالس میں شریک ہوں اور اپنے آپ کو عمومی قرار دے؟ کیا عورتوں کے لیے مصلحت ہے کہ وہ نگاہوں کے لیے کھلونا قرار پائیں اور مردوں کے لیے وسائل فراہم کریں کہ وہ ان سے لذت اور منفعت حاصل کرتے رہیں؟ یا عورتوں کی مصلحت اس میں ہے کہ کسی پردے کو قرار دے اور پوری طرح اجنبی مردوں کے سامنے کھل کر نہ آئیں اور اپنے آپ کو بھی ان سے محفوظ رکھیں۔ عورتوں کی مصلحت اس میں ہے کہ وہ گھر سے اس طرح نکلے کہ

---

[1] ۔ ... ج ۱۰ ص ۱۸

اس کا تعاقب نہ کریں اور لوگوں کی نگاہیں اس پر نہ ہوں۔

یا یہ کہ عورتوں کی مصلحت معاشرے میں اس میں ہے کہ اپنے آپ کو مستور کر کے سادہ طریقے سے گھر سے باہر نکلیں اور اجنبی مردوں کے سامنے زینت ظاہر نہ کریں، خود نگاہوں کو جذب نہ کریں اور نہ کوئی نگاہ انہیں دیکھے۔

آیا پہلی کیفیت میں تمام عورتوں کی مصلحت ہے اور جامعہ کے منافع کو بہتر طور پر محفوظ کر سکتی ہے یا دوسری کیفیت میں؟ پہلی کیفیت عورتوں کی روح اور بدن و شرافت کے بہتر اسباب فراہم کر سکتی ہے یا دوسری کیفیت؟ پیغمبر اسلامؐ نے اس اہم اور اجتماعی و معاشرے کے اس مسئلہ کو اپنے اصحاب کے افکار عمومی کے سامنے پیش کیا اور ان کی اس میں رائے طلب کی لیکن اصحاب میں سے کوئی بھی اس کا پسندیدہ جواب نہ دے سکا۔ جب اس کی اطلاع حضرت زہراؑ کو ہوئی تو آپ نے اس مشکل موضوع میں اس طرح اپنا نظریہ بیان کیا کہ عورتوں کی معاشرے میں مصلحت اس میں ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ اجنبی مرد انہیں دیکھیں۔ جناب زہراؑ جو وحی اور ولایت کے گھر میں تربیت پا چکی تھیں اس کا نکتوں سے بھرا اور قیمتی جواب دیا اور اجتماعی موضوعات میں سے ایک حساس اور اہم موضوع میں اپنے نظریے اور عقیدے کا اظہار کیا کہ جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعجب کیا اور فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

اگر سابقہ ذہنیت کو دور رکھ کر غیر جانبدارانہ اس مسئلے میں سوچیں اور اس کے نتائج اور عواقب پر خوب غور اور فکر کریں تو اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جو جواب جناب فاطمہؑ نے دیا ہے وہ بہترین دستور العمل ہو سکتا ہے جو عورتوں کے منافع کا ضامن ہو۔ اور ان کے مقام اور رتبے کو

معاشرے میں عام کر دے گا کیونکہ اگر عورتیں گھر سے اسی طرح نکلیں اور اجنبیوں کے ساتھ اسی طرح میل جول رکھیں کہ مرد ان سے ہر قسم کی تمتعات حاصل کر سکیں اور عورتیں ہر جگہ مردوں کے لئے کھلی چھٹی کے اسباب فراہم کریں تو پھر بہت دیر سے شادی کریں گے اور وہ زندگی اور ازدواج کے بار بار سے بھاگیں گے اس طرح لڑکیوں اور عورتوں کی تعداد میں جو بے شوہر ہوں گی اضافہ ہوتا جائے گا اور یہ علاوہ اس کے کہ معاشرے کے لئے مصیبت اور ماں باپ کے لئے مشکلات اور محدودات کا موجب ہے تو عام عورتوں کے مقابلہ کے لئے بھی موجب ضرر ہوگا اور اگر عورتیں اپنی خوبصورتی کو عام نگاہ کے لئے عام قرار دے دیں اور مجلسوں میں دلربائی کرتی رہیں تو ایک بہت بڑے گروہ کا دل اپنے ساتھ لئے پھریں گی اور چونکہ مرد بہت دو چار ہوں گے اور ان تک دسترس اور وصال بعید ہے ان کے حاصل نہ کر سکیں گے قہراً ان میں عصبی بیماریاں اور ضعف اعصاب اور خودکشی اور زندگی سے مایوسی عام ہو جائے گی ۔

اس کا نتیجہ بلا واسطہ خود عورتوں کی طرف لوٹے گا یہی عام طور سے دیکھا ہے کہ بعض مرد مختلف قسم کے حیلے اور فریب کرتے ہیں اور معصوم اور سادہ لوح لڑکیوں کو دھوکا دیتے ہیں اور ان کی عفت و آبرو کے سرمایہ کو برباد کر دیتے ہیں اور انہیں فساد اور زندگی اور تباہی کی وادی میں دھکیل دیتے ہیں ۔

جب شوہردار عورت دیکھے کہ اس کا شوہر دوسری عورتوں کے ساتھ آتا جاتا ہے اور عمومی مجالس اور محافل میں ان سے ربط رکھتا ہے تو صاف طور سے عورت کی غیرت کی حس ابھرتی ہے کہ اس میں بدگمانی اور مسائل پیدا

ہو جاتی ہے اور وہ بات بات پر اعتراض شروع کر دیتی ہے اور یہ حسد اس صاف اور گرم زندگی کو سرد اور متزلزل بنا کر رکھ دے گی اور نتیجہ جدائی اور طلاق کی صورت میں ظاہر ہوگا یا اس ناگوار حالت میں گھر کے محدود ماحول میں زندگی گزارتے رہے گا اور قید خانے کی مدت کے خاتمہ کا انتظار کئے ہوئے زندگی کے دن شمار کرتی رہے گی اور میاں بیوی دو سپاہیوں کی طرح ایک دوسرے کی مراقبت میں لگے رہیں گے ۔

اگر مرد اجنبی عورتوں کو آزادانہ دیکھ سکتا ہو تو قہراً ان میں ایسی عورتیں دیکھے گا جو اس کی بیوی سے خوبصورت اور جاذب نظر ہوں گی اور بسا اوقات زبان کے زخم اور سرزنش سے اپنی بیوی کے لئے ناراحتی کے اسباب فراہم کرے گا اور مختلف اعتراضات اور بہانوں سے باصفا اور گرم زندگی کو جلانے والی جہنم میں تبدیل کر دے گا

جس مرد کو بازاروں سے کسب و کار اور اقتصادی فعالیت میں مشغول ہونا چاہیے جب آتے جاتے ہر مقام پر جگہ جگہ نیم عریاں اور پر کشش عورتیں دیکھے گا تو قہراً اور بزور حس سے مغلوب ہو جائے گا اور اپنے دل کو کسی اور کے سپرد کر دے گا یہ آدمی کبھی آرام و فکری سے کسب و کار میں یا تحصیل علم میں مشغول نہیں ہو سکتا اور اقتصادی فعالیت میں پیچھے رہ جائے گا اس قسم کے ضرر میں خود عورتیں بھی شریک ہوں گی ۔ اور یہ ضرر ان پر بھی وارد ہوگا ۔

اگر عورت پردہ نشین ہو تو وہ بڑی قدر اور قیمت کو اپنے مرد کے دل میں برقرار کر سکتی ہے اور عورتوں کے عمومی منافع کو معاشرے میں محفوظ کر سکتی ہے اور اختلاط کے منع کے لئے قدم اٹھا سکتی ہے ۔

اسلام چونکہ عورت کو اجتماع اور معاشرہ کا ایک اہم جزو جانتا

ہے اور اس کی رفتار اور سلوک کو معاشرے میں موثر جانتا ہے۔ لہذا اس
سے بڑی دلیل طلب کی گئی ہے کہ وہ پردے کے ذریعہ مرد اور عورت کے
عوامل سے جلوگیری کرے اور ملت کی ترقی اور عمومی صحت اور سلامتی کو محفوظ
رکھنے میں مدد کرے۔ اسی لئے اسلام کی نمونہ اور مثالی خاتون نے جو وحی
کے گھر کی تربیت یافتہ تھی۔ عورتوں کے معاشرے کے متعلق اس قسم کے
عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ عورتوں کی مصلحت اسی میں ہے کہ وہ اس طرح
سے زندگی بسر کریں کہ نہ انہیں اجنبی مرد دیکھ سکیں اور نہ وہ اجنبی مردوں
کو دیکھ سکیں۔

حصہ پنجم

جناب فاطمہؑ باپ کے بعد

پیغمبر اسلامؐ نے سنہ ۱۰ ہجری کو تمام مسلمانوں کو حج کرانے کی دعوت دی اور آپ آخری دفعہ کو مشرف ہوئے آپ نے مسلمانوں کو حج کے اعمال اور مراسم بتلائے اور واپسی پر جب آپ غدیر خم پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے وہ مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لے گئے وہاں اس اجتماعات کو اپنا جانشین و خلیفہ معین فرمایا اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور رسول خداؐ مدینہ واپس لوٹ آئے۔ آپ سفر کی مراجعت کے بعد مریض ہو گئے آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ آپ کے احوال سے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کی وفات کا وقت آ گیا ہے کبھی کبھار کسی مناسبت سے اپنے اہل بیت کی سفارش فرمایا کرتے تھے کبھی جنت البقیع کے قبرستان جاتے اور مردوں کے لئے طلب مغفرت کرتے۔

جناب فاطمہؑ نے ایک رات خواب دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں قرآن ہے اور اچانک وہ ان کے ہاتھ سے گرا ــــ اور غائب ہو گیا۔ آپ وحشت زدہ جاگ اٹھیں اور اپنے خواب کو اپنے والد کے سامنے نقل کیا، جناب رسول خداؐ

نے فرمایا میری آنکھوں کی نور بیٹی وہ قرآن جو تم نے خواب میں دیکھا ہے اس میں دنوں میں لوگوں سے غائب ہو جاؤں گا۔[۱]

آپ پر جب ایسی بیماری کے آثار ظاہر ہو گئے آپ نے ایک لشکر جناب اسامہ کی سپہ سالاری میں مرتب کیا اور فرمایا کہ تم روم کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ آپ نے چند آدمیوں کے خصوصیت سے نام لئے اور فرمایا کہ یہ لوگ اس جنگ میں ضرور شریک ہوں آپ کی اس سے غرض یہ تھی کہ مدینہ میں کوئی منافق نہ رہے اور خلافت علیؑ کا مسئلہ کسی کی مداخلت اور مخالفت کے بغیر حضرت علیؑ کے حق میں طے ہو جائے۔ رسول خداؐ کی بیماری میں شدت آ گئی اور گھر میں ملاقات بند ہو گئے۔ پیغمبرؐ کی بیماری نے جناب فاطمہؑ کو وحشت اور اضطراب میں ڈال دیا۔ کبھی آپ باپ کے زرد چہرے اور ان کے اڑے ہوئے رنگ کو دیکھتیں اور روتیں اور کبھی آپ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کرتیں اور کہتیں خدایا میرے والد نے ہزاروں رنج اور مشقت سے اسلام کے درخت کا پودا لگایا ہے اور ابھی ثمر آور ہوا ہے اور فتح و نصرت کے آثار ظاہر ہوئے ہیں۔

لوگ امید ہو گئی تھی کہ میرے والد کے واسطے سے دین اسلام غالب ہو جائے گا اور ہر دشمنی کی ظلم و ستم ختم ہو جائیں گے لیکن صد افسوس کہ میرے باپ کی حالت اچھی نہیں خدایا تجھ سے ان کی شفا و صحت چاہتی ہوں۔

پیغمبرؐ کی حالت شدید بدتر ہو گئی اور بیماری کی شدت سے بیہوش ہو گئے

---

[۱] ۔ ریاحین الشریعہ۔ ج۱ ص ۲۳۹۔

جب ہوش میں آئے اور دیکھا جناب ابوبکر اور عمر اور ایک گروہ کو جس کو اسامہ کے لشکر میں شریک ہونا تھا شریک نہیں ہوئے اور مدینہ میں رہ گئے ہیں آپ نے ان سے سوال کیا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اسامہ کے لشکر میں شریک ہو جاؤ وہ شریک نہ ہوئے جواب میں کوئی عذر ادھر ادھر کا پیش کیا. لیکن پیغمبرؐ کو ان کے خطرناک عزائم اور ہدف کا علم ہو چکا تھا اور جانتے تھے کہ یہ حضرات خلافت کے حاصل کرنے کی غرض سے مدینہ میں رہ گئے ہیں

اس وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کاغذ اور دوات لاؤ تاکہ میں وصیت لکھ دوں حاضرین میں سے بعض نے چاہا کہ آپ کے حکم پر عمل کیا جائے لیکن حضرت عمر نے کہا ——— کہ آپ پر بیماری کا غلبہ ہے یہ باتیں کر رہے ہیں لہٰذا قلم و قرطاس دینے کی ضرورت نہیں ہے[1]

جناب زہراؑ یہ واقعات دیکھ رہی تھیں اور آپ کا غم و اندوہ زیادہ ہو رہا تھا آپ نے بچشم خود دیکھا کہ لوگوں میں منافقت اور دو روئی کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں ابھی سے جبکہ آپ کے بابا رسول اللہ کی روح جسم میں ہے اور آپ ملت کے رہبر ہیں اور سب کچھ نظر میں رکھتے ہیں پس کیوں لوگ آپ کے فرمان سے روگردانی کرنے لگے ہیں گویا مستقبل میں خطرناک حوادث ہونے کو ہیں گویا لوگوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ پیغمبرؐ کی زحمات کو پامال کر دیں۔

تعجب اور تبسم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت سخت ہو گئی ہے

[1] الکامل ابن اثیر ج ۲ ص ۳۲۰ و صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱

اپنا سر مبارک حضرت علیؑ کے زانو پر رکھا اور بے ہوش ہو گئے، حضرت زہراؑ اپنے باپ کے نورانی چہرے کو دیکھتیں اور رو رہی تھیں اور فرما رہی تھیں وہ منور چہرہ، آپ کی برکت سے رحمت کی بارش ہوا کرتی تھی آپ یتیموں کی فریاد رس اور بیوہ عورتوں کے لئے پناہ گاہ تھے جب زہراؑ کے رونے کی آواز پیغمبرؐ کے کانوں تک پہنچی آپ نے آنکھیں کھولیں اور نحیف آواز میں فرمایا بیٹی یہ آیت پڑھو

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم[1]

ہو سکتا ہے کہ یہ جملے اس لئے پیغمبرؐ فرما رہے ہوں جب کہ مردوں کا گروہ ملت اسلامی میں میرے بعد کا پیچھا کر لیں اور اس کے ختم کرنے اور لوٹ جانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

اس گفتگو کے سننے سے حضرت زہراؑ کے رونے میں شدت پیدا ہو گئی سوائے حضرت جناب زہراؑ کے رونے کو دیکھ کر دگرگوں ہو گئی۔ آپ نے چاہا کہ انہیں تسلی دیں کہ آپ کو آسانی سے آرام میں لایا جا سکتا تھا، چنانچہ آپ نے ایک چیز کی، جناب فاطمہؑ سے فرمایا میرے پاس آؤ جب جناب فاطمہؑ اپنا چہرہ اپنے باپ کے نزدیک لے گئیں تو آپ نے جناب فاطمہؑ کے کان میں کچھ بات کی۔ حاضرین نے دیکھا کہ جناب فاطمہؑ کا چہرہ روشن ہو گیا اور آپ مسکرانے لگیں۔ اس بے جا تبسم پر حاضرین نے تعجب کیا تبسم کی علت آپ سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میرے باپ

[1] سورہ آل عمران آیت ۱۴۴۔

گفتگو طویل ہو گئی تھی اس لئے حضرت علیؑ اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ وہاں سے چلے آئے تھے اور وہ دروازہ پر آ کھڑے ہوئے تھے اور لوگ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے پیغمبرؐ کی زوجہ حضرت علیؑ کو برا کہہ رہی تھیں۔ جناب عائشہ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ کیوں پیغمبرؐ نے آپ کو اس وقت [illegible] ہے، [illegible] دیا ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] سال میں [illegible] جواب [illegible] میں جانتا ہوں کس طرح [illegible] بیٹی سے عداوت [illegible] دوسروں [illegible] سے کہا [illegible] لڑکیوں کے [illegible] کے متعلق گفتگو فرماتے ہیں۔ جناب عائشہ ساکت ہو گئیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا بہت زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ جناب فاطمہؑ نے دیکھا جب میں نے [illegible] دیکھا کہ پیغمبرؐ کی حالت خطرناک ہے تو میں اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا۔ جناب پیغمبرؐ نے فرمایا یا علیؑ کیوں روتے ہو [illegible] [illegible] اپنے سب [illegible] کے سپرد کرتا ہوں اور [illegible] کی طرف جا رہا ہوں [illegible] [illegible] دیکھ سکے [illegible] لوگوں نے [illegible] حقوق کو پامال کریں [illegible] میں نے خدا کے سپرد کیا [illegible] میری امانت قبول فرمائے گا یا علیؑ عنقریب [illegible] فاطمہؑ [illegible] مبتلا ہوں گی میرے ستورات پر عمل کرنا [illegible] فاطمہؑ [illegible] اس کے بعد پیغمبرؐ نے جناب فاطمہؑ کو بلایا [illegible] سر [illegible] فرمایا بیٹی فاطمہ [illegible] اس وقت [illegible] رونے کی [illegible] ہو گئی پیغمبرؐ نے فرمایا [illegible] اس کے بعد [illegible] شروع کر دیا۔

زندہ ہیں میں یہ راز فاش نہیں کروں گی آپ نے آنجناب کے فوت ہونے کے بعد اس راز سے پردہ اٹھایا اور فرمایا کہ میرے باپ نے میرے کان میں فرمایا تھا کہ فاطمہؑ تم میری موت کے نزدیک سے تو پہلی فرد ہوگی جو مجھ سے ملحق ہوگی۔[1]

انس نے کہا ہے کہ اس زمانے میں جب پیغمبرؐ بیمار تھے جناب فاطمہؑ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور باپ کے گھر میں [illegible] آپ کو پیغمبرؐ کے جسم مبارک پر گرا دیا اور پیغمبرؐ کے سینے سے لگ کر رونے لگیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا فاطمہؑ رو مت میری موت پر منہ نہ پیٹنا اور بالوں کو پریشان نہ کرنا میرے لئے [illegible] کی مجلس منعقد کرنا اس کے بعد پیغمبرؐ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا [illegible] میں اہلبیت کو خدا اور مومنین کے سپرد کرتا ہوں۔[2]

راز کی پرسش

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ کی زندگی کی آخری رات حضرات علیؑ، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کی دعوت کی اور گھر کا دروازہ بند کر دیا اور اس کے بعد تنہائی میں رہے جناب فاطمہؑ کو اپنے پاس بلایا اور کافی وقت تک آپ کے کان میں کچھ فرماتے رہے چونکہ آپکی

---

[1] [illegible] ج ۲ ص [illegible] و بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔ [illegible] ص [illegible] طبقات ابن سعد ج ۲ قسمت دوم ص [illegible] صحیح مسلم ج [illegible] ص [illegible]

[2] بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ کے آنسو بارش کی طرح جاری تھے آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی اور آپ اسی حالت میں فاطمہؑ سے جدا ہو رہے تھے اور آپ نے سر مبارک میرے سینے پر رکھے ہوئے تھے اور حسن و حسینؑ آپ کے پاؤں کا بوسہ لے رہے تھے اور پیچ و تاب کھا رہے تھے میں ... کے رونے کی آواز سن رہا تھا یقیناً اس قسم کے اہم موقع پر جناب جبرئیل نے بھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑا ہوگا۔ جناب فاطمہؑ اسی طرح رو رہی تھیں کہ میں اور ... آپ کے ... گریہ کر رہے تھے پیغمبرؐ نے اس کے بعد فرمایا بیٹی فاطمہ، خدا تمہارا رہبر اور میری جگہ خلیفہ ہے اور وہ بہترین خلیفہ ہے ... روئیو کہ تمہارے رونے سے عرش خدا ... ملائکہ ... ہیں اور ... آسمان گریہ کناں ہیں۔ خدا کی قسم جب تک میں بہشت میں داخل نہ ہو جاؤں کوئی بھی بہشت میں داخل نہ ہوگا اور تم پہلی شخصیت ہو گی جو میرے بعد ... کے ساتھ بہشت میں داخل ہو گی اللہ تعالیٰ کی حریم میں مبارک ہو خدا ... جسم پر ... ہو۔ خدا کی قسم ... اس طرح ... گی کہ جس کی آواز ... ملائکہ ... گنہگار کی طرف سے ... ہوگا کہ جب ... تب تک فاطمہؑ جناب محمدؐ کی دختر بہشت کی طرف جا رہی ہے ... اس حالت میں ہوگا کہ ... میرے ... ہوں گے ... بائیں جانب اور ... بہشت میں داخل ہو گی بہشت کے اوپر ... سے بیٹھے ہوئے محشر کا نظارہ کرے گی حمد کا پرچم حضرت علیؑ کے ہاتھ میں ہوگا ... اس وقت اللہ تعالیٰ ... حق کا دشمن سے مطالبہ کرے گا اس وقت جن لوگوں نے تمہارا حق غصب کیا ہوگا ... دوستی کو چھوڑ دیا ہوگا پشیمان ہوں گے میں ... کہتا ہوں گا خدا میری امت

کی داد کو پہنچو میرے خواب میں کہا جاتا تھا ... بعد ... وصیت درخواست کو ... کیا ہے ... وہ دو ... کے ... ہیں۔

فاطمہؑ باپ کے بعد

سب جانتے ہیں کہ پیغمبرؐ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی گود میں تھا اور جناب فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ پیغمبرؐ کے چہرے کو دیکھ رہے تھے ... آپ کی حالت ... ہو گئی ... بے ہوش ہو گئی اور آپ کی روح تمام ... کی طرف پرواز کر گئی پیغمبرؐ کی جانب ... منظر ... سے ... کا ... حضرت فاطمہؑ پر پڑا وہ فاطمہؑ کہ جن سے ... اور ... میں کافی تھی صرف ایک خبر سے دل ... کے ... مبارک ... کے جیسے ... اور ... کا ... ہو گیا۔ اسی وقت جب آپ کی ... گریہ ... اور ... تھیں ... حضرت علیؑ آپ کے ... مقدمات ... میں مشغول تھے چونکہ ... ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع کیا ہے تاکہ پیغمبرؐ کے جانشین کو معین کریں ... وہ ... کو دوسری جگہ ... ہوں نے جناب ابوبکر کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین اور خلیفہ منتخب کر لیا ہے

گریہ ... اس ... وقت میں ... حضرت فاطمہؑ

[illegible]

اور حضرت علیؑ کے صبر کو نشان دی اور ان کے پیچھے ماندے اصحاب کو دوبارہ کوٹ کر رکھ دیا۔ سبحان اللہ کیا ہے آپ نے حضرت علیؑ کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر نہیں کیا؟ کیا دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک کئی مرتبہ حضرت علیؑ کی خلافت کی سفارش نہیں کرتے رہے؟ کیا حجۃ الوداع سے پلٹتے وقت ایک بہت بڑے اجتماع میں غدیر خم کے مقام پر اس عہدے پر معین نہیں فرمایا؟ تو کیا میرے شوہر علیؑ کے جہاد اور فداکاری کا انکار کیا جا سکتا ہے؟ کیا علیؑ کی علمی صلاحیت کا کوئی شخص انکار کر سکتا ہے؟ مگر میرے باپ علیؑ تو بچپن سے ہی تربیت اور تعلیم میں رکھے ہوئے تھے۔ اسلام کا کیا حال ہوگا؟ اسلام کو ایسے رہبر کی ضرورت ہے جو مقام عصمت پر فائز ہو اور لغزش اور انحراف سے دوچار نہ ہو تاکہ مسلمان کسی خطرناک راستے پر چل پڑے نہیں۔

اے میرے بابا میرے! آپ نے اسلام کے لیے کتنی زحمتیں برداشت کی ہیں میرے شوہر نے کتنی فداکاری اور قربانی دی ہے میدان جنگ میں بہت زخم اور خطرناک حالت میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہے۔ ان کے جسم بدن پر زخموں کو وہ لوگ اس سے باخبر ہوں۔ میرے کتنی مصیبتیں اور سختیاں دیکھی ہیں۔ فاقے کاٹنے میں دل سے بے دل ہوئے۔ یہ سب کچھ توحید اور عدل جیسی کے لئے تھا، مظلوموں کے دفاع کے لیے تھا۔ ظالموں کے ظلم کا مبارزہ تھا۔ مقاصد تھا مگر ان مسلمانوں کو علم نہیں کہ اگر علیؑ مسلمانوں کا خلیفہ ہو تو وہ اپنے علوم کے مقام سے جو نہیں میرے باپ کے بعد سلسلے میں مسلمانوں کے اجتماع اور معاشرے کی بہترین طریقے سے رہبری کرے گا اور میرے باپ کے مقدس ہدف اور عزم کو آگے بڑھائے گا اور جو اسلام کو سعادت اور برکتوں کی

کی طرف لے جائے گا

جی ہاں! یہ اور اس قسم کے دوسرے افکار جب زہراؑ کے ذہن میں اعصاب پر اثر انداز ہوتے تھے اور ان سب اور شاید انہی کے صبر اور تحمل کی طاقت کو ختم کر دیا تھا۔

حضرت زہراؑ کے تین مبارزے

اگر ہم سقیفہ کی مفصل اور وسیع کہانی اور جناب ابوبکر کے انتخاب کے بارے میں بحث شروع کر دیں تو ہم اصل مطلب سے ہٹ جائیں گے اور بات بہت طویل ہو جائے گی لیکن مختصر طور پر یوں ہے کہ جب حضرت علیؑ اور فاطمہؑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن اور کفن سے فارغ ہو گئے تو وہ ایک تمام شدہ کام کے روبرو ہوئے انہوں نے دیکھا کہ جناب ابوبکر خلافت کے لیے منتخب کیے جا چکے ہیں اور مسلمانوں کے ایک گروہ نے ان کی بیعت بھی کر لی ہے۔

اس حالت میں حضرت علی علیہ السلام کے لیے ان طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کرنا چاہیے تھا۔

پہلا یہ کہ حضرت علیؑ ایک سخت قدم اٹھاتے اور رسماً جناب ابوبکر کی حکومت کے خلاف قیام کریں اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکائیں اور ابھاریں۔

دوسرا جب وہ دیکھ چکے کہ کام ختم ہو چکا ہے تو مصلحت اور زندگی کے لیے جناب ابوبکر کی بیعت کریں اس صورت میں آپ کے ساتھ

جی معلوم ہو جاتیں گے اور حکومت کے نزدیک قابل احترام بھی قرار پا جاتے گے لیکن دونوں طریقوں میں سے کسی کو بھی حضرت علیؑ کے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ اگر چاہتے مکمل حکومت سے ٹکر لیں اور [illegible] ہو جائیں تو یہ اقدام اسلام کے لئے مزید [illegible] اور اسلام کے دو دشمنوں کو [illegible] میں بیٹھے ہوئے تھے موقع سے فائدہ اٹھاتے اور ممکن تھا کہ اسلام کو ہی جڑ سے ہی ختم کر دیا جاتا اسی لئے حضرت علیؑ نے اسلام کے اعلیٰ اور [illegible] مصالح کو ترجیح دی اور حکومت [illegible] سے [illegible] گیا۔

آپ کے دوسرے طریقے پر عمل کرنے میں بھی مصلحت نہ دیکھ رہے تھے کہ اگر ابتدا ہی سے جناب ابوبکر کی بیعت کر لیں تو اس کی وجہ سے لوگوں اور جناب ابوبکر کی کارروائی اور کام کی حمایت [illegible] ہو جائے گی اور پیغمبرؐ کی خلافت اور امامت کا مسئلہ اپنے حقیقی طور سے منحرف ہو جائے اور پیغمبرؐ اور ان کی [illegible] اور [illegible] کا رابطہ بالکل ختم ہو کر رہ جائیں گے اس کے علاوہ ہو سکتا ہے کہ جناب ابوبکر اور عمر اپنے دور خلافت میں کام ویسے کریں گے جو پیغمبرؐ اور دین کے حساب میں سارے کے سارے نہیں حالانکہ وہ دونوں معصوم نہیں ہیں اور ان سے خلاف شرع اعمال کا صادر ہونا بعید نہیں۔

تیسرا: جب آپ نے پہلے اور دوسرے طریقے میں مصلحت نہ دیکھی تو سوائے اس کے [illegible] روش کے انتخاب کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا حضرت علیؑ اور فاطمہؑ نے ارادہ کیا کہ ایک وسیع اور [illegible] اور اقدام کیا جائے تاکہ اسلام کو ختم ہونے اور متغیر ہونے سے نجات دلا سکیں اگرچہ بہت [illegible] علاوہ ازاں اس کا نتیجہ مستقبل بعید میں ہی ظاہر ہوگا آپ کے اس اقدام [illegible]

پہلا مرحلہ:

حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کے رات کے وقت مدینہ کے بڑے لوگوں کے گھر جاتے اور انہیں اپنی مدد کے لئے دعوت دیتے پیغمبر اکرمؐ کی وصیت یاد دلاتے اور [illegible] کا تذکرہ کرتے تھے

جناب فاطمہؑ فرماتیں لوگو! کیا میرے باپ نے حضرت علیؑ کو خلافت کے لئے معین نہیں فرمایا؟ کیا ان کی فداکاریوں کو فراموش کر گئے ہو؟ اگر میرے والد کے دستورات پر عمل کرو اور علیؑ کو رہبری کے لئے معین کر دو تو میرے والد کے ہدف پر عمل کرو گے اور وہ تمہیں اچھی طرح ہدایت کریں گے۔ لوگو! مگر میرے باپ نے نہیں فرمایا [illegible] میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں لیکن دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں اگر ان سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب دوسرے میرے اہلبیتؑ۔ لوگو! کیا یہ مناسب ہے کہ ہمیں چھوڑ دو اور ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لو[1]

حضرت علیؑ اور فاطمہؑ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے دعوت دیتے تاکہ شاید وہ اپنے کرتوت پر پشیمان ہو جائیں اور خلافت کو اس کے اصلی مرکز کی طرف لوٹا دیں۔

[illegible] تھوڑے گروہ [illegible] تبلیغ سے [illegible] کا وعدہ کیا لیکن [illegible] سے [illegible] اپنے وعدہ پر عمل نہیں کیا

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱ ص ۱۲۔

اور انہوں نے حکومت کی مخالفت کی جرأت نہیں کی۔

حضرت علیؑ اور فاطمہؑ بغیر شور و غل اور تشدد کے جناب ابوبکر سے اپنی مخالفت ظاہر کرتے تھے اور انہوں نے ملتِ اسلامی کو ایک حد تک متوجہ کیا اور اسی رویہ سے مسلمانوں کا ایک گروہ باطنی طور سے ان کا ہم خیال ہوگیا۔ لیکن صرف یہی نتیجہ معتدل اقدام سے برآمد ہوا اور اس سے زیادہ کوئی اور نتیجہ نہ نکل سکا۔

دوسرا مرحلہ:

حضرت علیؑ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ جناب ابوبکر کی بیعت نہیں کریں گے تاکہ اس رویہ سے جناب ابوبکر کی انتخابی حکومت سے اپنی مخالفت ظاہر کریں اور عملی طور سے تمام جہان کو سمجھا دیں کہ علیؑ ان انتخابات اور ان کاموں کے ساتھ پیغمبر اسلام کے بعد ہوئے جناب ابوبکر کی خلافت سے راضی نہیں ہیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس خلافت کی بنیاد اسلام کے مذاق کے خلاف ہے۔ حضرت زہراؑ نے بھی حضرت علیؑ کے اس نظریہ کی تائید کی اور ارادہ کر لیا کہ [illegible] حوادث کے ظاہر ہونے میں اپنے شوہر کی مدد کریں گی اور عملی طور سے جہان کو سمجھا دیں گی کہ پیغمبر اسلامؐ کی دختر جناب ابوبکر کی خلافت کے موافق نہیں ہیں۔ لہٰذا حضرت علیؑ اس غرض کی تکمیل کے لئے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور قرآن مجید کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور یہ ایک قسم کا منفی مبارزہ تھا جو آپ نے شروع کیا تھا۔

چند دن اسی حالت میں گزر گئے۔ ایک دن جناب عمر نے حضرت ابوبکر سے اظہار کیا کہ تمام لوگوں نے سوائے علیؑ اور ان کے رشتہ داروں کے تمہاری

بیعت کر لی ہے لیکن ابھی تک حکومت کا استحکام علیؑ کی بیعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ علیؑ کو حاضر کیا جائے اور انہیں بیعت پر مجبور کیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے جناب عمر کی اس رائے کو پسند کیا اور قنفذ سے کہا کہ علیؑ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ رسولؐ کے خلیفہ چاہتے ہیں کہ تم بیعت کرنے کے لئے مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔

قنفذ کئی دفعہ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور گئے لیکن حضرت علیؑ نے جناب ابوبکر کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ جناب عمر غضبناک ہوئے اور خالد بن ولید اور قنفذ اور ایک گروہ کے ساتھ حضرت زہراؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا علیؑ دروازہ کھولو۔ فاطمہؑ سر پر پٹی باندھے ہوئے [illegible] کی حالت میں دروازے کے پیچھے آئیں اور فرمایا اے عمر ہم سے تمہیں کیا کام ہے؟ [illegible] کیوں نہیں رہنے دیتے؟ جناب عمر نے زور سے [illegible] دروازہ کھولو ورنہ گھر میں آگ لگا دوں گا۔

جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے عمر خدا سے نہیں ڈرتے میرے گھر میں داخل ہونا چاہتے ہو؟ آپ کی گفتگو سے عمر اپنے ارادے سے منصرف [illegible]۔ [illegible] تب جناب عمر نے دیکھا کہ دروازہ نہیں کھولتے تو حکم دیا کہ لکڑیاں لے آؤ تاکہ میں گھر کو آگ لگا دوں۔

دروازہ [illegible] جناب عمر گھر کے اندر [illegible] علیؑ کو [illegible] حضرت زہراؑ

۱؎ شرح ابن ابی الحدید [illegible]

۲؎ [illegible]

[illegible] ناکہ لوگ [illegible]

سے بیدار ہو جائیں [illegible] حضرت علیؑ کا [illegible] کریں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] علیؑ کے [illegible] مثالیں ہیں

[illegible] حضرت علیؑ کو گرفتار کر لیا گیا اور آپ کو مسجد کی طرف لے گئے

جناب [illegible] علیؑ کی جان کو خطرے میں دیکھ [illegible] حضرت

علیؑ کے [illegible]

[illegible] علیؑ کو [illegible]

[illegible] کہ آپ کا [illegible]

حضرت [illegible]

[illegible]

کہ آپ کے [illegible] اور وہ بچہ جو آپ کے شکم مبارک

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جناب

[illegible] کے سامنے آکر مانع ہوئیں[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابو الفداء، ابن ابی الحدید، ابن قتیبہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ضعیف روایات کی رو سے۔

محسن ساقط ہو گیا[1]

حضرت علیؑ کو پکڑ کر مسجد کی طرف لے گئے تب جناب فاطمہؑ جنہیں
زوجۂ رسولؐ کو مسجد لے گئے ... کی جگہ سے اٹھیں جو کہ حضرت علیؑ کی
حالت کو دیکھ رہی تھیں اور ان کا دفاع کر رہی تھیں، پسلی
شکستہ ہو گئی ... اور ... مستورات کے
ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہوگئیں، دیکھا کہ علیؑ کو پکڑے ہوئے ہیں آپ نے ان
کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میرے چچا زاد بھائی کو چھوڑ دو ورنہ خدا کی
قسم اپنے سر کے بال پریشان کر دوں گی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیراہن سر پر رکھ
کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں فریاد کروں گی اور تم پر بد دعا کروں
گی۔ اس کے بعد جناب ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا کیا اپنے
شوہر کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور میرے بچوں کو یتیم کرنا چاہتے ہو
اگر ایسا ہوا تو میں اپنے بال پریشان کر دوں گی اور پیغمبر کی قبر پر اللہ
کی درگاہ میں استغاثہ کروں گی۔ آپ نے جناب حسنؑ اور جناب حسینؑ کا ہاتھ
پکڑا اور رسول خداؐ کی قبر کی طرف روانہ ہوگئیں تاکہ ... کریں کہ
بس ... کریں ... دے دیں ... حکومت
کو الٹ کر رکھ دیں۔

حضرت علیؑ نے دیکھا کہ وضع بہت خطرناک ہے اور کسی صورت میں ممکن
نہیں کہ حضرت زہراؑ کو اپنے ارادے سے روکا جائے تو آپ نے سلمان فارسی
سے فرمایا کہ پیغمبرؐ کی دختر کے پاس جاؤ اور انہیں بد دعا کرنے سے منع کرو۔

---

[1] ... کتاب الوافی ج ۱ ...

جناب سلمان جناب زہراؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی
اے پیغمبرؐ کی دختر آپ کے والد دنیا کے لیے رحمت تھے آپ ان پر نفرین
نہ کیجیے۔

جناب زہراؑ نے فرمایا اے سلمان مجھے چھوڑ دو میں ان ستمگاروں سے
انتقام لوں۔ سلمان نے عرض کی کہ مجھے حضرت علیؑ نے آپ کی خدمت
میں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ اپنے گھر لوٹ جائیں۔ جب حضرت زہراؑ
نے حضرت علیؑ کا حکم دریافت کیا تو آپ نے کہا جب وہ حکم دیتے ہیں
تو میں اپنے گھر لوٹ جاتی ہوں اور صبر کرتی ہوں ... آپ ... روایت
میں ہے کہ آپ نے حضرت حسنؑ کا ہاتھ پکڑا اور گھر لوٹ آئیں۔[1]

مختصر مبارزہ

حضرت زہراؑ کے ... جہاد اور مبارزہ کی مدت
اگرچہ تھوڑی اور آپ کی حیات کا زمانہ بہت ہی مختصر تھا لیکن آپ کی حیات
کے حساس ... بہت اہم اور قابل توجہ تھی۔

پہلے جب حضرت زہراؑ نے دیکھا کہ حکومت کے حامیوں نے حضرت علیؑ
کو بیعت کرنے کے لیے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا ہے تو آپ ... تو
کی ... ہے ... موقع ... اگر ... گھر
کے دروازے کے پیچھے آگئیں اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔

دوسرے جب ... کھول لیا گیا تب بھی جناب زہراؑ وہاں سے ...

---

[1] کتاب الوافی ج ... و روضۂ کافی ص ...۔

[illegible] آپ کو سوار [illegible] اور اس کے [illegible] میں ٹوٹ گئیں [illegible] سے [illegible] آپ کے پہلو [illegible] گئیں اور [illegible] سے آپ کے بازو سیاہ کر دیے گئے۔

پھر جب علیؑ گرفتار کر لیے گئے اور چاہتے تھے کہ آپ کو [illegible] حالیں تب بھی آپ مسجد میں گئیں اور علیؑ کے دامن کو پکڑ [illegible] سے جانے میں مانع ہوئیں [illegible] تک آپ کا بازو تازیانے سے سیاہ کر دیا گیا [illegible] ہاتھ سے دامن نہ چھوڑا۔

چونکہ جناب فاطمہؑ نے اپنا [illegible] گھر کو [illegible] اور گھر میں [illegible] علیؑ کو باہر لے جانے سے مانعت کی [illegible] کا [illegible] کے [illegible] آپ کا پہلو ٹوٹ گیا [illegible] ساقط ہو گیا۔

اس مرحلہ کے بعد آپ نے سوچا کہ چونکہ [illegible] گھر [illegible] مجھ سے شاید اس کی خبر [illegible] علیؑ کا [illegible] کرنا چاہیے اس غرض کے لیے آپ گھر سے باہر [illegible] گریہ و بکا [illegible] شروع کر دی اور [illegible] گئیں [illegible] لوگوں پر [illegible] حضرت علیؑ کے پیغام پہنچے [illegible] آپ کے حکم [illegible] اطاعت کی [illegible] گھر لوٹ آئیں

[illegible] حضرت [illegible] کہ [illegible] علیؑ سے [illegible] اور یہ سوچا تھا کہ [illegible] ہوگا [illegible] حضرت علیؑ کو بیعت کے لیے لے جانے میں مانعت کریں گی اس طرح عمل کر کے

اپنے شوہر کے حق [illegible] عمل [illegible] کر دوں گی اور جناب ابوبکر کی خلافت سے [illegible] کا اظہار کر دوں گی [illegible] گوشہ [illegible] پہلو [illegible] سیاہ [illegible] اور ساقط شدہ بچے [illegible] جناب ابوبکر کی خلافت [illegible] کر دوں گی اور اپنے عمل سے [illegible] حکومت سے [illegible] تاکہ [illegible] حکومت [illegible] دینے کے لیے پیغمبرؐ کی دختر کا پہلو توڑ [illegible] اور [illegible] کے فرزند کو [illegible] ہیں [illegible] تمام [illegible] مسلمانوں کو [illegible] حکومت کا ایک [illegible]

[illegible] فاطمہؑ [illegible] کے [illegible] کی [illegible] شدہ [illegible] گھروں میں [illegible] پہلو کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible]۔

تیسرا مرحلہ فدک[1]

جب [illegible] ابوبکر نے مسلمانوں کی حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور تخت خلافت پر بیٹھے اسی وقت سے [illegible] کر لیا تھا کہ فدک کو جناب فاطمہؑ سے [illegible] فدک [illegible] علاوہ

۱۔ فدک [illegible] حضرت [illegible] کا [illegible] کے [illegible] ہے

سے دو دن کی مسافت اور مدینہ سے چند فرسخ پر واقع ہے اس میں کئی باغ اور نخلستان
تھے۔ علاقہ قدرے زرخیز تھا اور یہاں زیادہ تر یہودی آباد تھے۔ جب یہودیوں نے دیکھا
کہ اس علاقے کے مالکوں نے اسلام کی طاقت اور پیش رفت کو جنگ
خیبر میں مشاہدہ کیا تو ایک آدمی کو رسول خدا کی خدمت میں روانہ کیا اور آپ
سے صلح کی پیش کش کی۔ پیغمبر اسلام نے ان کی صلح کو قبول کر لیا اور فدک کی
نصف زمین کا معاہدہ پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔ اس قرارداد کی رو سے فدک کی
آدھی زمین جناب رسول خدا کے اختیار میں دے دی گئی اور یہ خالص
رسول کا مال ہو گیا۔[۱]

کیونکہ اسلامی قانون کی رو سے جو زمین بغیر جنگ کے حاصل ہو
فتح ہو وہ خالص رسول خدا کی ہوا کرتی ہے اور باقی مسلمانوں کا اس میں
کوئی حق نہیں ہوا کرتا۔

فدک کی زمینیں پیغمبر کی ملکیت اور اختیار میں آگئی تھیں آپ اس کے
منافع کو بنی ہاشم اور مدینہ کے فقرا اور مساکین میں تقسیم کیا کرتے تھے اس
کے بعد یہ آیت نازل ہوئی "وآت ذا القربی حقہ"[۲] اور جب یہ آیت نازل
ہوئی تو پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کے دستور اور حکم کے مطابق فدک جناب فاطمہ
کو بخش دیا۔ اس باب میں پیغمبر سے کافی روایات وارد ہوئی ہیں نمونے کے
طور پر چند یہ ہیں۔

ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت "وآت ذا القربی حقہ" نازل

۱۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۰
۲۔ سورۂ اسراء آیت ۲۶

ہوئی تو پیغمبر نے فاطمہ سے فرمایا کہ فدک تمہارا ہے[۱]

عطیہ کہتے ہیں کہ جب آیت "وآت ذا القربی حقہ" نازل ہوئی تو پیغمبر
نے جناب فاطمہ کو بلایا اور فدک انہیں بخش دیا[۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے اپنی زندگی میں فدک فاطمہ
کو بخش دیا تھا[۳]

فدک کا علاقہ کوئی معمولی علاقہ نہیں تھا بلکہ ایک آباد علاقہ تھا اور اس کی کافی آمدنی
تھی بعض نے اس کی آمدنی چوبیس ہزار یا ستر ہزار دینار سالانہ بیان
کی ہے[۴]

اس کے ثبوت کے لیے دو چیزوں کو ذکر کیا جا سکتا ہے کہ فدک
کا علاقہ وسیع اور قیمتی تھا ان دو چیزوں سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

پہلی بات: ابوبکر نے جناب فاطمہ زہرا کے جواب میں جب
آپ نے فدک کا مطالبہ کیا تھا تو فرمایا تھا کہ فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا مال نہیں تھا بلکہ عام مسلمانوں کا مال تھا جس سے پیغمبر اسلام
اس کے ذریعہ سپاہیوں کو جنگ کے لیے روانہ کرتے تھے اور اسے راہ حق
کو عدالت کی رو سے ترجیح دیتے تھے[۵]

۱۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۲ اور تفسیر در منثور ج ۴ ص ۱۷۷
۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص
۳۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ... کتاب ... ج ۸ ص ... ہیں اس موضوع
کی احادیث کا مطالعہ کیجئے۔
۴۔ سفینۃ البحار ج ۲ ص ۳۵۱
۵۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۴

دوسرے [illegible] فدک [illegible] مروان بن حکم [illegible] بن عثمان اور اپنے [illegible] کے درمیان تقسیم کر دیا [1]

ان دونوں سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ فدک [illegible] کے متعلق [illegible] رسول خدا [illegible] جنگ کے لیے [illegible] کیا کرتے تھے۔

اگر فدک معمولی ملکیت ہوتا [illegible] اپنے [illegible] دوسرے [illegible] تقسیم [illegible]۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک کیوں فاطمہ کو بخشا

[illegible] کی زندگی کے مطالعے سے [illegible] حاصل ہے کہ [illegible] کوشش [illegible] کے لیے [illegible] کر [illegible] وقت [illegible] مصیبت میں [illegible] کرتے

[1] شرح ابن ابی الحدید [illegible]

بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھا کرتے تھے۔ پیغمبرؐ ان ذرائع میں [illegible] اپنی اولاد کے لیے [illegible] حاصل کر [illegible] مگر [illegible] چاہتے تھے کہ [illegible] اپنے گھر کے [illegible] پر وہ نشانے رکھے اور حسنؑ و حسینؑ کو [illegible] رکھے۔

سوچنے کی بات ہے [illegible] زندگی [illegible] کی داخلی زندگی میں اتنا [illegible] کے باوجود کس علت کی بنا پر [illegible] بڑے علاقے [illegible] فاطمہؑ کے [illegible] آپ کا یہ غیر معمولی کام [illegible] اس [illegible] کی علت [illegible] کہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے کہ علیؑ کو اپنا جانشین [illegible] حکومت [illegible] حضرت علیؑ کی طرف [illegible] اور [illegible] حالات اور مملکت کے [illegible] حالات [illegible] علیؑ [illegible] دل مائل ہو جائیں گے۔

کی بات تھا کہ فدک جناب فاطمہؑ سے واپس لے لیا جائے۔

پس منظر: تاریخ کے مطالعے سے یہ مطلب روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جناب عائشہ دو وجہوں سے سخت رنجیدہ خاطر رہتی تھیں۔ پہلی یہ کہ پیغمبر اسلامؐ جناب خدیجہ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اور ان کا کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے جناب عائشہ کے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی تھی اور بسا اوقات عرض بھی کر دیتی تھیں وہ تو تھیں خدیجہ ایک بوڑھی عورت سے زیادہ کچھ نہ تھیں آپ ان کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں۔ پیغمبرؐ جواب دیا کرتے تھے، خدیجہ جیسا کون ہو سکتا ہے وہ پہلی عورت تھیں جو مجھ پر ایمان لائیں اور اپنا تمام مال میرے اختیار میں دے دیا میرے تمام کاموں میں میری مددگار رہیں علاوہ ازیں اللہ نے میری نسل کو اسی کی ذات سے قرار دیا ہے۔[۱]

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے خدیجہ سے کسی عورت سے بھی رشک نہیں کیا حالانکہ آپ میری شادی سے تین سال پہلے فوت ہو چکی تھیں کیونکہ رسول خداؐ ان کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے، خداوند عالم نے رسول خداؐ کو حکم دے رکھا تھا کہ خدیجہ کو بشارت دے دیں کہ بہشت میں ان کے لئے ایک قصر تیار کیا جا چکا ہے اور جب رسول خداؐ کوئی گوسفند ذبح کرتے تو اس کا گوشت جناب خدیجہ کی سہیلیوں کے گھر بھی بھیج دیتے تھے۔[۲]

۱۔ تذکرۃ الخواص ابن جوزی طبع بیروت ص ۳۰۲

۲۔ صحیح مسلم جلد ۷ ص ۱۳۳۔

یہی وجہ تھی کہ آنحضرتؐ نے فدک جناب فاطمہؑ کو دیا تھا۔ درحقیقت یہ منقولہ حقیقت علیہ کے اختیار میں دے دیا تھا تاکہ اس کی پیداوار فقراء اور مساکین کے درمیان تقسیم کر دی جائے اور پھر مخالفین لوگ مجبور ہو جائیں اور حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہو جائیں، خلافت کے معاملے میں اس کی مالی حالت میں اس سے استفادہ کریں اور خدا اور رسولؐ کے ہدف کی ترقی اور پیشرفت میں اس سے بہرہ برداری کریں۔ درحقیقت پیغمبر اسلامؐ نے اس ذریعے سے خلافت کی اقتصادی مدد کی تھی۔

فدک جب تک رسول خداؐ کی زندگی میں جناب زہراؑ کے تصرف میں تھا آپ قوت لایموت بھی معمولی مقدار اپنے لیے لیتیں اور باقی کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیتیں اور فقراء کے درمیان تقسیم کر دیتیں۔

جب جناب ابوبکر نے مسلمانوں کی حکومت پر قبضہ کیا اور مسند خلافت پر متمکن ہو گئے تو آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ فدک کو ان سے واپس لے لیں چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ جناب فاطمہؑ کے کارکنوں اور عمال اور مزارعین کو نکال دیا جائے اور ان کی جگہ حکومت کے کارکن متعین کر دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[۱]

فدک لینے کے اسباب

فدک لینے کے لیے دو اصلی عوامل قرار دیئے جا سکتے ہیں کہ جن کے تحت جناب ابوبکر نے مصمم ارادہ

۱۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۳ ص ۱۸۶۔

جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول خداؐ گھر میں آئے تو دیکھا کہ جناب عائشہ حضرت زہراؑ کے سامنے [illegible] کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں اے خدیجہ کی بیٹی تو گمان کرتی ہے کہ تیری ماں کو ہم سے فضیلت تھی اسے ہم پر کیا فضیلت تھی؟ وہ بھی ہماری طرح کی ایک عورت تھی جناب رسول خداؐ نے جناب عائشہ کی گفتگو سن لی۔ جب جناب فاطمہؑ کی نگاہ آپ پر پڑی تو آپ نے رونا شروع کر دیا۔ پیغمبر نے فرمایا فاطمہؑ کیوں روتی ہو؟ عرض کی کہ جناب عائشہ نے میری ماں کی توہین کی ہے۔ رسول خداؐ خشمناک ہوئے اور فرمایا عائشہ ساکت ہو جاؤ۔ خداوند عالم نے محبت کرنے والی بچہ دار عورتوں کو مبارک قرار دیا ہے۔ جناب خدیجہ سے میری نسل چلی، لیکن خداوند عالم نے تمہیں بانجھ قرار دیا۔[1]

دوسری طرف پیغمبرؐ حد سے زیادہ جناب فاطمہؑ سے محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے آپ کی اس طرح محبت سے جناب عائشہ کے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتی تھی جس کی وجہ سے وہ [illegible] نہیں کیونکہ عورت کی فطرت ہی یہ ہے کہ اسے سوکن کی اولاد پسند نہیں آتی اور عائشہ کبھی اتنی سخت ناراحت ہوتیں کہ پیغمبرؐ سے بھی [illegible] رہتیں [illegible] کہ جب کہ فاطمہؑ کی شادی ہو چکی ہے اب بھی اس کا بوسہ لیتے ہیں۔ پیغمبرؐ اس کے جواب میں فرماتے کہ فاطمہؑ کے [illegible] سے بہشت کی خوشبو [illegible] ہیں۔[2]

۱۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص [illegible]

آپ جناب فاطمہؑ کی حد سے زیادہ تعریف کرتے اتنی ہی جناب عائشہ کی اندرونی کیفیت دگرگوں ہوتی اور اعتراض کرنا شروع کر دیتیں۔

ایک دن جناب ابوبکر پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چاہتے تھے کہ آپ سے ملیں جناب عائشہ کی آواز سنی [illegible] رسول خداؐ سے کہہ رہی ہیں کہ خدا کی قسم مجھے علم ہے کہ آپ علیؑ اور فاطمہؑ کو میرے اور میرے باپ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں، جناب ابوبکر اندر گئے اور جناب عائشہ سے کہا کیوں پیغمبرؐ سے بلند آواز سے بات کر رہی ہو۔[1]

ان دو باتوں کے علاوہ [illegible] جناب عائشہ بے اولاد [illegible] پیغمبرؐ کی نسل جناب فاطمہؑ سے وجود میں آئی یہ مطلب بھی جناب عائشہ کو رنج پہنچاتا تھا بنا بریں جناب عائشہ کے دل میں کدورت [illegible] کیفیت کا وجود ہو جانا فطری تھا اور آپ کبھی اپنے والد جناب ابوبکر کے پاس جاتیں اور جناب فاطمہؑ کی شکایت کرتیں ہو سکتا ہے کہ جناب ابوبکر بھی [illegible] جناب فاطمہؑ کے حق میں [illegible] زیادہ خوش نہ رہتے ہوں اور [illegible] کہ کبھی [illegible] کیفیت کو بجھانے کے لئے جناب فاطمہؑ سے انتقام لیں۔

جب پیغمبرؐ [illegible] وفات پا چکے تو جناب فاطمہؑ [illegible] کرتیں [illegible] جناب ابوبکر فرماتے کہ [illegible]۔[2]

[illegible] صحیح [illegible] ج [illegible] ص [illegible]

[illegible] ج [illegible] ص [illegible]

دوسرا مطلب: جناب عمر اور ابوبکر سوچتے تھے کہ حضرت علیؑ کے ذاتی کمالات اور فضائل اور علم و دانش کا مقام قابل انکار نہیں اور پیغمبرؐ کی سفارشات بھی ان کی نسبت بہت معروف اور مشہور ہیں پیغمبرؐ کے داماد اور چچا زاد بھائی ہیں اگر ان کی مالی اور اقتصادی حالت اچھی ہوگی اور ان کے ہاتھوں میں دولت بھی ہو تو ممکن ہے کہ ایک گروہ ان کا مددگار ہو جائے اور پھر وہ خلافت کے لئے خطرے کا موجب بن جائے یہ ایک نکتہ تھا کہ جس کا ذکر جناب عمر نے جناب ابوبکر سے کیا اور جناب ابوبکر سے کہا کہ لوگ دنیا کے بندے ہوا کرتے ہیں اور دنیا کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوا کرتا تم خمس اور غنائم کو علیؑ سے لے لو اور فدک بھی ان کے ہاتھ سے نکال لو جب ان کے ہاتھ خالی ہوں گے تو دیکھیں گے تو انہیں چھوڑ دیں گے اور تیری طرف مائل ہو جائیں گے۔[1]

یہی دو مطلب اہم عامل اور سبب تھے کہ جناب ابوبکر نے مصمم ارادہ کر لیا کہ فدک کو مصادرہ کر کے واپس لے لیں اور حکم دیا کہ فاطمہؑ کے عمال اور کارکنوں کو باہر نکال دیا جائے اور اپنے عمال کے حوالے بھی دے دیا۔

جناب زہراؑ کا ردعمل

جب جناب فاطمہؑ کو اطلاع ملی کہ آپ کے کارکنوں کو فدک سے نکال دیا گیا ہے تو آپ سخت غمگین ہوئیں اور

[1] ناسخ التواریخ جلد زہرا ص [illegible]

اپنے آپ کو ایک نئی مشکل اور مصیبت میں دیکھا کیونکہ حکومت کا نقشہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ پر مخفی نہ تھا اور ان کے اصلی اقدام کی غرض و غایت سے بھی بے خبر نہ تھے۔

اس موقع پر جناب فاطمہؑ کو ان دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا تھا۔

پہلا راستہ یہ تھا کہ جناب ابوبکر کے سامنے ساکت ہو جائیں اور اپنے مشروع اور جائز حق سے چشم پوشی کریں اور کہیں کہ میں تو دنیا کے مال و متاع سے کوئی محبت نہیں رکھتی فدک کو چھوڑ دو فدک بھی جناب ابوبکر لے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی اس کے لئے ہو سکتا ہے کہ وہ جناب خلیفہ کو خوشنود کرنے کی غرض سے پیغام دیں کہ تم میرے دل سے یہ ناچیز فدک کو آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔

دوسرا راستہ یہ تھا کہ پوری قدرت سے گفتگو میں اپنے حق کا دفاع کریں۔

پہلا راستہ اختیار کرنا حضرت زہراؑ کے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ وہ حکومت کے پوشیدہ منصوبے سے بے خبر نہیں جانتی تھیں کہ وہ اقتصادی دباؤ اور مدد کے دروازے قطع کر دینے سے اسلام کے حقیقی خلیفہ حضرت علیؑ کے اثر کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیشہ کے لئے حضرت علیؑ کا ہاتھ حکومت سے کوتاہ ہو جائے اور وہ کسی قسم کا خلافت کے خلاف اقدام کرنے سے مایوس ہو جائیں اور یہ بھی جانتی تھیں کہ فدک کو تو دور سے لے لینے سے علیؑ کے گھر کا دروازہ بند کرنا چاہتے تھے۔

جناب فاطمہؑ نے سوچا کہ اب بہت اچھی فرصت اور موقع ہے کہ آپ اس وسیلے سے جناب ابوبکر کی انتخابی خلافت سے مبارزہ کر سکے

سے محروم اور رسوا کیا جائے اور عوامی افکار کو بیدار کیا جائے اور اس قسم کی فرصت ہمیشہ ہاتھ نہیں آیا کرتی۔

حضرت فاطمہؑ نے سوچا کہ اگر میں جناب ابوبکر کے دور کے آغاز میں اپنے مسلّم حق سے دفاع نہ کروں تو جناب ابوبکر کی حکومت دوسروں پر ظلم و زیادتی کی عادی ہو جائے گی اور پھر لوگوں کے حقوق کی مراعات نہ ہو سکے گی۔

جناب فاطمہؑ نے فکر کی کہ اگر میں نے اپنے حق کا دفاع نہ کیا تو لوگ خیال کریں گے اپنے حق سے صرف نظر کرنا اور ظلم و ستم کے سامنے بردبار ہونا اچھا کام ہے۔

جناب فاطمہؑ نے سوچا اگر میں نے ابوبکر کو بدنام نہ کیا تو دوسرے خلفاء کے درمیان ظلم عمومی رواج پا جائے گا۔

حضرت فاطمہؑ نے فکر کی کہ پیغمبرؐ کی دختر ہو کر اپنے صحیح حق سے صرف نظر کروں تو مسلمان خیال کریں گے کہ عورت تمام حقوق سے محروم ہے اور اسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے حق کے احقاق کے لئے سپاہ رہ کر رہے۔

حضرت فاطمہؑ نے سوچا کہ میں جو وحی کے دامن اور ولایت کے گھر کی تربیت یافتہ ہوں اور اسلامی خواتین کے لیے نمونہ ہوں اور مجھے جب اسلام کی تربیت یافتہ کہا جاتا ہے میرے اعمال و رفتار کو یعنی اسلام کی نمونہ عورت کی رفتار و اعمال جانا جاتا ہے اگر میں اس مقام پر سستی کروں اور اپنے حق کے لینے میں عاجزی کا اظہار کروں تو پھر اسلام میں عورت عضو معطل سمجھی جائے گی

تھیں، یہ اور اس قسم کے دیگر علل و اسباب تھے تو جناب فاطمہؑ کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ مبارزہ کا راستہ اختیار کریں یہی وجہ تھی کہ آپ نے ارادہ کر لیا کہ مکمل توانائی اور قدرت کی حد تک اپنے حق سے دفاع کریں گی۔

البتہ یہ کام بہت زیادہ مشکل اور آسان دکھائی دیتا کہ ایک عورت کا مقابلہ جناب خلیفہ ابوبکر سے بہت زیادہ خطرناک تھا اور وہ اس عالم میں عورت کا کہ جو پہلے سے پہلو شکستہ بازو سیاہ شدہ اور جنین ساقط شدہ تھیں ان میں سے ہر ایک حادثہ اور واقعہ عورت کے لئے کافی تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے زبردست انسانوں سے مرعوب ہو جاتی۔

لیکن فاطمہؑ نے فداکاری اور شجاعت اور مردانگی اور استقامت کی عادت اپنے والد رسول خداؐ اور ماں خدیجہ کبریٰ سے وراثت میں پائی تھی اور دوسروں سے مبارزات اسلامی کے مرکز میں تربیت پائی تھی انہوں نے ان فداکاریوں اور مبارزوں کو اپنے باپ کے گھر میں دیکھا تھا کہ جہاں کئی دفعہ ان کے سر کے خون آلود کپڑے دھو چکی تھیں اور ان کے زخموں کی مرہم پٹی کر چکی تھیں وہ ان حوادث سے خوف نہیں کھاتی تھیں اور جناب ابوبکر کی حکومت سے مرعوب نہیں ہوئی تھیں۔

جناب زہراؑ نے اپنے اس مبارزے کو کئی ایک مراحل میں انجام دیا۔

بحث اور استدلال

جناب فاطمہؑ جناب ابوبکر کے پاس گئیں اور فرمایا کہ تم نے کیوں میرے کارکنوں کو میری ملکیت سے باہر

نکال دیا ہے جو میرے باپ نے اپنی زندگی میں فدک مجھے ہبہ کر دیا تھا
جناب ابوبکر نے جواب دیا گرچہ میں جانتا ہوں کہ تم جھوٹ نہیں بولتیں
لیکن پھر بھی اپنے دعوے کے ثبوت کے لئے گواہ لے آؤ۔ جناب زہراؑ
جناب ام ایمن اور حضرت علیؑ کو گواہ کے طور پر لے گئیں جناب ام ایمن
نے جناب ابوبکر سے کہا میں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ
نے میرے بارے میں فرمایا ہے کہ ام ایمن جنتی ہے، جناب ابوبکر نے جواب
دیا ہاں یہ میں جانتا ہوں اس وقت جناب ام ایمن نے فرمایا میں گواہی
دیتی ہوں کہ جب یہ آیت و آت ذا القربیٰ حقہ نازل ہوئی تو رسول خداؐ
نے فدک فاطمہؑ کو دے دیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس قسم کی گواہی دی جناب ابوبکر
مجبور ہو گئے کہ فدک جناب فاطمہؑ کو لوٹا دیں لہذا ایک تحریر اس کے متعلق
لکھی اور وہ حضرت زہراؑ کو دے دی۔

اچانک اسی وقت جناب عمر آ گئے اور مطلب دریافت کیا جناب
ابوبکر نے جواب دیا کہ چونکہ جناب فاطمہؑ فدک کا دعویٰ کر رہی تھیں اور
اس پر گواہ بھی پیش کر دیے ہیں لہذا میں نے فدک انہیں واپس کر دیا ہے
جناب عمر نے وہ تحریر زہراؑ کے ہاتھ سے لی اور اس پر لعاب دہن ڈالا
اور پھر اسے پھاڑ ڈالا۔ جناب ابوبکر نے بھی جناب عمر کی تائید کرتے
ہوئے کہا کہ آپ علیؑ کے علاوہ کوئی اور مرد گواہ لے آئیں یا ام ایمن
کے علاوہ کوئی دوسری عورت بھی گواہی دے جناب فاطمہؑ روتی
ہوئی جناب ابوبکر کے گھر سے باہر چلی گئیں۔

ایک اور روایت کی بنا پر جناب عمر اور عبدالرحمن نے گواہی

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدک کی آمدنی کو مسلمانوں کے
درمیان تقسیم کر دیتے تھے[۱]

ایک دن حضرت علیؑ جناب ابوبکر کے پاس گئے اور فرمایا کہ کیوں
فدک کو جو جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو دیا تھا ان سے لے
لیا ہے؟ آپ نے جواب دیا انہیں اپنے دعویٰ پر گواہ لانے چاہییں
اور چونکہ ان کے گواہ ناقص تھے تو قبول نہیں کیے گئے حضرت علیؑ نے فرمایا
اے ابوبکر کیا تم ہمارے بارے میں اس کے خلاف حکم کرتے ہو جو تمام
مسلمانوں کے بارے میں کرتے ہو۔ جناب ابوبکر نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علیؑ
نے فرمایا کہ اب میں تم سے سوال کرتا ہوں اگر کچھ مال کسی کے ہاتھ
میں ہو اور میں دعویٰ کروں کہ وہ میرا مال ہے اور جھگڑا لے کے لئے
جناب کے پاس آئیں تو آپ کس سے گواہ کا مطالبہ کریں گے؟ جناب
ابوبکر نے کہا کہ آپ سے گواہ طلب کروں گا کیونکہ مال کسی دوسرے کے
تصرف میں موجود ہے آپ نے فرمایا پھر تم نے کیوں جناب فاطمہؑ سے
گواہ لانے کا مطالبہ کیا ہے جبکہ فدک آپؑ کی ملکیت اور تصرف میں
موجود ہے جناب ابوبکر نے سکوت کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا لیکن جناب
عمر نے کہا علی ان باتوں کو چھوڑ دو[۲]
مگر انصاف سے دیکھا جائے تو اس جھگڑے میں حق حضرت زہراؑ کے

۱۔ صحیح بخاری ج ۵ ص ۸۲ اور کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۳ اور شرح ابن ابی
الحدید ج ۱۶ ص ۲۶۵۔

۲۔ احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۱۹ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۴۔

سا تھا کیونکہ فدک آپ کے قبضے میں تھا اسی لئے تو حضرت علیؑ نے یہ بیک جواب لکھا ہے۔ جی ہاں دنیا کے اموال سے فدک ہمارے اختیار میں تھا لیکن ایک جماعت نے اس پر بخل کیا اور ایک دوسرا گروہ اس پر راضی تھا[1]

قضاوت کے قواعد اور قانون کے لحاظ سے حضرت زہراؑ سے گواہ کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے تھا مگر دوسری طرف جو ابوبکر تھے انہیں گواہ لانے چاہیے تھے، لیکن جناب ابوبکر نے قضیے کے اس مسلم قانون کی مخالفت کی۔ حضرت زہراؑ اس معاملے میں کامیاب ہو گئیں اور اپنی حقانیت کو مضبوط دلیل و برہان اور منطق سے ثابت کر دیا اور حضرت ابوبکر مجبور ہو گئے کہ وہ فدک کے واپس کر دینے کا دستور لکھ دیں یہ اور بات ہے کہ جناب عمر آ پہنچے اور طاقت کی منطق کو میدان میں لائے اور لکھی ہوئی تحریر کو پھاڑ دیا اور گواہوں کے ناقص ہونے کا اس میں بہانا بنایا۔

پھر بھی استدلال

ایک دن جناب فاطمہؑ جناب ابوبکر کے پاس گئیں اور باپ کی وراثت کے متعلق بحث اور احتجاج کیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر، میرے باپ کا ارث مجھے کیوں نہیں دیتے ہو؟ جناب ابوبکر نے جواب دیا کہ پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے۔

۱۔ نہج البلاغہ ۔۔۔

آپ نے فرمایا کہ خدا تو قرآن میں یہ فرماتا ہے:

وورث سلیمان داؤد[1]

کیا جناب سلیمان جناب داؤد کے وارث نہیں ہے؟ جناب ابوبکر غصبناک ہوئے اور کہا ہم نے کہا کہ پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے، جناب فاطمہؑ نے فرمایا کیا زکریا نے خدا سے عرض نہیں کیا تھا

فهب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب[2]

جناب ابوبکر نے پھر بھی وہی جواب دیا کہ پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ خدا قرآن میں نہیں فرماتا

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین[3]

کیا میں رسول اللہ کی اولاد نہیں ہوں؟ چونکہ جناب ابوبکر حضرت زہراؑ کے محکم دلائل کا سامنا کر رہے تھے اور اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنی سابقہ کلام کی تکرار کریں اور کہیں کہ کہا ہی ہے کہ پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے۔

جناب ابوبکر نے اپنی روش اور غیر شرعی عمل کے لئے ایک حدیث نقل کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبر ارث نہیں چھوڑتے۔ جناب عائشہ اور حفصہ نے بھی

۱۔ سورۂ نمل آیت ۱۶

۲۔ سورۂ مریم آیت ۶۔

۳۔ سورۂ نساء آیت ۱۱

جناب ابوبکر کی اس حدیث کی تائید کر دی۔[1]

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس مباحثے میں بھی حضرت زہراؑ غالب رہیں اور دلائل و براہین سے ثابت کر دیا کہ وہ حدیث جس کا وجود ... کر رہے ہو وہ صریح قرآنی نصوص کے خلاف ہے اور جو حدیث بھی قرآن کی صریح نص کے خلاف ہو وہ معتبر نہیں ہو سکتی۔ جناب ابوبکر مغلوب ہو گئے اور آپ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ جناب فاطمہؑ کے جواب میں اسی سابقہ جواب کی تکرار کریں۔

یہاں پر قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ یہی جناب عائشہ جنہوں نے اس جگہ اپنے باپ کی بیان کردہ وضعی حدیث کی تائید کی ہے جناب عثمان کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس گئیں اور پیغمبرؐ کی وراثت کا مطالبہ کیا۔ جناب عثمان نے جواب دیا کہ تم نے گواہی نہیں دی تھی کہ پیغمبر نے فرمایا کہ ہم پیغمبر وراثت نہیں چھوڑتے؟ اور اسی سے تم نے جناب فاطمہؑ کو وراثت سے محروم کر دیا تھا اب کیسے آپ خود رسولؐ کی وراثت کا مطالبہ کر رہی ہیں۔[2]

خلیفہ سے وضاحت کا مطالبہ

جناب زہراؑ پہلے مرحلے میں کامیاب ہوئیں اور اپنی منطق اور برہان سے اپنے مدمقابل کو محکوم

---

[1] کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۴

[2] کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۰۵

کر دیا قرآن مجید کی آیات سے اپنی حقانیت کو ثابت کیا اور اپنے مدمقابل کو اپنے استدلال سے ناتواں بنا دیا۔ آپ نے دیکھا کہ مقابل نے اپنی روش کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے عمل کو بجا لانے کے لئے حتی کہ حدیث بنا کر پیش کرنے کی بھی پرواہ نہیں کی تا کہ دلیل و برہان کے مقابلے میں قوت اور طاقت کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔

آپ نے تعجب کیا اور کہا عجیب انہوں نے میرے شوہر کی خلافت پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ آیات قرآن کے مطابق کیوں نہیں عمل کرتے؟ کیوں اسلام کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں؟ کیوں جناب ابوبکر تو مجھے تحریر لکھ دیتے ہیں لیکن جناب عمر اسے پھاڑ ڈالتے ہیں؟ اے میرے خدا یہ کس قسم کی حکومت ہے اور یہ کیسی قضاوت ہے؟ تعجب در تعجب، جناب ابوبکر رسول خداؐ کی جگہ بیٹھتے ہیں لیکن حدیث از خود بناتے ہیں تا کہ میرے حق کو پامال کریں؟ ایسے افراد ہیں اور قرآن کے حامی ہو سکتے ہیں؟ مجھے فدک اور غیر فدک سے دلچسپی نہیں لیکن اس قسم کے ظلم کو بھی برداشت نہیں کر سکتی، مکمل چپ نہ رہوں گی اور مجھے چاہیے کہ تمام لوگوں کے سامنے خلیفہ سے وضاحت طلب کروں اور اپنی حقانیت کو ثابت کر دوں اور لوگوں کو بتلا دوں کہ جس خلیفہ کا انہوں نے انتخاب کیا ہے اس میں صلاحیت نہیں کہ قرآن اور اسلام کے دستور پر عمل کرے اپنی مرضی سے جو کام چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔ میں مسجد جاؤں گی اور لوگوں کے سامنے تقریر کروں گی۔

یہ خبر بجلی کی طرح مدینہ میں پھیل گئی اور ایک بم کی طرح پورے شہر ... کہ جناب زہراؑ کی ... مسجد میں جا رہی ہیں کہ تقریر کریں ...

کس موضوع پر تقریر ہوگی؟ اور خلیفہ اس پر کیا ردعمل ظاہر کرے گا؟ چلیں آپ کی تاریخی تقریر کو سنیں۔

مہاجر و انصار کی جمعیت کا مسجد میں ہجوم ہو گیا بنی ہاشم کی عورتیں جناب زہراؑ کے گھر گئیں اور اسلام کی بزرگ خاتون کو گھر سے باہر لائیں۔ بنی ہاشم کی عورتیں آپ کو گھیرے میں لئے ہوئے تھیں بہت عظمت و جلال کے ساتھ آپ چلیں، پیغمبرؐ کی طرح قدم اٹھا رہی تھیں، جب مسجد میں داخل ہوئیں تو پردہ آپ کے سامنے لٹکا دیا گیا، باپ کی جدائی اور ناگوار حوادث نے جناب فاطمہؑ کو منقلب کر دیا کہ آپ کے جگر سے آہ و نالہ بلند ہوا اور اس جلا دینے والی آواز نے مجمع پر بھی اثر کیا اور لوگ بلند آواز سے رونے لگے۔

آپ تھوڑی دیر کے لئے ساکت رہیں تاکہ لوگ آرام میں آجائیں اس کے بعد آپ نے گفتگو شروع کی اس کے بعد پھر ایک دفعہ لوگوں کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں آپ پھر خاموش ہو گئیں یہاں تک کہ لوگ اچھی طرح ساکت ہو گئے اس وقت آپ نے کلام کا آغاز کیا اور فرمایا:

جناب فاطمہؑ کی دہلا اور جلا دینے والی تقریر

میں خدا کی اس کی نعمتوں پر ستائش اور حمد بجا لاتی ہوں اور اس کی توفیقات پر شکر ادا کرتی ہوں اس کی بے شمار نعمتوں پر اس کی حمد و ثنا بجا لاتی ہوں وہ نعمتیں کہ جن کی کوئی انتہا نہیں اور نہیں ہو سکتا کہ

ان کی تلافی اور تدارک کیا جا سکے ان کی انتہا کا تصور کرنا ممکن نہیں، خدا ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کو جانیں اور ان کا شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ نعمتوں کو اور زیادہ کرے خدا ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کو جانیں اور ان کا شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری نعمتوں کو اور زیادہ کرے خدا نے ہم سے حمد و ثنا کو طلب کیا ہے تاکہ وہ اپنی نعمتوں کو ہمارے لئے زیادہ کرے۔

میں خدا کی توحید اور یگانگی کی گواہی دیتی ہوں توحید کا وہ کلمہ کہ اخلاص کو اس کی روح اور حقیقت قرار دیا گیا ہے اور دل میں اس کی گواہی دے تاکہ اس سے نظر و فکر روشن ہو وہ خدا کہ جس کو آنکھ کے ذریعے دیکھا نہیں جا سکتا اور زبان کے ذریعے اس کی وصف اور توصیف نہیں کی جا سکتی وہ کس طرح کا ہے یہ وہم میں نہیں آسکتا۔ عالم کو عدم سے پیدا کیا ہے اور اس کے پیدا کرنے میں وہ محتاج نہ تھا، اپنی مشیت کے مطابق خلق کیا ہے جہان کے پیدا کرنے میں اسے اپنے کسی فائدے کے حاصل کرنے کا قصد نہ تھا جہان کو پیدا کیا تاکہ اپنی حکمت اور علم کو ثابت کرے اور اپنی اطاعت کی یاد دہانی کرے، اپنی قدرت کا اظہار کرے۔ اور بندوں کو عبادت کے لئے برانگیختہ کرے اور اپنی دعوت کو وسعت دے، اپنی اطاعت کے لئے جزا مقرر کی اور نافرمانی کے لئے سزا معین فرمائی۔ تاکہ اپنے بندوں کو عذاب سے نجات دے اور بہشت کی طرف لے جائے۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد محمدؐ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں پیغمبری کے لئے بھیجنے سے پہلے اللہ نے آپ کو چنا اور قبل اس

کے کرائے پیدا کرے ان کا نام محمدؐ رکھا اور بعثت سے پہلے اس کا انتخاب اس وقت کیا جب کہ مخلوقات عالم غیب میں پنہاں اور چھپی ہوئی تھی اور عدم کی سرحد سے ملی ہوئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے مستقبل سے باخبر ہے اور حوادث دہر سے مطلع ہے اور ان کے تغیرات کے مورد اور مواقع سے آگاہ ہے۔ خدا نے محمدؐ کو مبعوث کیا تاکہ اپنے امر کو مکمل کرے اور اپنے حکم کو جاری کر دے اور اپنے مقصد کو عملی قرار دے۔ لوگ دین میں متفرق تھے اور کفر و جہالت کی آگ میں جل رہے تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور خداوند عالم کے دستورات کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔

پس حضرت محمدؐ کے وجود مبارک سے تاریکیاں چھٹ گئیں جہالت اور نادانیاں دور ہو گئیں سرگردانی اور حیرت کے پردے آنکھوں سے ہٹا دیے گئے پس آپ لوگوں کی ہدایت کے لیے کوشش بجا لائے اور ان کو گمراہی سے نجات دلائی اور نابینا کو بینا کیا اور دین اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی اور سیدھے راستے کی طرف دعوت دی۔ اس وقت خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کی مہربانی اور اس کے انتخاب اور رغبت سے اس کی روح قبض فرمائی۔ اب میرے باپ اس دنیا کی سختی سے آرام میں ہیں اور جنت کے مقام میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور پروردگار کی رضایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے قرب میں زندگی بسر کر رہے ہیں امین اور وحی کے لیے چنے ہوئے پیغمبر پر درود ہو۔

آپ نے اس کے بعد مجمع کو مخاطب کیا اور فرمایا لوگو تم اللہ تعالیٰ

کے امر اور نہی کے نمائندے اور کتاب کے دین اور علوم کے حامل ہیں اپنے اوپر امین ہونا چاہیے تم ہو جن کو دوسری قوموں تک دین کی تبلیغ کرنی ہے تمہارے پیغمبر کا حقیقی جانشین موجود ہے اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے عہد و پیمان لیا ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو گے وہ خدا کی کتاب ناطق اور قرآن صادق اور چمکنے والا نور ہے اس کی چشم بصیرت روشن اور اس کا باطن اور ظاہر واضح ہے اس کے پیروکار اس کے مقام اور مرتبے کے گرویدہ ہیں اس کی پیروی کرنا انسان کو بہشت رضوان کی طرف ہدایت کرتا ہے اس کی باتوں کو سننا نجات کا سبب ہوتا ہے اس کے وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے نورانی دلائل اور حجت کو دریافت کیا جا سکتا ہے اس کے وسیلے سے واجبات و محرمات اور مستحبات و مباحات اور شریعت کے قوانین کو حاصل کیا جا سکتا ہے

اللہ تعالیٰ نے ایمان کو شرک سے پاک ہونے کا وسیلہ قرار دیا ہے ـــــ نماز کو واجب کیا تاکہ تکبر سے روکا جائے۔ زکوٰۃ کو وسعت رزق اور تہذیب نفس کے لیے واجب قرار دیا۔ روزے کو بندے کے اخلاص کے اثبات کے لیے واجب کیا۔ حج کو واجب کرنے سے دین کی بنیاد کو استوار کیا عدالت کو زندگی کے نظم اور دلوں کی نزدیکی کے لیے ضروری قرار دیا اہل بیت کی اطاعت کو ملت اسلامی کے نظم کے لیے واجب قرار دیا اور امامت کے ذریعے اختلاف و افتراق کا سد باب کیا۔ امر بالمعروف کو عمومی مصلحت کے باعث واجب قرار دیا۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی کو ان کے غضب سے مانع قرار دیا۔ اعزہ کے موجب ہونے اور عمروں کی زیادتی کے لیے صلہ رحمی کا دستور دیا۔

قتلِ نفس کو روکنے کے لیے قصاص کو واجب قرار دیا۔ ناپ تول پورا کرنے کو کمی بیشی کی آمرزش کا سبب بنایا۔ پلیدی سے محفوظ رہنے کی غرض سے شراب خوری پر پابندی لگائی۔ بہتان اور زنا کی تہمت سے روکا، چوری نہ کرنے کو پاکی اور عفت کا سبب بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کو اخلاص کے ماتحت ممنوع قرار دیا

لوگو، تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپناؤ اور اسلام کی محافظت کرو اور اللہ تعالیٰ کے امر و نواہی کی اطاعت کرو، صرف علماء اور دانشمند ہی خدا سے ڈرتے ہیں

اس کے بعد آپ نے فرمایا، لوگو، میرے باپ محمدؐ تھے میں یہی، منہ سے آخر تک کے واقعات اور امور سے آگاہ کرتی ہوں تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں جھوٹ نہیں بولتی اور غلطی کا ارتکاب نہیں کرتی۔

لوگو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیغمبر جو تم میں سے تھا بھیجا تمہاری تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی تھی اور وہ تم سے محبت کرتے تھے اور مومنین کے حق میں مہربان اور دلسوز تھے۔

لوگو! وہ پیغمبر میرے باپ تھے نہ تمہاری عورت کے باپ، میرے شوہر کے چچازاد بھائی تھے نہ تمہارے مردوں کے بھائی، کتنی عمدہ مقدس نسبت ہے جناب محمدؐ سے میری۔ رسالت کو انجام دیا اور مشرکوں کی راہ و روش پر حملہ آور ہوئے اور ان کی پشت پر سخت ضرب وارد کی۔ ان کا گلا پکڑا اور دانائی اور نصیحت سے خدا کی طرف دعوت دی، بتوں کو توڑا اور ان کے سرداروں کو سرنگوں کیا کفار نے شکست کھائی اور شکست کھا کر

بھاگے تاریکیاں دور ہو گئیں اور حق واضح ہو گیا دین کے رہبر کی زبان گویا ہوئی اور شیاطین خاموش ہو گئے۔ نفاق کے پیروکار ہلاک ہوئے کفر اور اختلاف کے رشتے ٹوٹ گئے گروہ غیب کی وجہ سے شہادت کا کلمہ جاری کیا۔ جب کہ تم دوزخ کے کنارے کھڑے تھے اور ظالموں کا تر لقمہ بنے ہوئے تھے اور جنگ کی تلاش کرنے والوں کے لئے مناسب شکار تھے۔ تم قبائل کے پاؤں کے نیچے ذلیل تھے گندا پانی پیتے تھے اور حیوانات کے چمڑوں اور درختوں کے پتوں سے غذا کھاتے تھے دوسروں کے ہمیشہ ذلیل و خوار رہے اور دوسرے قبائل سے خوف و ہراس میں زندگی بسر کرتے تھے۔

ان تمام بدبختیوں کے بعد خدا نے محمدؐ کے وجود کی برکت سے تمہیں نجات دی حالانکہ میرے باپ کو ان لوگوں سے جو بہادر اور عرب کے بھیڑیے اور اہل کتاب کے سرکشوں سے واسطہ تھا لیکن جب وہ جنگ کی آگ کو بھڑکاتے تھے خدا اسے خاموش کر دیتا تھا۔ جب کوئی شیاطین میں سے سر اٹھاتا یا مشرکوں میں سے کوئی بھی منہ کھولتا تو محمدؐ اپنے بھائی علیؑ کو ان کے گلے میں اتار دیتے اور حضرت علیؑ ان کے سر اور مغز کو اپنی طاقت سے پائمال کر دیتے اور جب تک ان کی روشن کی ہوئی آگ کو اپنی تلوار سے خاموش نہ کر دیتے جنگ کے میدان سے واپس نہ لوٹتے اللہ کی رضا کے لیے ان تمام تکلیفوں کا تحمل کرتے تھے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے تھے، اللہ کے رسول کے نزدیک تھے علیؑ خدا دوست تھے، ہمیشہ جہاد کے لیے آمادہ تھے وہ تبلیغ اور جہاد کرتے تھے اور تم اس حالت میں آرام اور خوشی میں خوش و خرم زندگی گزار

رہے تھے اور کسی خبر کے منتظر در فرصت میں رہتے تھے کہ دشمن کے ساتھ لڑائی لڑنے سے اجتناب کرتے تھے اور جنگ کے وقت فرار کر جاتے تھے۔

جب خدا نے اپنے پیغمبر کو دوسرے پیغمبروں کی جگہ کی طرف منتقل کیا تو تمہارے اندر دوئی کینے اور دورُوئی ظاہر ہو گئی دین کا لباس کہنہ ہو گیا اور گمراہ لوگ باتیں کرنے لگے پست لوگوں نے سر اٹھایا اور باطل کا اونٹ آواز دینے لگا اور اپنی دم ہلانے لگا اور شیطان نے اپنا سر کمین گاہ سے باہر نکالا اور تمہیں اس نے اپنی طرف دعوت دی اور تم نے بغیر سوچے اس کی دعوت قبول کر لی اور اس کا احترام کیا تمہیں اس نے ابھارا اور تم حرکت میں آگئے اس نے تمہیں غضبناک ہونے کا حکم دیا اور تم غضبناک ہو گئے۔

لوگو! وہ اونٹ جو تم میں سے کسی کا تھا تم نے اسے باعلامت بنا کر اس جگہ بٹھایا جو کسی کی جگہ نہیں تھی۔ حالانکہ ابھی پیغمبرؐ کی موت کو زیادہ وقت نہیں گزرا ہے ابھی تک ہمارے دل کے زخم بھرے نہیں ہے اور زخم صاف ہونے ہے، ابھی پیغمبرؐ تو دفن بھی نہیں کئے گئے تھے کہ خوف کے بہانے سے خلافت پر قبضہ کر لیا لیکن خبردار رہو کہ تم فتنے میں داخل ہو چکے ہو اور دوزخ نے کافروں کا احاطہ کر رکھا ہے۔

افسوس تمہیں کیا ہو گیا ہے اور کہاں چلے جا رہے ہو؟ حالانکہ اللہ کی کتاب تمہارے درمیان موجود ہے اور اس کے احکام واضح اور اس کے اوامر و نواہی ظاہر ہیں تم نے قرآن کی مخالفت کی اور اسے پس پشت ڈال دیا کیا تمہارا ارادہ ہے کہ قرآن سے اعراض اور روگردانی

کرلو؟ یا قرآن کے علاوہ کسی اور ذریعے سے قضاوت اور فیصلے کرنا چاہتے ہو؟ لیکن تم کو علم ہونا چاہئے کہ جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو اختیار کرے گا وہ مقبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اتنا صبر بھی نہ کر سکے کہ وہ فتنے کی آگ کو خاموش کرے اور اس کی قیادت آسان ہو جائے بلکہ آگ کو تم نے روشن کیا اور شیطان کی دعوت کو قبول کر لیا اور دین کے چراغ اور سنت رسول خداؐ کے خاموش کرنے میں مشغول ہو گئے ہو۔ کام کو اس طرح ظاہر کرتے ہو اور پیغمبرؐ کے اہلبیت کے ساتھ مکر و فریب کرتے ہو، تمہارے کام اس چھری کے زخم اور نیزے کے زخم کی مانند ہیں جو پیٹ کے اندر واقع ہوتے ہوں۔

کیا تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ ہم پیغمبرؐ سے میراث نہیں لے سکتے کیا تم جاہلیت کے قوانین کی طرف لوٹ جانا چاہتے ہو؟ حالانکہ اسلام کے قانون تمام قوانین سے بہتر ہیں کیا تمہیں علم نہیں کہ میں رسول خداؐ کی بیٹی ہوں کیوں نہیں جانتے ہو اور تمہارے سامنے آفتاب کی طرح یہ روشن ہے۔ مسلمانوں کیا یہ درست ہے کہ میں اپنے باپ کی میراث سے محروم ہو جاؤں؟ اے ابو بکر! آیا خدا کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ تم اپنے باپ سے میراث لو اور میں اپنے باپ کی میراث سے محروم رہوں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں کہتا کہ سلیمان داؤد کے وارث ہوئے۔

"ورث سلیمان داؤد"

کیا قرآن میں یحییٰ علیہ السلام کا قول نقل نہیں ہوا کہ خدا سے انہوں نے عرض کی پروردگار مجھے فرزند عنایت فرما کہ وہ میرا وارث

قرار پائے اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو۔

کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا کہ بعض رشتہ دار بعض دوسروں کے وارث ہوتے ہیں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا کہ اللہ نے حکم دیا کہ لڑکے کے لئے لڑکی سے دوگنا ارث لیں؟ کیا خدا قرآن میں نہیں فرماتا کہ تم پر مقرر کر دیا کہ جب تمہارا کوئی موت کے نزدیک ہو تو وہ ماں، باپ اور رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے کیونکہ پرہیزگاروں کے لئے ایسا کرنا اخلاق کا مقتضی ہے۔

کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں باپ سے نسبت نہیں رکھتی؟ کیا اللہ نے آیات تمہارے لئے مخصوص کی ہیں اور میرے والد ان سے خارج ہیں؟ یا اس دلیل سے مجھے میراث سے محروم کرتے ہو کہ دو مذہب کے لوگ ایک دوسرے سے میراث نہیں لے سکتے؟ کیا میں اور میرا باپ ایک دین پر نہیں؟ آیا تم میرے باپ اور میرے چچازاد (علیؑ) سے قرآن کو بہتر سمجھتے ہو؟

اے ابوبکر فدک در حالت تسلیم شدہ تمہیں مبارک ہو لیکن قیامت کے دن تم سے ملاقات کروں گی کہ جب حکم اور قضاوت کرنا خدا کے ہاتھ میں ہوگا اور محمدؐ بہترین پیشوا ہیں۔

اے قحافہ کے بیٹے میرے تیرے ساتھ وعدہ قیامت کا دن ہے کہ جس دن بیہودہ لوگوں کا نقصان واضح ہو جائے گا اور پشیمان ہونا فائدہ نہ دے گا بہت جلد اللہ تعالے کے عذاب کو دیکھو گے۔

آپؑ اس کے بعد انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:

اے ملت کے مددگار جوانو اور اسلام کی مدد کرنے والو کیوں حق

کے بارے میں سستی کر رہے ہو اور جو ظلم مجھ پر ہوا ہے اس سے خواب غفلت میں ہو؟ کیا میرے والد نے نہیں فرمایا کہ کسی کا احترام اس کی اولاد میں بھی ملحوظ ہوتا ہے یعنی اس کے احترام کی وجہ سے اس کی اولاد کا احترام کیا کرو؟ کیا جلدی فتنہ برپا کیا ہے تم نے؟ اور کتنی جلدی ہوی اور ہوس میں مبتلا ہو گئے ہو؟ تم اس ظلم کے مٹانے میں جو مجھ پر ہوا ہے قدرت رکھتے ہو اور میرے مدعا اور مقصد کے لانے پر طاقت رکھتے ہو۔ کیا کہتے ہو کہ محمدؐ مر گئے؟ ہاں لیکن یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے کہ روز بروز اس کا شگاف بڑھ رہا ہے اور اس کا خلل زیادہ ہو رہا ہے۔ آنحضرتؐ کی غیبت سے زمین تاریک ہو گئی ہے سورج اور چاند بے رونق ہو گئے ہیں آپ کی مصیبت پر ستارے سرنگوں ہو گئے ہیں۔ امیدیں ٹوٹ گئیں پہاڑ متزلزل ہو گئے ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں پیغمبر کے احترام کی رعایت نہیں کی گئی قسم خدا کی یہ ایک بہت بڑی مصیبت تھی کہ جس کی مثال نہیں دیکھی گئی۔ اللہ کی کتاب جو صبح و شام کو پڑھی جاتی ہے آپ کی اس مصیبت کی خبر دیتی ہے کہ پیغمبر بھی عام لوگوں کی طرح مریں گے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ محمدؐ بھی گزشتہ پیغمبروں کی طرح ہیں اگر آپ مر جائیں یا قتل کئے گئے تو تم دین سے پھر جاؤ گے؟ جو بھی دین سے خارج ہوگا وہ اللہ پر کوئی نقصان وارد نہیں کرتا خدا شکر ادا کرنے والوں کو جزا عنایت کرے گا۔[1]

اے فرزندان قیلہ آیا یہ مناسب ہے کہ میں باپ کی میراث سے محروم

۱؎ سورہ آل عمران۔

رسول! جب کہ تم یہ دیکھ رہے ہو، دعوت دے رہے ہو اور یہاں موجود ہو میری پکار تم تک پہنچ چکی ہے اور تمام واقعہ سے مطلع ہو، تمہاری تعداد زیادہ ہے اور تم طاقت ور اور اسلحہ بدست ہو، میرے استغاثہ کی آواز تم تک پہنچتی ہے لیکن تم اس پر لبیک نہیں کہتے، میری فریاد کو سنتے ہو لیکن میری فریاد رسی نہیں کرتے، تم بہادری میں معروف اور نیکی اور خیر سے موصوف ہو، تم وہ گروہ ہو جو (?) کی اولاد ہو، تم ہم بیعت کے لئے منتخب ہونے ہو، عربوں سے تم نے جنگیں کیں، سختیوں کو برداشت کیا، قبائل سے لڑے ہو، سورماؤں سے پنجہ آزمائی کی ہے، جب ہم اٹھ کھڑے ہوتے تھے تم بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے، ہم حکم دیتے تھے تم اطاعت کرتے تھے اسلام سے ہم نے دودھ پایا اور خدا نعمت زیادہ ہوئے، اور مشرکین تسلیم ہو گئے، اور ان کا جھوٹا وقار اور جوش ختم ہو گیا اور کفر کی آتش خاموش ہو گئی اور ہرج و مرج اور شورش ختم ہو گیا، اور دین کا نظام مستحکم ہو گیا

اے انصار! اب حیران ہو کر کہاں جا رہے ہو؟ حقائق کے معلوم ہو جانے کے بعد اب کیوں چھپ رہے ہو؟ کیوں ایمان لے آنے کے بعد مشرک ہو رہے ہو؟ بدحال ہو ان لوگوں کا جنہوں نے اپنے ایمان اور عہد اور پیمان کو توڑ ڈالا ہو اور ارادہ کیا ہو کہ رسول خدا کو شہر سے باہر نکال دیں اور ان سے جنگ کا آغاز کریں، کیا ان سے ڈرتے ہو؟ حالانکہ تمہیں تو صرف خدا سے ڈرنا چاہئے تھا۔ لوگو! میں تو دیکھ رہی کہ تم پستی کی طرف جا رہے ہو، اس آدمی کو جو حکومت کرنے کا اہل ہے اسے دور ہٹا رہے ہو اور تم گوشے میں بیٹھ کر عیش اور روش

میں مشغول ہو گئے ہو، زندگی کی وسعت کے وسیع میدان سے فرار کر کے راحت طلبی کے چھوٹے میدان میں چلے گئے ہو، تو کچھ تمہارے اندر تھا اسے تم نے ظاہر کر دیا ہے اور جو کچھ پی چکے تھے اسے اگل دیا ہے لیکن آگاہ رہو کہ اگر تم اور روئے زمین کے لوگ کافر ہو جائیں تو خدا تمہارا محتاج نہیں ہے۔

اے لوگو! جو کچھ مجھے کہنا چاہیے تھا میں نے کہہ دیا، میں جانتی ہوں اور جانتی ہوں کہ تم میری مدد نہیں کرو گے، میں نے یہ جملے غم میں سانس لے کر دل میں کہہ دیا تھا، جس کو میں نے حجت تمام کرنے کے لئے ظاہر کر دیا ہے تاکہ تم پر حجت تمام ہو جائے، اب فدک اور خلافت کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو لیکن تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس میں مشکلات اور دشواریاں موجود ہیں اور اس کا ننگ و عار ہمیشہ کے لئے تمہارے دامن پر باقی رہ جائے گا، اس جانی کا مشغلہ اور غضب اس پر مزید ہو گا اور اس کی سزا جہنم کی آگ ہو گی، اللہ تعالیٰ تمہارے کردار سے آگاہ ہے، بہت جلد ستمگار اپنے اعمال کے نتائج دیکھ لیں گے۔ لوگو میں تمہارے اس نبی کی بیٹی ہوں کہ جو تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا تھا تو جو کر سکتے ہو کرو، ہم بھی تم سے انتقام لیں گے، تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں۔

[illegible] کتاب بلاغات النساء، تالیف احمد بن ابی طاہر متوفی [illegible] ہجری [illegible]

خلیفہ کا ردِ عمل ۱

حضرت زہراؑ نے جب اپنے بیان کو سرِ مجلس میں جناب ابوبکر کے سامنے کمال شجاعت سے بیان کر دیا اور بڑی مدلل اور مضبوط تقریر میں جناب ابوبکر سے فدک لینے کی وضاحت طلب کی اور ان کے جابرانہ فیصلے کو ظاہر کیا اور جو حق مقصود ہے اس کے کامل دلائل کو بیان فرمایا۔

لوگ سخت پریشان ہوئے اور اکثر لوگوں کے افکار جناب زہراؑ کے حق میں ہو گئے۔ جناب ابوبکر سخت کشمکش میں گھر گئے کہ اگر وہ عام لوگوں کے افکار کے مطابق فیصلہ دے دیں اور فدک جناب زہراؑ کو واپس لوٹا دیں تو ان کے لیے دو مشکلیں ہیں۔

ایک یہ انہوں نے سوچا کہ حضرت زہراؑ اس معاملے میں کامیاب ہو گئیں اور ان کی بات تسلیم کر لی گئی تو سبب اس کا ڈر ہے کہ وہ کل پھر اس کی دعویٰ خلافت اپنے شوہر کو دے دینے کا مطالبہ کریں گی اور پھر پرجوش تقریر سے اس کا آغاز کریں گی۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ میں نے علی بن فارقی سے جو مدرسہ غربیہ بغداد کے استاد تھے عرض کی کہ جناب فاطمہؑ اپنے دعوے میں سچی تھیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں سچی تھیں۔ تو میں نے کہا کہ جناب ابوبکر جانتے تھے کہ سچی ہیں تو فدک ان کو واپس کیوں نہ کیا؟ استاد نے ہنس کر ایک عمدہ جواب دیا اور کہا اگر اس دن فدک فاطمہؑ کو دے دیتے تو دوسرے دن وہ واپس آتیں اور خلافت کا اپنے شوہر کے لیے مطالبہ کرتیں اور جناب ابوبکر کو خلافت کے مقام سے معزول فرما دیتیں کیونکہ جب پہلے بھی اقرار کر چکے ہوتے تو ان کے لیے کوئی عذر پیش کرنا ممکن نہ ہوتا۔

دوسرے اگر جناب ابوبکر جناب فاطمہؑ کی تصدیق کر دیتے تو بعد میں بھی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا اس طرح سے خلافت کے خاتمے کی ابتدا ہو جاتی اور اعتراف کا دروازہ کھل جاتا۔ اس قسم کا خطرہ حکومت اور خلافت کے لیے قابل تحمل نہیں ہوا کرتا۔

اب جناب ابوبکر اس وقت ایسے منظر سے دوچار تھے کہ فدک کا معاملہ سب کو بھول جائے اس قسم کے واقعات کے دوسرے لوگوں کے ذہن سے بھی بھلا دیا جائے۔ آپ نے سوچا کہ وقت کی موجودہ حالت میں امت کے عمومی افکار کو جناب زہراؑ نے جس طرح سے متاثر کیا ہے یہ مصلحت نہیں کہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے بلکہ ان کے دعویٰ کا جواب دیا جانا چاہیے اور عمومی افکار کو ٹھنڈا کیا جائے۔ بس یہی اچھا ہے کہ دوسری بات پر دیگر توجہ دی جائے اور عوام کو غفلت میں رکھا جائے اور دین اور قوم کے احترام کے نام سے جناب فاطمہؑ کو چپ کرایا جائے اور اپنی تقصیر کو ثابت کیا جائے۔ جناب ابوبکر نے سوچا کہ دین کی حمایت اور پیغمبرؐ کی دستوروں کے فرمان سے لوگوں کے دلوں کو متوجہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے ذریعے ہر چیز کو یہاں تک کہ خود دین کو بھی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ جی ہاں دین سے بڑھ کر کسی کے مقابلہ میں دین کے ساتھ ہی مقابلہ کیا جاتا ہے

۱۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۸۴۔

ASSOCIATION KHOJA SHIA ITHNA ASHERI JAMATE MAYOTTE

جناب ابوبکر کا جواب

رسول اللہؐ کی بیٹی کے قوی و منطقی اور مدلل دلائل کے سامنے میں جناب ابوبکر نے ایک عاجزانہ روش اختیار کی اور کہا اے رسول خداؐ کی دختر آپ کے باپ مومنین پر مہربان اور رحیم اور بلاشک محمدؐ آپ کے باپ ہیں نہ دوسری عورت کے۔ آپ بھی اور آپ کے شوہر کے بھائی ہیں اور علیؑ کو تمام لوگوں پر ترجیح دیا کرتے تھے جو شخص آپ کو دوست رکھے گا وہی نجات پائے گا اور جو شخص آپ سے دشمنی کرے گا وہ خسارے میں رہے گا آپ پیغمبرؐ کی عترت ہیں، آپ نے ہمیں خیر و صلاح اور بہشت کی طرف ہدایت کی ہے اے عورتوں میں سے بہترین عورت اور بہترین پیغمبرؐ کی دختر، آپ کی عظمت اور آپ کی صداقت اور فضیلت اور عقل کسی پر مخفی نہیں ہے۔ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آپ کو آپ کے حق سے محروم کرے لیکن خدا کی قسم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے تجاوز نہیں کرتا جو کام بھی انجام دیتا ہوں آپ کے والد کی اجازت سے انجام دیتا ہوں قافلہ کا سردار تو قافلے سے جھوٹ نہیں بولتا خدا کی قسم میں نے آپ کے والد سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ ہم پیغمبرؐ سوائے علم و دانش اور نبوت کے گھر اور جائیداد وراثت میں نہیں چھوڑتے جو مال ہمارا باقی رہ جائے وہ مسلمانوں کے خلیفہ کے اختیار میں ہوگا میں فدک کی آمد سے اسلحہ خریدتا ہوں اور کفار سے جنگ کروں گا، ہاں اگر آپ کو خیال ہو کہ میں نے تنہا فدک پر قبضہ کیا ہے تو اس اقدام میں تمام مسلمان میرے

موافق اور شریک ہیں۔ البتہ میرا ذاتی مال آپ کے اختیار میں ہے جتنا چاہیں لے لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے والد کے دستورات کی مخالفت کروں۔

جناب فاطمہؑ کا جواب

جناب فاطمہؑ نے جناب ابوبکر کی اس تقریر کا جواب دیا۔ سبحان اللہ میرے باپ قرآن مجید سے روگردانی نہیں کر سکتے اور اسلام کے احکام کی مخالفت نہیں کرتے تھے کیا تم نے اجماع کر لیا ہے کہ خلاف واقع عمل کرو اور پھر اسے میرے باپ کی طرف نسبت دو؟ تمہارا یہ کام اس کام کے مشابہ ہے جو تم نے میرے والد کی زندگی میں انجام دیا کیا خدا نے جناب زکریاؑ کا قول قرآن میں نقل نہیں کیا جو خدا سے عرض کر رہے تھے

فهب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من آل یعقوب[1]

خدایا مجھے ایسا فرزند دے جو میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ کیا قرآن میں یہ نہیں ہے

وورث سلیمان داؤد[2]

سلیمان داؤد کے وارث ہوئے کیا قرآن میں وراثت کے احکام موجود نہیں ہیں؟ کیوں نہیں یہ تمام مطالب قرآن میں موجود ہیں اور نہیں جو اس

---

[1] سورہ مریم آیت ۵

[2] سورہ نمل آیت ۱۶۔

کی اطلاع ہے، لیکن تمہارا دودھ ختم نہ کرنے کا سبب اور میرے لئے بھی سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں

جناب ابوبکر نے اس کا جواب دیا کہ خدا اور رسولؐ اور تم سچ کہتی ہو، لیکن یہ تمام مسلمان میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ کریں گے کیونکہ انہوں نے مجھے خلافت کی کرسی پر بٹھایا ہے اور میں نے ان کی رائے پر فدک لیا ہے۔ملے

جناب ابوبکر نے ظاہر سازی اور عوام کو خوش کرنے والی تقریر کر کے ایک حد تک عوام کے احساسات اور افکار کو ٹھنڈا کیا، اور عمومی افکار کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

جنابِ خلیفہ کا ردّ عمل

مجلس درہم برہم ہوگئی لیکن پھر

بھی اس مطلب کی رسید حد جوش میں ہوئی اور صحابہ کے درمیان جناب زہراؑ کی تقریر کے موضوع پر گفتگو شروع ہوگئی اور اس حد تک یہ مطلب موضوع بحث ہوگیا کہ جناب ابوبکر مجبور ہوگئے کہ سخت بے حد درشتی سے پیش آئیں۔

لکھا ہے کہ جناب زہراؑ کی تقریر نے مدینہ کو جو سلطنت اسلامی کا دارالخلافہ تھا منقلب کر دیا، لوگوں کے اعتراض اور گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں، لوگ اتنا روئے کہ اس سے پہلے اتنا کبھی نہ روئے تھے

ملے احتجاج طبرسی، ج ۱ ص ۱۲۱۔

جناب ابوبکر نے جناب عمر سے کہا تم نے فدک فاطمہؑ کو دے دینے سے مجھے کیوں روکا اور مجھے اس قسم کی مشکل میں ڈال دیا، اب بھی اچھا ہے کہ ہم فدک کو واپس کر دیں اور اپنے آپ کو پریشانی میں نہ ڈالیں

جناب عمر نے جواب دیا فدک کے واپس کر دینے میں مصلحت نہیں اور یہ تم جانتے ہو کہ میں تیرا خیرخواہ اور ہمدرد ہوں۔ جناب ابوبکر نے کہا کہ لوگوں کے احساسات جو ابھر چکے ہیں ان سے کیسے نپٹا جائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ احساسات وقتی اور عارضی ہیں اور بادل کے ٹکڑے کے مانند ہیں۔ تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو، مسلمانوں کے بیت المال میں اضافہ کرو اور صلہ رحمی کا لحاظ رکھو تاکہ خدا تیرے گناہوں کو معاف کر دے، اس واسطے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ حضرت ابوبکر نے ہاتھ جناب عمر کے کندھے پر رکھا اور کہا شاباش تم نے کتنی مشکل کو حل کر دیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے لوگوں کو مسجد میں بلایا اور منبر پر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا لوگو! یہ شور اور کام کیا ہے، ہر کہنے والا آرزو رکھتا ہے، یہ خواہش رسولؐ کے زمانے میں کیوں نہیں، جس نے سنا ہو کہے، اس طرح نہیں ہے بلکہ اس کا مثال اس لومڑی جیسی ہے کہ جس کی گواہ اس کی دم تھی۔

اگر میں کہنا چاہوں تو کہہ سکتا ہوں اور اگر کہوں تو بہت سے اسرار واضح کر دوں لیکن جب تک مجھ سے کوئی کام نہیں میں ساکت رہوں گا۔ اب لڑکی سے مدد لے رہے ہیں اور عورتوں کو ابھار رہے ہیں۔

نے رسول خدا کے اصحاب سے بعض نادانوں کی داستان سنی ہے حالانکہ تم سب کے سردار ہو کر رسول خدا کے دستور کی پیروی کرو تم نے رسول کو گواہی دی تھی اور مدد کی تھی اس لیے [illegible] ہے کہ تم رسول خدا کے دستور سے انحراف نہ کرو [illegible] حقوق [illegible] اور [illegible] کوشش نہیں کروں گا اور ہاتھ اور زبان سے کسی کو اذیت نہیں دوں گا مگر اسے جو سزا کا مستحق ہو گا۔

جناب ام سلمہ کی حمایت

اس وقت جناب ام سلمہ نے اپنا سر گھر سے باہر نکالا اور کہا اے ابوبکر! [illegible] گفتگو اس عورت کے متعلق کر رہے ہو جسے فاطمہ کہتے ہیں [illegible] انسانوں کی شکل میں حور ہے اس نے پیغمبر کے دامن میں پرورش پائی [illegible] فرشتوں سے مصافحہ کرتی تھی اور پاکیزہ گود میں پرورش پائی ہے [illegible] ماحول میں ہوش سنبھالا ہے آیا گمان کرتے ہو کہ رسول خدا نے جناب فاطمہ کو ارث سے محروم کیا ہے لیکن خود اس کو نہیں بتلایا؟ حالانکہ خدا پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو انذار کرو اور ڈراؤ [illegible] پیغمبر نے تو اسے بتلایا ہو لیکن وہ اس کے باوجود [illegible] کا سوال کر رہی ہو حالانکہ وہ عالم کی عورتوں سے بہتر ہے اور بہترین جوانوں کی ماں ہے

۱۔ دلائل الامامہ ص ۳۹۔

اور جناب مریم کے ہم پلہ ہے اور اس کا باپ خاتم پیغمبران ہے خدا کی قسم رسول خدا فاطمہ کی گرمی اور سردی سے حفاظت کیا کرتے تھے اور سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ فاطمہ کے نیچے اور بایاں ہاتھ اس کے جسم پر رکھا کرتے تھے [illegible] سو جاؤ [illegible] رسول خدا [illegible] آنکھوں کے سامنے ہیں اور جلد ہی تم خدا کے حضور وارد ہو گے اور اپنے کئے کا نتیجہ دیکھو گے۔ جناب ام سلمہ نے جناب فاطمہ کی حمایت کی لیکن انہیں ایک سال تک حقوق سے محروم کر دیا گیا۔

قطع کلامی

جب جناب زہراؑ نے دیکھا کہ اس کے باوجود بھی [illegible] کو [illegible] رکھیں آپ نے [illegible] کلام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور رسمی طور پر جناب ابوبکر کے متعلق اعلان کر دیا کہ [illegible] جب تک زندہ ہوں گفتگو اور کلام نہیں کروں گی۔ آپ کا جہاں کہیں بھی جناب ابوبکر سے سامنا ہو جاتا تو آپ منہ پھیر لیتیں اور ان سے کلام نہ کرتی تھیں۔

مگر جناب فاطمہؑ ایک عام فرد نہ تھیں کہ اگر انہوں نے آپ سے قطع کلامی کی تو وہ چنداں اہمیت نہ رکھتی ہو، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزیز تھیں رسول خدا کی حد سے زیادہ محبت کسی پر پوشیدہ نہ

۱۔ [illegible]

۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص [illegible] ۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص [illegible] ۔

تھی۔ اب وہ ہیں کہ جن کے متعلق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جو اسے اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی ہے۔[1]

اور آپ فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ ان عورتوں میں سے ہیں کہ جن کے دیدار کے لئے بہشت مشتاق ہے۔[2]

اور آپ فرماتے تھے کہ اگر فاطمہؑ غضب کرے تو خداوند عالم غضب کرتا ہے۔[3]

جی ہاں، پیغمبرؐ خدا کی محبوب خاتون نے جناب ابوبکر سے قطع کلامی کی اور رنجیدگی سے آپ نے ان سے بات نہیں کی جب یہ بات لوگوں میں شائع اور مشہور ہوگئی کہ پیغمبرؐ کی دختر جناب ابوبکر سے رنجیدہ ہوئی ہیں اور ان پر غضبناک ہیں۔ مدینہ کے باہر بھی لوگ اس موضوع سے باخبر ہو چکے تھے تمام لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے تھے کہ جناب فاطمہؑ کیوں خلیفہ کے ساتھ بات نہیں کرتیں؟ ضرور اس کی وجہ وہی فدک کا زبردستی لے لینا ہوگا۔ فاطمہؑ تو جھوٹ نہیں بولتیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کسی پر غضبناک نہیں ہوتیں کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر فاطمہؑ غضب کرے تو خدا غضب کرتا ہے۔

۱۔ صحیح مسلم ج ۴ ص [illegible]

۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص [illegible]

۳۔ کشف الغمہ ج ۲ ص [illegible]

اس طرح ملت اسلامی کے احساسات روز بروز وسیع سے وسیع تر ہو رہے تھے اور خلافت کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ خلافت کے کارکن یہ تو کر سکتے تھے کہ جناب فاطمہؑ کے قطع روابط سے چشم پوشی کر لیتے لیکن انہوں نے کوشش کی کہ شاید وہ صلح کر لیں ان کے لئے ممکن نہ ہو سکا۔ فاطمہؑ اپنے ارادے پر ڈٹی ہوئی تھیں اور اپنے مسلّم حق کو ترک کرنے پر راضی نہ ہوئی تھیں۔

جب جناب فاطمہؑ بیمار ہوئیں تو جناب ابوبکر نے کئی دفعہ جناب فاطمہؑ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن انہوں نے رد کر دیا۔ ایک دن جناب ابوبکر نے اس موضوع کو حضرت علیؑ کے سامنے پیش کیا اور آپ سے خواہش کی آپ جناب فاطمہؑ کی خدمت کا وسیلہ فراہم کریں۔ وہ آپ سے ملاقات کی اجازت حاصل کریں۔ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ کے پاس گئے اور فرمایا اے دختر رسولؐ جناب عمر اور ابوبکر نے ملاقات کی اجازت چاہی ہے آپ اجازت دیتی ہیں کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ جناب زہراؑ حضرت علیؑ کے حالات سے آگاہ تھیں آپ نے جواب دیا، گھر آپ کا ہے اور میں آپ کے اختیار میں ہوں جس طرح آپ مصلحت دیکھیں عمل کریں یہ فرمایا اور اپنے اوپر چادر ڈال لی اور اپنے منہ کو دیوار کی طرف کر دیا۔

جناب ابوبکر اور عمر گھر میں داخل ہوئے اور سلام کیا اور عرض کی اے پیغمبرؐ کی دختر ہم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں آپ سے خواہش کرتے ہیں کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ میں ایک بات تم سے پوچھتی ہوں اس کا مجھے جواب دو۔ انہوں نے عرض کی فرمایئے۔ آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ کیا تم نے میرے باپ سے یہ سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ

فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو اسے اذیت دے اس نے مجھے اذیت دی۔ انہوں نے عرض کیا ہاں ہم نے یہ بات آپ کے والد سے سنی ہے۔ اس وقت آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے میرے خدا گواہ رہ کہ ان دو آدمیوں نے مجھے اذیت دی ہے ان کی شکایت تیری ذات اور تیرے پیغمبرؐ سے کرتی ہوں میں ہرگز راضی نہ ہوں گی یہاں تک کہ اپنے بابا سے جا ملوں اور وہ زیادتیں جو انہوں نے مجھ پر کی ہیں ان سے بیان کر دوں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں جناب ابوبکر جناب زہراؑ کی یہ بات سننے کے بعد بہت غمگین اور مضطرب ہوئے لیکن حضرت عمر نے کہا اے رسولؐ کے خلیفہ ایک عورت کی گفتگو سے ناراحت ہو رہے ہو۔[1]

یہاں پڑھنے والوں کے دلوں میں یہ بات آ سکتی ہے کہ وہ کہیں کہ اگرچہ جناب ابوبکر نے جناب فاطمہؑ سے فدک لے کر اچھا کام نہیں کیا تھا لیکن جب وہ پشیمانی اور ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تو مناسب ہی تھا کہ ان کا عذر قبول کر لیا جاتا۔ لیکن اس نکتہ سے غافل نہیں رہنا چاہیے کہ حضرت زہراؑ کے مبارزے کی اصل علت اور وجہ خلافت تھی فدک کا زبردستی لے لینا اس کے ذیل میں آتا تھا اور خلافت کا غصب کرنا ایسی چیز نہ تھی کہ جسے معاف کیا جا سکتا ہو اور اس سے چشم پوشی کی جا سکتی ہو۔ پھر جناب زہراؑ جانتی تھیں کہ حضرت ابوبکر یہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ اس اقدام سے عوام کو دھوکے میں رکھا جا سکے اور وہ اپنے کردار پر نادم اور پشیمان رہے کیونکہ اس کا طریقہ عقلاء کے لحاظ سے یہ تھا کہ وہ حکم دیتے کہ فدک کو جناب فاطمہؑ کے حوالے

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۱۹۸۔

کر دو اور اس کے بعد آپ آتے اور معاف کر دینے کی خواہش کرتے ورنہ یہ کہنے کہ ہم اپنے اس اقدام پر پشیمان اور نادم ہو چکے ہیں تو اس بات کو صداقت پر محمول کیا جا سکتا تھا۔

شب میں تدفین

جناب زہراؑ اپنے ہدف اور مقصد میں اس قدر استقامت رکھتی تھیں کہ اس کے لئے اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں بھی مبارزہ کرتی رہیں تاکہ اپنے مبارزہ کو اس حد تک پہنچائیں کہ پڑھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کے لئے کیسے ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنے مبارزہ اور مقابلے کو موت کے بعد بھی باقی رکھے لیکن فاطمہؑ کہ جس نے دین کے گھر میں تربیت حاصل کی تھی ایسا ہونا چاہتی تھیں کہ ان کا مبارزہ اور مقابلہ موت کے وقت تک ختم نہ ہو جائے۔ جناب زہراؑ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنے شوہر علیؑ کو وصیت کی اے علیؑ مجھے رات کو غسل دینا اور رات کو کفن دینا اور مخفی طور پر دفن کرنا۔ میں راضی نہیں ہوں کہ جن لوگوں نے میرا پہلو زخمی کیا ہے میرا حق غصب کیا ہے اور میرے ارث پر قبضہ کیا ہے وہ میرے جنازے کی تشییع کریں۔ میری قبر کو بھی مخفی کر دینا۔ حضرت علیؑ نے بھی جناب زہراؑ کی وصیت کے مطابق آپ کو رات میں دفن کیا اور آپ کی قبر کو ہموار کر دیا اور چالیس قبریں نئی بنائیں کہ کہیں آپ کی قبر پہچانی نہ جائے۔[1]

حضرت زہراؑ نے اس منصوبے اور نقشے سے اپنے حریف پر آخری وار

۱۔ دلائل الامامہ۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳ ص ۳۶۳۔

کیا اور ایک دن وہ مسموم ہو کر مظلومیت اور محکومیت کی زندگی کے لیے
ستم سے لئے باقی چھوڑ گئیں

کیونکہ ہر مسلمان یہ چاہے گا کہ اسے علم ہو کہ پیغمبر اسلام کی دختر کی قبر کہاں ہے جب اسے معلوم ہوگا کہ اس کی قبر معلوم نہیں ہے تو پوچھے گا کیوں؟ جواب ملے گا کہ خود جناب زہراؑ نے وصیت کی تھی کہ اس کی قبر مخفی رکھی جائے۔ اس وقت اسے قبر کے مخفی ہونے کی علت معلوم ہو جائے گی اور کہے گا کہ آپ وقت کی خلافت سے ناراض تھیں اور آپ کا غضب رہا اس لحاظ سے وہ بیدار ہو اس وقت سوچے گا کہ ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام کی دختر ان تمام فضائل اور کمالات کے باوجود اپنے باپ کے جانشین سے ناراض ہوں اور پھر اس کی خلافت بھی درست اور صحیح ہو؟ یہ چیز ممکن نہیں پس معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی خلافت جبرًا اور ان کے شوہر کے نظریہ کے خلاف وقوع ہوئی تھی جو کسی طرح بھی صحیح قرار نہیں دی جا سکتی۔

نتیجہ

گرچہ جناب ابوبکر جناب زہراؑ کے دلائل اور صدر رسالت کے سامنے ڈٹے رہے اور حاضر نہ ہوئے کہ فدک جناب فاطمہؑ کو واپس کریں لیکن اس حضرت زہراؑ نے اپنی مبارزات کے ذریعے خلافت اسلامی اور حکومت کی رسوائی اور اپنی حقانیت کو ثابت کر دیا۔ پس فدک خلافت کے لئے ایک مستقل مشکل اور دستاویز بن گیا جو ان کے گلے میں پھنس کر رہ گیا بہت مدت تک وہ حکومت کا نقطہ ضعف اور ایک اہم پروپیگنڈا اس کے خلاف شمار ہوتا رہا کہ جس کے حل سے عاجز تھے۔ کسی حکومت کے وقت

حاصل کرنے کے لئے فدک ان کو دے دیا جاتا تھا اور کبھی ان سے خشک ہوتے تھے تو واپس لے لیا جاتا تھا۔ جب معاویہ کے ہاتھ میں اقتدار آیا تو اس نے فدک کا ایک تہائی مروان کو اور ایک تہائی عمر بن عثمان کو اور ایک تہائی اپنے بیٹے یزید کو بخش دیا۔ مروان کی خلافت کے زمانے میں پورا فدک اس کے اختیار میں تھا اور اس نے اسے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو دے دیا، عبدالعزیز نے اسے اپنے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو دے دیا اور جب عمر بن عبدالعزیز خلافت پر متمکن ہوا تو فدک کو جناب حسن بن حسن یا علی بن حسین کو واپس کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے دور میں فدک جناب فاطمہؑ کی اولاد کے ہاتھ میں رہا اور جب یزید بن عاتکہ کو حاکم بنایا گیا تو اس نے فدک جناب فاطمہؑ کی اولاد سے لے لیا اور پھر بنی مروان کے قبضے میں دے دیا، یہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ خلافت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ جب سفاح خلافت پر قابض ہوا تو اس نے فدک جناب عبداللہ بن حسن کو دے دیا اور جب ابوجعفر عباسی اولاد حسن پر غضبناک ہوا تو فدک ان سے واپس لے لیا اس کے بعد مہدی عباسی نے فدک فاطمہؑ کی اولاد کو واپس کر دیا، اس کے بعد موسیٰ بن مہدی اور ہارون نے اسے واپس لے لیا اور اس کے پاس مامون کے حاکم بننے تک رہا اور اس نے پھر فاطمہؑ کی اولاد کو واپس کر دیا۔

ایک دن مامون قضاوت کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک خط اسے دیا گیا جب اس نے اسے پڑھا تو رو دیا اس کے بعد کہا کہ فاطمہؑ کا وکیل کون ہے اور کہاں ہے؟ ایک بوڑھا آدمی اٹھا اور اس کے نزدیک گیا۔ مامون نے فدک کے بارے میں اس سے مباحثہ شروع کر دیا وہ بوڑھا اس پر غالب آیا۔ تو

مامون نے حکم دیا کہ فدک کو قبالہ کی صورت میں لکھ کر انہیں دے دیا جائے۔ اس کے بعد یہ فاطمہ کی اولاد کے پاس متوکل کے زمانے تک رہا اس نے فدک کو عبداللہ بن عمر بازیار کو دے دیا۔

فدک میں کھجور کے گیارہ درخت ایسے تھے کہ جنہیں خود رسول اللہ نے لگایا تھا فاطمہ کی اولاد ان درختوں سے کھجوریں حج کے موقع پر حاجیوں کو ہدیہ دیتی اور حاجی ان کے عوض ان کی اچھی خاصی مدد کر دیتے اور ان کے پاس اس ذریعہ سے بہت سا مال اکٹھا ہو جاتا۔ عبداللہ بن عمر بازیار نے بشران بن ابی امیہ ثقفی کو بھیجا اور اس نے درختوں کو کٹوا دیا۔[۱]

جناب فاطمہ کے مبارزات کا یہ نتیجہ تھا کہ جناب عمر باوجود اس سختی کے جو ان کے وجود میں تھی، جناب فاطمہ کو صدقات مدینہ بلکہ جو بھی جناب فاطمہ کے ادّعا میں داخل تھے انہیں واپس کر دیئے تھے۔[۲]

۱۔ شرح ابن ابی الحدید، ج [illegible] ص [illegible]۔

۲۔ کشف الغمہ، ج [illegible] ص [illegible]۔

حصہ ششم

جناب فاطمہ موت کے نزدیک

جناب فاطمہؑ آپ کی وفات کے بعد جیسے سے زیادہ روئیں رہیں اور اسی طرح تھوڑی مدت میں بھی اتنا روئیں کہ آپ کو زیادہ رونے والوں میں سے ایک قرار دیا گیا آپ کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا[1]

جناب زہراؑ کے رونے کے مختلف عوامل اور سبب تھے سب سے زیادہ اہم سبب کہ جو آپ کی مجبور اور حساس روح کو ناراحت کرتا تھا وہ یہ تھا کہ آپ دیکھ رہی تھیں کہ اسلام کی جوان ملت اپنے حقیقی اور صحیح راستے سے ہٹ گئی ہے اور ایک ایسے راستے پر گامزن ہو گئی ہے کہ جس کا انجام اور نتیجہ اس کا ہم ہے

چونکہ حضرت زہراؑ نے اسلام کی ترقی اور پیشرفت کو دیکھا تھا آپ کو توقع تھی کہ اس طرح اسلام ترقی کرے گا اور تھوڑی سی مدت میں کفر و شرک کو ختم کر دے گا اور ستم کا قلع قمع کر دے گا لیکن خلافت سے علیؑ کے دور ہونے کی غیر متوقع صورت حال نے آپ کی امیدوں کے محل کو یکدم گرا دیا

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ حصہ ۲ ص ۸۴

یک دن جب ام سلمہؓ جناب فاطمہؑ کے پاس آئیں اور عرض کی کہ بنت رسول کی رات کیسے گزری؟ آپ نے فرمایا غم و اندوہ میں گزری۔ باپ سے جدا ہو گئی اور شوہر کی خلافت سے الگ ہو گئی۔ اللہ اور رسولؐ کے دستور کے خلاف امامت اور خلافت کو علیؑ سے چھین لیا گیا کیونکہ ان لوگوں کو علیؑ سے کینہ تھا چونکہ ان لوگوں کے باپ دادا کو بدر کی جنگ میں قتل کر چکے تھے۔[1]

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے ایک دن اپنے باپ کی قمیص مجھ سے طلب کی جب میں نے ان کی قمیص لا کر دی تو آپ نے سونگھا اور رونا شروع کر دیا اور اتنا روئیں کہ آپ بیہوش ہو گئیں میں نے جب یہ حالت دیکھی تو میں نے آپ کی قمیص ان سے چھپا دی۔[2]

روایت میں ہے کہ جب پیغمبرؐ وفات پا گئے تو بلال نے جو آپ کے مؤذن تھے اذان دینی بند کر دی تھی ایک دن جناب فاطمہؑ نے پیغام بھیجا کہ میری خواہش ہے کہ میں ایک دفعہ اپنے باپ کے مؤذن کی اذان سنوں بلال نے جناب فاطمہؑ کے حکم پر اذان دینی شروع کی اور اللہ اکبر کہا جناب فاطمہؑ کو اپنے باپ کے زمانے کی یاد آئی اور رونے پر قابو نہ پا سکیں اور جب بلال نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو جناب فاطمہؑ نے باپ کے نام سنتے ہی ایک چیخ ماری اور غش کر گئیں۔ بلال کو خبر دی گئی کہ اذان دینا بند کر دو کیونکہ فاطمہؑ بیہوش ہو گئی ہیں۔ بلال نے اذان روک دی جب جناب فاطمہؑ کو ہوش آیا تو بلال سے کہا کہ اذان کو پورا کرو۔ بلال نے عرض کی کہ آپ اگر اجازت دیں

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۵۶۔

۲۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۵۷

تو باقی ادوار یہ کہوں کیوں کہ مجھے آپ سے بے ہوش ہونے کا خوف ہے۔[1]

جناب فاطمہؑ اس قدر روئیں کہ آپ کے رونے سے ہمسائے تنگ آگئے وہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی کہ ہمارا سلام جناب فاطمہؑ کو پہنچا دیں اور ان سے کہیں کہ یا رات کو روئیں اور دن کو آرام کریں یا دن کو روئیں اور رات کو آرام کریں کیونکہ آپ کے رونے نے ہمارا آرام ختم کر دیا ہے جناب فاطمہؑ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میری عمر ختم ہونے کو ہے میں زیادہ دیر تک تم میں موجود نہ رہوں گی۔ آپ دن میں امام حسنؑ اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑتیں اور جناب رسول خداؐ کی قبر پر چلی جاتیں اور وہاں رویا کرتیں اور اپنے بچوں سے کہتیں میرے پیارو یہ تمہارے نانا کی قبر ہے کہ جو تمہیں کندھے پر اٹھایا کرتے تھے اور تمہیں دوست رکھتے تھے اس کے بعد آپ بقیع کے قبرستان میں شہداء کی قبر پر جاتیں اور صدر اسلام کے سپاہیوں پر گریہ کرتیں حضرت علیؑ نے آپ کے آرام کے لئے بقیع میں سائبان بنا دیا تھا کہ جسے بعد میں بیت الحزن کے نام سے پکارا جانے لگا۔[2]

انس کہتا ہے کہ جب ہم پیغمبرؐ کے دفن سے فارغ ہوچکے اور گھر واپس لوٹ گئے تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے انس کس طرح راضی ہوئے کہ پیغمبرؐ کے بدن پر مٹی ڈالو۔[3]

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۷۷۔

۲۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص 175۔

۳۔ [illegible] ابن الاثیر ج ... ص ... ۔ طبقات ابن سعد ج ۲ قسم ۲ ص ۸۳۔

محمود بن لبید کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ اپنے والد کی وفات کے بعد جناب حمزہؑ کی قبر پر گریہ کرتی تھیں ایک دن میں اُحد کے شہداء سے گزر رہا تھا تو میں نے فاطمہؑ کو دیکھا کہ جناب حمزہؑ کی قبر پر سخت گریہ کر رہی ہیں میں نے صبر کیا یہاں تک کہ آپ نے توقف کیا میں سامنے گیا، وہاں سلام کیا اور عرض کی اے میری سردار آپ نے اپنے اس ناگوار گریہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے حق پہنچتا ہے کہ اس طرح کا گریہ کروں کیونکہ میں نے کیسے مہربان باپ اور پیغمبروں میں بہترین پیغمبر اپنے ہاتھ سے کھو دیا ہے دیکھنا آپ کی زیارت کا مجھ میں کتنا شوق موجود ہے۔ میں نے عرض کی اے میری سردار میں دوست رکھتا ہوں کہ آپ سے ایک مسئلہ پوچھوں آپ نے فرمایا کہ پوچھو میں نے عرض کیا رسول خداؐ نے اپنی زندگی میں حضرت علیؑ کی امامت کی تصریح کر دی تھی آپ نے فرمایا تعجب ہے۔ کیا تم نے غدیر کا واقعہ بھلا دیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ غدیر کا واقعہ تو میں جانتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں یہ معلوم کروں کہ جناب رسول خداؐ نے اس بارے میں آپ سے کیا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا گواہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد علیؑ میرا خلیفہ اور امام ہے اگر اس کی اطاعت کی تو ہدایت پا جاؤ گے اور اگر اس کی مخالفت کی تو قیامت کے دن تک تم میں اختلاف موجود رہے گا۔[1]

۱۔ ریاحین الشریعہ ج ۱ ص ۲۵۴

فاطمہؑ بیماری کے بستر پر

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب قنفذ کی ان ضربات سے جو اس نے جناب فاطمہؑ کے نازنین جسم پر لگائی تھیں آپ کے بچے کا اسقاط ہو گیا اور اسی وجہ سے آپ ہمیشہ بیمار اور ضعیف رہیں یہاں تک کہ آپ بستر سے لگ گئیں۔

حضرت علیؑ اور جناب اسماء بنت عمیس آپ کی تیمارداری کرتے رہے۔

ایک دن انصار اور مہاجرین کی عورتوں کی ایک جماعت آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئی اور عرض کی اے رسول خداؐ کی دختر آپ کی حالت کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں دنیا سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی تمہارے مردوں سے جب ان کا امتحان کر چکی ہوں تو دلگیر ہوں اور انہیں دور پھینک دیا ہے اور ان کے ہاتھ سے ملول خاطر ہوں۔ ان کی شمشیر کند اور سست عقیدہ اور ان کی بدحالی پر اف ہو۔ کتنا برا انہوں نے کام انجام دیا ہے اور غضب الٰہی کے مستحق بنے ہیں۔ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں۔ ہم نے خلافت اور امامت کو ان کے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے لیکن اس کا عار و ننگ ان کے دامن پر ہمیشہ رہے گا، ظلم کرنے والوں پر ذلت اور خواری ہوا کرتی ہے ان کی حالت پر افسوس اور وائے ہو۔ کس طرح انہوں نے حضرت علیؑ سے خلافت کو چھینا ہے خدا کی قسم ان کا علیؑ سے دور رکھنا اس کے

۱؎ ۔ دلائل الامامۃ ص ۴۵ ۔ بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۱۷۰ ۔

۲؎ ۔ بحار الانوار، ج ۴۳ ص ۱۵۹

علاوہ اور کچھ نہ تھا کہ حضرت علیؑ کی کاٹنے والی تلوار اور سروری اور خدا کی راہ میں سخت حملہ کرنے سے خوش نہ تھے۔

خدا کی قسم اگر خلافت علیؑ کے ہاتھ سے نہ لی ہوتی اور علیؑ ان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ میں لیتے تو وہ بہت آسانی سے انہیں خوشی اور سعادت کی طرف ہدایت کرتے اور بہت جلد ریاست طلب کا حق اور بچے کا تھوڑے سے اختیار ہو جاتا، بہت جلد تم اپنے اعمال کی سزا پالیتے، ان لوگوں کا کام بہت زیادہ تعجب آور ہے۔ ایسا کیوں کیا انہوں نے؟ کس دلیل پر انہوں نے اعتماد اور تکیہ کیا ہے؟ کون سی رسی سے تمسک کیا ہے؟ اور کس خاندان کے خلاف انہوں نے اقدام کیا ہے؟ علیؑ کی جگہ کس کا انتخاب کیا ہے؟ خدا کی قسم علیؑ کی جگہ ادنیٰ لیاقت والے کو لے آئے، گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے، حالانکہ انہوں نے غیر معقول کام انجام دیا ہے۔ وہ خود بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے اصلاح کی جگہ فساد اور فتنے کو ایجاد کیا ہے۔ آیا وہ شخص جو لوگوں کو ہدایت کی طرف لے جائے پیروی کے لئے بہتر ہے یا وہ شخص جو اپنی ہدایت پانے کا دوسروں کی طرف محتاج ہو، تم کس طرح فیصلہ دیتی ہو؟ خدا کی قسم ان کے کردار اور آئندہ آنے والے حالات کا نتیجہ بعد میں ظاہر ہوگا لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سوائے تازہ خون اور قتل کرنے والے زہر کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔

اس وقت ظلم کرنے والوں کا نقصان میں ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ اب تم گویا واقعات کے لیے تیار ہو جاؤ اور کاٹنے والی تلواروں اور دائمی گڑبڑ اور ڈکٹیٹرشپ کا انتظار کرو۔ تب زمانے بیت المال کو لوٹیں گے اور تب زمانے ساتھ کو اپنی جیب میں ڈالیں گے تمہاری حالت پر افسوس۔ اس

طرح کیوں ہو گئے ہو؟ تمہیں علم نہیں کہ کس خطرناک راستے پر چل پڑے ہو؟ نتائج سے ناواقف ہو؟ کیا ہم تم کو ہدایت پر مجبور کر سکتے ہیں جب کہ تم ہدایت کی طرف جانے کو پسند نہیں کرتے[1]

زیادہ غم و اندوہ

جناب زہراؑ کی بیماری اور کمزوری کی وجہ صرف سادہ بیماری ہی نہ تھی بلکہ غم اور افکار و رنج زیادہ پریشانیاں تھیں آپ پر بہت زیادہ روحانی فشار کا موجب بنی ہوئی تھیں جب آپ اپنے چھوٹے سے کمرے میں چمڑے کے فرش پر کھال سے بنے ہوئے سرہانے پر تکیہ کئے سوئی ہوئی تھیں تو آپ پر مختلف قسم کے افکار ہجوم کرتے آہ کس طرح لوگوں نے میرے باپ کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور میرے شوہر سے خلافت کو لے لیا؟ خلافت کے لے لینے کے آثار اور خطرناک نتائج قیامت تک باقی رہیں گے جو خلافت ملت پر زبردستی اور جلد بازی سے مسلط کی جائے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی ترقی اور پیشرفت کی علت ان کا اتحاد اور اتفاق تھا وہ کتنا بڑا سرمایہ اور طاقت ان سے چھین گیا ہے؟ ان میں اندرونی اختلاف پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ اسلام کے اقتدار کی تمام جو طاقت تھی وہ پراگندگی اور اختلاف میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ اسلام کو انہوں نے کمزوری اور پراگندگی اور ذلت

---

[1] احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۴۹ ـ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۶۰ ـ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۳۳ ـ بلاغات النساء ص ۱۹

کے راستے پر ڈال دیا ہے۔

آہ کیا میں رسولؐ کی عزیزہ وہی فاطمہ نہیں ہوں جو اب بیماری کے بستر پر پڑی ہوئی ہوں اور میں امت کے حرمات سے درد و کرب سے نالاں ہوں اور موت کا مشاہدہ کر رہی ہوں؟ پس پیغمبر کی وہ تمام سفارشیں کہاں گئیں؟ خدایا علیؑ اس بہادری اور شجاعت کے باوجود کہ جو ان میں دیکھتی ہوں کس طرح گرفتار اور مجبور ہو گئے ہیں کہ اسلام کے مصالح کی حفاظت کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اپنے صحیح حق کے چھینے پر سکوت اختیار کر بیٹھے؟ آہ میری موت نزدیک ہو گئی اور جلدی سے عالم دنیا سے جا رہی ہوں اور دنیا کے غم اور غصے سے نجات حاصل کر رہی ہوں لیکن اپنے یتیم بچوں کا کیا کروں؟ حسنؑ اور حسینؑ، زینب اور کلثوم میرے بعد غم میں ہو جائیں گے؟ آہ کتنی مصیبت سر پر ان جگر گوشوں پر وارد ہوں گی میں نے کئی دفعہ اپنے باپ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میرے حسنؑ کو زہر دے دیں گے اور حسینؑ کو تلوار سے قتل کر دیں گے ابھی سے اس پیشین گوئی کی علامتیں ظاہر ہونے لگی ہیں

آپ کبھی اپنے چھوٹے سے حسینؑ کو گود میں لے کر ان کی گردن کا بوسہ لیتیں اور ان کے مصائب پر افسوس کرتیں اور کبھی آپ اپنے حسنؑ کو سینے سے لگا لیتیں اور ان کے معصوم ہونٹوں پر بوسہ دیتیں اور کبھی زینب و کلثوم پر نظر دوڑاتیں ان کی مصیبتیں اور واقعات کو یاد کرتیں اور ان کے لئے گریہ کرتیں۔

اسی قسم کے پریشان کرنے والے افکار جناب زہراؑ کو تکلیف اور رنج دیتے تھے اور آپ دن بدن کمزور اور ضعیف ہوتی جا رہی تھیں۔

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ جناب فاطمہ وفات کے وقت رو

رہی تھیں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ آپ کے مستقبل کے واقعات اور مصائب پر رو رہی ہوں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا آپ روئیں نہیں قسم خدا کی اس قسم کے واقعات میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہیں۱

ناپسندیدہ عیادت

مسلمانوں کی عورتیں اور پیغمبرؐ کی رشتہ دار عورتیں اور پیغمبرؐ کے خاص صحابہ کبھی کبھی جناب فاطمہؑ کی مزاج پرسی اور عیادت کرتے تھے لیکن جناب عمر اور ابوبکر آپ کی عیادت سے روکے گئے تھے کیونکہ جناب زہراؑ نے پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ قطع کلام رکھیں گی اس لیے آپ انہیں عیادت اور ملاقات کی اجازت نہ دیتی تھیں۔ آہستہ آہستہ اراکین خلافت میں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں جناب فاطمہؑ فوت نہ ہو جائیں اور وقت کے خلیفہ سے ناراض وہ انتقال کر گئیں تو یہ قیامت تک ان کے دامن پر ننگ اور عار کا دھبہ لگ جائے گا اس لیے وہ فوری افکار کے درپے تھے اور مصمم رہے کہ کسی طرح جناب فاطمہؑ کی عیادت کریں لہذا حضرت علیؑ سے انہوں نے اصرار اور مدد کی کہ ان کی ملاقات کے اسباب فراہم کریں۔ حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے پاس گئے اور فرمایا اے دختر رسولؐ ان دو آدمیوں نے آپ کی عیادت کرنے کی آپ سے اجازت چاہی ہے۔ آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟

۱۔ بحارالانوار ج ۴۳ ص [illegible]

حضرت زہراؑ حضرت علیؑ کی حالت سے خوب واقف تھیں آپ نے عرض کیا گھر آپ کا ہے اور میں آپ کے اختیار میں ہوں آپ جس طرح مصلحت دیکھیں اس پر عمل کریں۔ آپ نے ایک چادر لے کر سر کے اوپر چادر ڈال لی اور دیوار کی طرف منہ کر لیا۔ وہ دونوں آدمی اندر آئے اور سلام کیا اور احوال پرسی کی اور عرض کیا کہ ہم اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ میں ایک چیز تم سے پوچھنا چاہتی ہوں اس کا جواب دو۔ انہوں نے عرض کی کہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آیا تم نے رسول خداؐ سے یہ سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جو اسے اذیت دے گا اس نے مجھے اذیت دی ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں ہم نے یہ بات آپ کے والد سے سنی ہے۔ آپ نے اس کے بعد اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے میرے خدا تو گواہ رہنا کہ انہوں نے مجھے اذیت دی ہے۔ ان کی شکایت تجھ سے اور تیرے رسولؐ سے کروں گی۔ نہیں میں ہرگز تم سے راضی نہ رہوں گی یہاں تک کہ والد سے ملاقات کروں۔ تمہارے کردار اور رفتار کو ان سے بیان کروں گی تاکہ وہ ہمارے درمیان قضاوت کریں۲

فاطمہؑ کی وصیت

جناب زہراؑ کی بیماری تقریباً چالیس دن تک

۲۔ بحارالانوار ج ۴۳ ص [illegible]

اس وقت دونوں بزرگوار رو رہے تھے۔[1]

جناب زہراؑ نے اپنے مختصر جملوں میں اپنی زندگی کے دور کو سمو دیا۔ اپنی صداقت کے مقام اور پاکدامنی اور شوہر کی اطاعت کو اپنے شوہر سے منوا لیا۔ حضرت علیؑ نے بھی آپ کے علم و معرفت اور پرہیزگاری و صداقت اور دوسری صفات کا شکریہ ادا کیا اور اپنی بے پناہ محبت اور لگاؤ کو آپ کی نسبت ظاہر کیا۔ اس وقت وہ احساسات بھرے دو دل، زن و شوہر جو اسلام کے نمونہ اور درخشاں تھے۔ کس طرح ابھرے کہ دونوں اپنے رونے پر قابو نہ پا سکے اور کافی وقت تک وہ روتے رہے اور اپنی مختصر سی اور دوستی زندگی پر جو محبت و صفا اور مہر و صداقت سے پر تھی گریہ کرتے رہے اور ایک دوسرے کو غیر معنوی رجحانات اور گرفتاریوں اور مصائب پر روتے رہے تاکہ اپنی آنکھوں کے آنسو سے اس کی اندرونی آگ جو ان کے جسم کو جلا دینے کے در پے تھی ٹھنڈا کر سکیں۔

جب آپ کا گریہ ختم ہوا، حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھا اور فرمایا، اے پیغمبرؐ کی عزیز دختر جو آپ کا دل چاہتا ہے وصیت کریں اور مطمئن رہیں میں آپ کی وصیتوں سے تخلف نہ کروں گا۔ جناب فاطمہؑ نے یہ وصیتیں کیں:

ــــ مرد بغیر عورت کے زندگی نہیں بسر کر سکتا اور آپ کی مجبوری ہے شادی کریں میری خواہش ہے کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کیجیے

۱۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۹۱

طول پکڑ گئی لیکن ہر روز آپ کی حالت کمزور ہوتی جا رہی تھی اور آپ کی بیماری میں شدت آتی جا رہی تھی۔ آپ نے ایک دن حضرت علیؑ سے کہا اے ابن عم ــــ میں موت کے آثار اور علامتیں اپنے آپ میں مشاہدہ کر رہی ہوں مجھے گمان ہے کہ میں عنقریب اپنے والد سے ملاقات کروں گی میں آپ کو وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے بستر کے قریب آ بیٹھے اور کمرہ کو خالی کر دیا اور فرمایا اے دختر پیغمبرؐ جو کچھ آپ کا دل چاہتا ہے وصیت کیجیے اور یقین کیجیے کہ میں آپ کی وصیت پر عمل کروں گا۔ آپ کی وصیت کی انجام دہی کو اپنے دوسرے کاموں پر مقدم کروں گا۔ حضرت علیؑ نے جناب زہراؑ کے افسردہ چہرے اور حلقے پڑی ہوئی آنکھوں پر نگاہ کی اور رو دیئے۔ جناب فاطمہؑ نے پلٹ کر اپنی ان آنکھوں سے حضرت علیؑ کے غمناک اور پژمردہ مہربان چہرے کو دیکھا اور پکارے ابن عم میں نے آج تک آپ کے گھر میں جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی خیانت کی ہے اور کبھی آپ کے احکام اور دستورات کو پس پشت ڈالا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا آپ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور آپ کا تقویٰ اتنا قوی اور عالی ہے کہ آپ کے بارے میں اس کا احتمال تک نہیں دیا جا سکتا خدا کی قسم آپ کی جدائی اور فراق مجھ پر سخت ہے لیکن موت کے سامنے کسی کا چارہ نہیں۔ خدا کی قسم تم نے میرے مصائب تازہ کر دیئے ہیں، پیغمبرؐ کی بے وقت موت میرے لئے ایک دردناک حادثہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ مصیبت کتنی ناگوار اور دردناک ہے۔ خدا کی قسم دل چاک کر دینے والی مصیبت کو میں کبھی نہیں فراموش کروں گا۔ کوئی چیز اس مصیبت سے تسلی بخش نہیں ہو سکتی ہے

کہ، کیونکہ یہ میرے بچوں پر زیادہ مہربان ہے۔[۱]

۲۔ میرے بچے میرے بعد یتیم ہو جائیں گے ان سے محبت و نرمی سے پیش آنا، ان کو سخت لہجے سے نہ پکارنا، ان کی دلجوئی کے لیے ایک رات ان کے پاس رہنا ایک رات اپنی بیوی کے پاس۔[۲]

۳۔ میرا اس طرح کی کیفیت کا تابوت بنانا تاکہ میرا جنازہ اٹھاتے وقت میرا جسم نمایاں نہ ہو چونکہ آپ نے کبھی تابوت کی کیفیت بیان کی۔[۳]

۴۔ مجھے رات کو غسل دینا اور کفن پہنانا اور دفن کرنا اور ان افراد کو جنازے میں شرکت نہ دینا جنہوں نے میرا حق غصب کیا ہے اور مجھے اذیت اور آزار دیا ہے کہ وہ میرے جنازے کی تشییع میں حاضر ہوں۔[۴]

۵۔ رسول خدا کی بیویوں میں سے ہر ایک کو بارہ وقیہ (گندم کا وزن) دینا

۶۔ بنی ہاشم کی ہر ایک عورت کو بھی بارہ وقیہ دینا۔

۷۔ امامہ کو بھی کچھ دینا۔

۸۔ ذی حسنی نامی باغ [illegible] اور دلال اور عواف [illegible] اور ام ابراہیم [illegible] باغات [illegible] میرے بعد آپ کے اختیار میں ہوں گے اور آپ کے بعد حسنؑ اور حسنؑ کے بعد حسینؑ اور حسینؑ کے بعد ان کے بڑے لڑکے کے اختیار میں ہوں گے اس وصیت کے لکھنے والے

۱؎۔ مناقب ابن شہر آشوب۔ ج [illegible] ص [illegible]۔

۲؎۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

۳؎۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

۴؎۔ دلائل الامامۃ ص [illegible]۔

علیؑ اور گواہ مقداد اور زبیر تھے۔[۱]

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ تحریری وصیت بھی آنحضرتؐ سے باقی رہ گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ فاطمہؑ پیغمبرؐ کی دختر کا ہے میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہوں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں بہشت اور دوزخ حق ہیں، قیامت کے واقع ہونے میں شک نہیں ہے۔ خدا مردوں کو زندہ کرے گا۔ یا علیؑ خدا نے مجھے آپ کا ہمسر قرار دیا ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں اکٹھے رہیں، میرا اختیار آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اے علیؑ رات کو مجھے غسل و کفن دینا اور حنوط کرنا اور دفن کر دینا اور کسی کو خبر نہ کرنا میں آپ سے وداع ہوتی ہوں میرا سلام میری تمام اولاد کو جو قیامت تک پیدا ہوں گی پہنچا دینا۔[۲]

آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں

جناب فاطمہؑ کی بیماری شدید ہو گئی اور آپ کی حالت خطرناک ہو گئی حضرت علیؑ ضروری کاموں کے علاوہ آپ کے بستر سے جدا نہ ہوتے تھے جناب اسماء بنت عمیس آپ کی تیمارداری کرتی تھیں جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور زینب و ام کلثوم ماں کی یہ حالت دیکھ کر آپ سے

۱؎۔ دلائل الامامۃ ص [illegible]۔

۲؎۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]۔

بہت کم حدمت کرتے تھے۔ جناب فاطمہؑ کبھی مرض کی شدت سے بیہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ کبھی آنکھیں کھولتیں اور اپنے عزیزوں پر حسرت کی نگاہ ڈالتیں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے رحلت کے وقت آنکھیں کھولیں اور ایک تیز نگاہ اطراف پر ڈالی اور فرمایا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ اے میرے اللہ مجھے اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ محشور فرما اور مجھے اپنی بہشت اور اپنے جوار میں سکونت عنایت فرما۔ اس وقت حاضرین سے فرمایا: یہ فرشتوں کی جماعت اور جبرئیل ہیں [illegible] اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میرے پاس جلدی آؤ [illegible] بہتر ہے۔[1]

حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے وفات کی رات فرمایا کہ اے ابن عم جبرئیل مجھے سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے اور کہہ رہے ہیں کہ خدا بعد سلام فرماتا ہے کہ عنقریب تم جنت میں والد سے ملاقات کرو گی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: وعلیکم السلام۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا: اے ابن عم یہ میکائیل نازل ہوئے ہیں اللہ کی طرف سے پیغام [illegible] اس کے بعد فرمایا: وعلیکم السلام۔ اس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: ابن عم خدا کی قسم عزرائیل آگئے ہیں اور میری روح قبض کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس وقت عزرائیل سے فرمایا کہ میری روح قبض کرو [illegible] ہے۔ آپ نے زندگی کے آخری لمحے میں فرمایا: خدایا میری طرف [illegible] کی طرف یہ کلمات آپ نے فرمائے اور [illegible] آنکھوں کو بند کر لیا اور

[1] دلائل الامامہ ص ۴۴۔

اور جان کو خالق جان کے سپرد کر دیا۔

[illegible] سے جناب زہراؑ کی وفات کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ جب جناب فاطمہؑ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد کی وفات کے وقت جبرئیلؑ کچھ کافور لے کر آئے تھے آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک حصہ اپنے لئے رکھا تھا ایک حصہ حضرت علیؑ کے لیے اور ایک حصہ مجھے دیا تھا اور میں نے اسے فلاں جگہ رکھا ہے اب مجھے اس کی ضرورت ہے اسے لے آؤ۔ جناب [illegible] لے آئیں۔ آپ نے اس کے بعد — پہلے غسل کیا اور وضو کیا اور اسماء سے فرمایا میرے نماز کے کپڑے لے آؤ اور خوشبو بھی لے آؤ۔

جناب اسماء نے لباس حاضر کیا آپ نے وہ لباس پہنا اور خوشبو لگائی اور قبلہ رخ ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گئیں اور اسماء سے فرمایا کہ آرام کر رہی ہوں تھوڑی دیر ——— بعد مجھے آواز دینا اگر میں نے جواب نہ دیا تو سمجھ لینا کہ میں دنیا سے رخصت ہو گئی ہوں اور علیؑ کو بہت جلدی اطلاع دے دینا۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے تھوڑی دیر صبر کیا اور پھر کمرے کے دروازے پر آئی جناب فاطمہؑ کو آواز دی لیکن جواب نہ ملا تب میں نے [illegible] آپ کے چہرے سے ہٹایا تو دیکھا آپ دنیا سے گزر گئی ہیں [illegible] آپ کو بوسہ دیا [illegible] حسنؑ اور حسینؑ [illegible] داخل ہو گئے اور والدہ کی حالت پوچھی [illegible] اس وقت [illegible] وقت [illegible] ہماری ماں دنیا سے رخصت ہو گئی ہیں۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ ماں کے جنازے پر گر گئے اور رو رہے تھے اور روتے جاتے۔ امام حسنؑ کہتے تھے ماں مجھ سے بات کیجئے۔ امام حسینؑ کہتے تھے ماں جان میں تیرا حسینؑ ہوں قبل اس کے کہ مر جاؤں۔ روح پرواز کرے مجھ سے بات کیجئے۔ جناب زہراؑ کے بیٹے مسجد کی طرف دوڑے تاکہ باپ کو ماں کی موت کی خبر دیں۔ جب جناب زہراؑ کی موت کی خبر علیؑ کو ملی تو آپ نے شدت غم اور اندوہ سے بیتاب ہو کر فرمایا۔ پیغمبرؐ کی دختر آپ میرے لئے سکون کا باعث تھیں۔ اب آپ کے بعد کس سے تسکین حاصل کروں گا۔[1]

آپ کا دفن اور تشییع جنازہ

جناب زہراؑ کے گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئی اہل مدینہ کو علم ہوگیا اور سارا شہر رونے لگا۔ گریہ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ لوگوں نے حضرت علیؑ کے گھر کا رخ کیا۔ حضرت علیؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ آپ کے اردگرد بیٹھے گریہ کر رہے تھے۔ جناب ام کلثوم روتی تھیں اور فرماتی تھیں یا رسول اللہ گویا آج آپ ہمارے پاس سے چلے گئے۔ لوگ گھر کے باہر اجتماع کئے ہوئے تھے اور وہ حضرت زہراؑ کے جنازے کے باہر آنے کے منتظر تھے۔ اچانک جناب ابوذر گھر سے باہر نکلے اور کہا لوگو چلے جاؤ کیونکہ جنازے کی تشییع میں دیر کر دی گئی ہے۔[2]

---

[1] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

[2] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

جناب ابوبکر اور عمر نے حضرت علیؑ کو تعزیت دی اور عرض کیا یا ابوالحسن آپ ہم سے پہلے جناب فاطمہؑ پر نماز نہ پڑھیں۔[1]

لیکن حضرت علیؑ نے رات کے وقت جناب زہراؑ کو غسل و کفن دیا۔ جناب زہراؑ کے چھوٹے بچے جنازے کے اردگرد گریہ کر رہے تھے۔ جب آپ غسل و کفن سے فارغ ہو گئے تو آواز دی اے حسنؑ و حسینؑ اے زینب و ام کلثوم آؤ ماں کو وداع کرو کہ پھر ان کو نہ دیکھ سکو گے۔ جناب زہراؑ کے تمام بچے ماں کے جنازے پر گر گئے اور بوسہ دیا اور روئے۔ حضرت علیؑ نے ان کو جنازے سے ہٹا دیا۔[2]

جنازے پر نماز پڑھی اور جنازہ اٹھایا۔ جناب عباس، عقیل، مقداد، سلمان، ابوذر، عمار، حسنؑ اور حسینؑ، عقیل، بریدہ، حذیفہ، ابن مسعود جنازے کی تشییع میں شریک ہوئے۔[3]

جب تمام آنکھیں سو رہی تھیں اندھیرے میں جنازے کو آہستہ آہستہ اور خاموشی کے ساتھ قبر کی طرف لے گئے تاکہ منافقین کو علم نہ ہو جائے اور دفن کرنے سے روک نہ دیں۔ جنازے کو قبر کے کنارے زمین پر رکھ دیا گیا۔ اس وقت حضرت علیؑ نے خود اپنی بیوی کے بدن مبارک کو اٹھایا اور قبر میں رکھ دیا اور قبر کو فوراً بند کر دیا۔[4]

---

[1] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

[2] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

[3] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

[4] بحار الانوار ج ۴۳ ص [illegible]۔

حضرت علیؑ جناب زہراؑ کی قبر پر

جناب زہراؑ کے دفن کو مخفی اور بہت سرعت سے انجام دیا گیا تاکہ دشمنوں کو اطلاع نہ ہو اور وہ آپ کے دفن میں مانع نہ ہوں لیکن جب حضرت علیؑ جناب زہراؑ کے دفن سے فارغ ہوئے آپ پر بہت زیادہ غم و اندوہ نے حملہ کیا آپ نے فرمایا اے خدا کس طرح میں نے پیغمبرؐ کی نشانی کو زمین میں دفن کیا ہے، کتنی مہربان بیوی، وفادار، پاکدامن اور فداکار کو ہاتھ سے دے بیٹھا ہوں۔ خدایا اس نے صبر و حوصلہ کر کے کیسے مصائب برداشت کیے ہیں کتنی میرے گھر میں رحمت اٹھالی ہے۔ وا زہراؑ کا جدائی درد و افسوس ان کے ٹوٹے ہوئے پہلو پر اور ان کے ورم کئے ہوئے بازو پر ان کے ساقط شدہ بچے پر، اے میرے خدا میری امید تھی کہ آخری عمر تک اس مہربان بیوی کے ساتھ گزاروں گا لیکن افسوس اور صد افسوس کہ موت نے ہمارے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ آہ میں زہراؑ کے یتیم چھوٹے بچوں کا کیا کروں؟

رات کے اندھیرے میں آپ جناب رسول خداؐ کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ میری طرف سے اور آپ کی پیاری دختر کی طرف سے جو ابھی آپ کی خدمت میں پہنچنے والی ہے اور آپ کے جوار میں دفن ہوئی ہے اور سب سے پہلے آپ سے ملی ہے، یا رسول اللہؐ میرا صبر ختم ہو گیا ہے لیکن اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے، جیسے آپ کی مصیبت پر صبر کیا ہے زہراؑ کے فراق پر بھی صبر کروں گا

یا رسول اللہؐ آپ کی روح میرے دامن میں قبض کی گئی ہے، آپ کی آنکھوں کو بند کیا تھا میں نے تھا کہ جس نے آپ کے جسم مبارک کو قبر میں اتارا میں صبر کروں گا اور پڑھوں گا انا للہ و انا الیہ راجعون یا رسول اللہؐ وہ امانت جو آپ نے میرے سپرد کی تھی اب آپ کے پاس لوٹ گئی ہے زہراؑ میرے ہاتھ سے چھین لی گئی ہے۔ آسمان و زمین کی رونق ختم ہو گئی ہے، یا رسول اللہؐ میرے غم کی کوئی انتہا نہیں رہی، میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہے میرا غم و اندوہ ختم نہ ہوگا مگر جب کہ میں مروں گا اور آپ کے پاس پہنچوں گا یہ ایسے غم اور مصائب ہیں جو دل کے زخموں سے پیدا ہوئے ہیں، ہماری باہمی ... جدائی کس جلدی ہو گئی ہے اپنے دل کے درد کو خدا سے بیان کرتا ہوں۔

یا رسول اللہؐ آپ کی دختر آپ کو خبر دے گی کہ آپ کی امت نے متحد ہو کر خلافت کو مجھ سے چھین لیا اور زہراؑ کے حق پر قبضہ کر لیا۔ یا رسول اللہؐ حالات دریافت کرنا ہوں تو جناب فاطمہؑ سے پوچھیں کیونکہ ان کے دل میں بہت زیادہ درد تھے جو بیان نہ کر سکیں لیکن آپ سے وہ بیان کریں گی تاکہ خدا ہمارے اور لوگوں کے درمیان قضاوت کرے۔ یا رسول اللہؐ آپ کو وداع کرتا ہوں لیکن اس لیے نہیں کہ آپ کی قبر پر بیٹھنے سے تھک گیا ہوں اور آپ سے رخصت چاہتا ہوں اس لیے نہیں کہ میں ملول خاطر ہو گیا ہوں اور اگر آپ کی قبر پر بیٹھوں تو اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ پر جو صبر کرنے والوں کو دیا ہے یقین نہیں رکھتا، پھر بھی صبر کرنا تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

یا رسول اللہؐ! اگر دشمنوں کی شماتت کا خوف نہ ہوتا تو آپ کی قبر پر مقیم رہتا اور اس مصیبت عظمیٰ پر روتا رہتا۔ یا رسول اللہؐ! ہمارے حالات ایسے تھے کہ ہم مجبور تھے کہ آپ کی بیٹی کو مخفی طور سے رات کی تاریکی میں دفن کریں۔ اس کا حق لے لیا گیا اور اسے میراث سے محروم رکھا گیا۔ یا رسول اللہؐ! میں اپنے اندرونی درد کو خدا کے سامنے پیش کرتا ہوں اور اس دردناک مصیبت پر آپ کو تسلیت پیش کرتا ہوں۔ آپ پر اور آپ کی مہربان بیٹی پر میرا درود ہو۔[1]

حضرت علیؑ نے دشمنوں کے خوف سے جناب زہراؑ کی قبر کا نشان ہموار کر دیا اور سات یا چالیس تازہ قبریں مختلف جگہ بنا دیں تاکہ حقیقی قبر نہ پہچانی جا سکے۔[2]

اس کے بعد آپ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ جناب ابوبکر اور عمر اور دوسرے مسلمان دوسری صبح کو تشییع جنازہ کے لئے حضرت علیؑ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے لیکن مقداد نے اطلاع دی کہ جناب فاطمہؑ کو کل رات دفن کر دیا گیا ہے۔ جناب عمر نے جناب ابوبکر سے کہا میں نے نہیں کہا تھا کہ وہ ایسا ہی کریں گے؟ جناب عباس نے اس وقت کہا کہ خود جناب فاطمہؑ نے وصیت کی تھی کہ مجھے رات کو دفن کیا جائے اور ہم نے آپ کی وصیت کے مطابق عمل کیا ہے۔ جناب عمر نے کہا بنی ہاشم کی دشمنی اور حسد ختم ہونے والا نہیں میں فاطمہؑ کی قبر کو کھودوں گا

۱۔ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]

۲۔ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

اور اس پر نماز پڑھوں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے عمر! خدا کی قسم اگر تم یہ کام کرو گے تو میں تیرا خون تلوار سے بہا دوں گا ہرگز جب تک میں زندہ ہوں گا کہ زہراؑ کے جنازے کو قبر سے باہر نکالا جائے۔ جناب عمر نے حالت کو خطرناک پایا اور اپنے اس ارادے سے منحرف ہو گئے۔[1]

وفات کی تاریخ

بلا شبہ اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ جناب زہراؑ کی وفات گیارہ ہجری کو ہوئی ہے کیونکہ پیغمبرؐ دس ہجری کو حجۃ الوداع کے سفر پر تشریف لے گئے اور گیارہ ہجری کے ابتدا میں آپ نے وفات پائی۔ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب فاطمہؑ آپ کے بعد ایک سال سے کم زندہ رہیں، لیکن آپ کی وفات کے دن اور مہینے میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔

دلائل الامامہ کے مولف اور کلینی نے صحیح سند سے نقل کیا ہے اور محدث قمی نے منتہی الآمال میں آپ کی وفات تیسری جمادی الثانی کو بتلائی ہے۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں آپ کی وفات تیرہ ربیع الثانی میں بتلائی ہے۔

ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں

۱۔ بحار الانوار، ج [illegible] ص [illegible]۔

فرمایا ہے کہ جناب زہراؑ نے پیغمبر کی رحلت کے بعد پچھتر دن تک وفات پائی
محسنؑ نے بجائے ... میں بھی ... محمد بن عمر سے نقل ہے
مجلسیؒ نے ... میں محمد بن جشم سے نقل کیا ہے کہ حضرت
فاطمہؑ کی وفات بیس جمادی الثانی کو ہوئی ۔

محمد تقی سپہر نے ... بیست سوم جمادی الثانی کو آپ کی
وفات لکھی ہے

... اختلاف ... پیدا ہو ہے کہ جس میں اختلاف ہے
کہ حضرت زہراؑ باپ کے بعد کتنے دن زندہ رہیں ۔

۷۵ روز: کلینی نے کافی میں اور ... کے موقف سے
لکھا ہے کہ جناب فاطمہؑ پیغمبرؐ کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں ... سید مرتضیٰ
نے عیون المعجزات میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اس قول کی دلیل وہ
روایت ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے ... ہوئی ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہؑ پیغمبرؐ کے بعد
پچھتر دن زندہ رہیں ہیں[1]

۷۲ روز: ابن شہر آشوب نے مناقب میں لکھا ہے کہ فاطمہؑ باپ کے
بعد بہتر دن زندہ رہیں ۔

۳ مہینے: ابو الفرج نے مقاتل الطالبین میں لکھا ہے کہ جناب زہراؑ
کی زندگی میں پیغمبرؐ کے بعد اختلاف ہے لیکن تین مہینے سے زیادہ اور
چالیس دن سے کم نہیں لیکن صحیح قول وہی ہے کہ جو حضرت صادق علیہ السلام

[1] اصول کافی ج ۱ ص ۲۴۱ ۔

سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت زہراؑ رسول خداؐ کے
بعد تین مہینے زندہ رہیں ... اس قول کو صاحب کشف الغمہ نے دولابی سے اور
ابن جوزی نے عمرو بن دینار سے بھی نقل کیا ہے ۔

۴۰ دن: مجلسی نے بحار الانوار میں جناب ... سے جو جناب زہراؑ کی کنیز
تھیں اور کتاب روضۃ الواعظین میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
انہوں نے کہا ہے کہ حضرت زہراؑ باپ کے بعد چالیس دن زندہ رہی ہیں
شہر ابن آشوب نے مناقب میں اسی قول کو قربانی سے نقل کیا ہے ۔

۶ مہینے: مجلسی نے بحار الانوار میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے
کہ حضرت زہراؑ باپ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں کشف الغمہ میں اسی قول
کو ابن شہاب اور زہری اور عائشہ اور عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے ۔
ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں ایک قول چھ مہینے سے دس دن کم کا نقل
کیا ہے ۔

۴ مہینے: ابن شہر آشوب نے مناقب میں چار مہینے کا قول نقل کیا ہے ۔

۹۵ دن: امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا
ہے کہ جناب فاطمہؑ باپ کے بعد پچانوے دن زندہ رہیں ۔

۷۰ دن: ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں امام جعفر صادقؑ سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جناب فاطمہؑ باپ کے بعد ستر دن زندہ رہیں ۔

۲ مہینے، ۸ مہینے اور ۱۰۰ دن: مجلسی نے بحار الانوار میں دو مہینے
اور آٹھ مہینے اور سو دن کا قول بھی نقل کیا ہے ۔

[1] مقاتل الطالبین ص ۳۱

پیغمبرؐ کی وفات کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے شیعہ علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ آپ کی وفات ۲۸ صفر کو ہوئی لیکن اہل سنت کے اکثر علماء نے آپ کی وفات کو بارہ ربیع الاول لکھا ہے اور دوسری ربیع الاول بھی کہی گئی ہے۔

حضرت زہراؑ کا والد کی وفات کے بعد زندہ رہنے میں تیرہ قول ہیں اور جب ان کو جناب رسول خداؐ کی وفات کے قول کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو پھر جناب فاطمہؑ کی وفات میں دن اور مہینے کے لحاظ سے بہت کافی احتمال ہو جائیں گے یعنی سینتیس کو تیرہ میں سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب استانیس اقوال ہو جائیں گے لیکن محققین پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس معاملے میں آئمہ علیہم السلام سے اقوال اور آراء ہی دوسرے اقوال پر مقدم ہونگے کیونکہ حضرت زہراؑ کی اولاد دوسروں کی نسبت اپنی ماں کی وفات سے زیادہ باخبر تھی لیکن جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ہے خود آئمہ علیہم السلام کی روایات اس باب میں مختلف وارد ہوئی ہیں اس لئے کہ روایات میں پچھتر دن اور پچانوے دن اور تین مہینے اور چھ مہینے بھی وارد ہوئے ہیں

اگر پیغمبرؐ کی وفات کو اٹھائیس صفر تسلیم کر لیں اور پھر پچھتر دن کی روایت کا لحاظ کریں تو آپؐ کی وفات اس لحاظ سے ۱۳ جمادی الاولیٰ کو ہی محتمل ہوگی اور اگر پچانوے دن کی روایت کا لحاظ کریں تو پھر تیسری جمادی الثانی کو حضرت کی وفات ممکن ہوگی۔

اسی طرح آپ خود حساب کر سکتے ہیں اور دوسرے احتمال جو نکل سکتے ہیں انہیں معلوم کر سکتے ہیں۔

جناب زہراؑ کی عمر کے بارے میں بھی ۱۸، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۵ سال

جیسے مقامات موجود ہیں اور چونکہ پہلے ہم اس کی طرف اشارہ کر چکے ہیں لہذا یہاں دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جناب فاطمہؑ کی قبر مبارک

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ خود جناب فاطمہؑ نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کی قبر مخفی رہے اسی لئے حضرت علیؑ نے آپؑ کو رات کی تاریکی میں دفن کیا اور آپ کی قبر کو زمین سے ہموار کر دیا اور چالیس تازہ قبروں کی صورت بنا دی تاکہ دشمن اشتباہ میں رہیں اور آپ کی حقیقی قبر کی جگہ معلوم نہ کر سکیں گرچہ خود حضرت علیؑ اور ان کی اولاد اور خاص اصحاب اور رشتہ دار آپ کی قبر کی جگہ جانتے تھے۔ لیکن چونکہ جناب زہراؑ کی سفارش تھی کہ قبر کو مخفی رکھیں لہذا ان میں سے کوئی بھی حاضر نہ ہوتا تھا کہ آپؑ کی قبر کی نشاندہی کرتا یہاں تک کہ ایسے قرائن اور آثار بھی سب چھوڑ گئے کہ جس سے آپ کی قبر معلوم کی جا سکے۔ اگرچہ ظاہری طور سے آپ کی قبر سے آگاہ تھے لیکن انہیں بھی اس کی اجازت نہ تھی کہ وہ اس راز کو فاش اور اظہار کریں۔ لیکن اس کے باوجود اہل تحقیق نے اس کی جستجو میں سعی کی اور اس بارے میں بحث و گفتگو کرتے رہے ہیں بعض قرائن اور امارات سے آپ کے دفن کی جگہ کی نشاندہی سے بتلایا ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ جناب پیغمبرؐ کے روضہ میں ہی دفن ہیں۔ مجلسی نے محمد بن ہمام سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کو رسولؐ کے روضہ میں دفن کیا ہے لیکن قبر کے آثار کو بالکل

مٹا دیا۔ مجلسیؒ نے جناب لعد سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ جناب فاطمہؑ کی نماز جنازہ روضہ میں پڑھی گئی اور آپ کو رسولؐ کے روضہ میں ہی دفن کر دیا گیا۔

شیخ طوسی نے فرمایا ہے کہ بظاہر جناب فاطمہؑ کو جناب رسول خداؐ کے روضہ میں دفن کیا گیا ہے اس احتمال کے لئے جو دلیل لائی جا سکتی ہے وہ وہ روایت ہے کہ جو رسول خداؐ سے نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔[1]

دوسری دلیل یہ ہے کہ لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے روضۂ پیغمبرؐ پر فاطمہؑ کی نماز پڑھی اور اس کے بعد پیغمبرؐ کو مخاطب کیا اور فرمایا میرا اور آپ کی دختر کا آپ پر سلام ہو جو آپ کے جوار میں دفن ہے۔

مجلسیؒ نے ابن بابویہؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بات صحیح ہے کہ جناب فاطمہؑ کو اپنے گھر میں دفن کیا تھا اور جب بنی امیہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی تو جناب فاطمہؑ کی قبر مسجد میں آگئی۔

مجلسیؒ نے محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے جناب ابوالحسنؑ سے پوچھا کہ جناب فاطمہؑ کی قبر کہاں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر میں مدفون ہیں اور بعد میں مسجد میں آگئی ہیں جب مسجد کی توسیع کی گئی۔

مؤلف کشف الغمہ لکھتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ جناب فاطمہؑ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ سید مرتضیٰؒ نے بھی عیون المعجزات میں یہی قول اختیار کیا ہے

---

[1] بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۸۵ ۔

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب فاطمہؑ بقیع میں مدفون ہیں یہ مطلب ثابت ہے کیونکہ حضرت علیؑ نے چالیس تازہ قبریں بقیع میں بنائی تھیں اور جب بعض نے ان قبروں میں جناب فاطمہؑ کے جنازے کو نکالنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؑ خشمناک اور غضبناک ہو گئے تھے اور انہیں قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قبروں میں سے ایک قبر جناب زہراؑ کی تھی۔

۴۔ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ بعض نے لکھا ہے کہ جناب فاطمہؑ کو عقیل کے گھر کے قریب دفن کیا گیا تھا آپ کی قبر سے راستے تک سات ذراع کا فاصلہ ہے۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب فاطمہؑ کی قبر عقیل کے گھر کے قریب واقع ہے۔ ان چار احتمالات میں سے پہلا اور دوسرا احتمال ترجیح رکھتا ہے۔

ASSOCIATION ...
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

حصہ ہفتم

حضرت زہراؑ کا جناب ابوبکر سے اختلاف
اور
اس کی تحقیق

واقعہ فدک اور جناب زہراؑ کا جناب ابوبکر سے اختلاف و نزاع صدر اسلام سے لے کر آج تک شیعہ علماء اور دانشمندوں کے درمیان مورد بحث و تحقیق رہا ہے۔ اس موضوع پر بہت زیادہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ان تمام مباحث کا ذکر کرنا جب کہ اس کتاب کی غرض جناب فاطمہ کی زندگی کے ان واقعات کی تشریح کرنی ہے جو لوگوں کے لیے عملی درس ہوں، بہت زیادہ مناسبت نہیں رکھتا اور ہم پہلے بھی اس واقعہ پر مختصر طور پر اس کی طرف اشارہ بھی کر چکے ہیں لیکن بڑے لوگ ایک سطح کی معلومات نہیں رکھتے لیکن ان میں بعض حضرات محقق ہوا کرتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ اس حساس اور مہم موضوع پر جو صدر اسلام سے مورد بحث رہا ہے زیادہ تحقیق اور بحث کی جانب چاہئے اور اس واقعہ کو علمی لحاظ سے مورد بحث اور تحقیق قرار دیں ہوں، چاہیے لہٰذا ہم اس چیز کو مد نظر رکھ کر بہت تفصیل سے بحث کرتے ہیں کیونکہ اس موضوع میں وہ زیادہ دلچسپ ہیں تا کہ اس موضوع پر زیادہ بحث کی جائے۔

اختلاف اور نزاع کا موضوع

جو لوگ اس بحث میں وارد ہوئے ہیں اکثر نے صرف فدک کے بارے میں بحث کی ہے کہ گویا نزاع اور اختلاف کا موضوع صرف فدک ہی تھا۔ اسی وجہ سے یہاں پر کافی خیالات اور ابہام پیدا ہو گئے ہیں لیکن جب اصلی مدارک کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اختلاف کا موضوع صرف فدک ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ بعض دوسرے امور میں بھی اختلاف اور نزاع موجود رہے۔ مثلاً

جناب عائشہ سے نقل کیا ہے کہ فاطمہ نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا اور اپنے باپ کی میراث کا مطالبہ کیا جناب فاطمہ نے اس وقت تین چیزوں کا مطالبہ کیا تھا۔ اول پیغمبر کے وہ اموال جو مدینہ میں موجود تھے۔ دوم فدک سوم خیبر کا باقیماندہ خمس۔ جناب ابوبکر نے جناب فاطمہ کو جواب دیا کہ پیغمبر نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم سے باقی رہ جائے وہ صدقہ ہوگا۔ آل محمد بھی اس سے ارتزاق کر سکیں گے۔ خدا کی قسم میں رسول خدا کے صدقات کو تغییر نہیں دوں گا اور اسی کے مطابق عمل کروں گا۔ جناب ابوبکر تیار نہ ہوئے کہ کوئی چیز جناب فاطمہ کو دیں اسی لیے جناب فاطمہ ان پر غضبناک ہوئیں اور آپ سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور وفات تک ان سے گفتگو اور کلام نہ کیا۔۱؎

۱؎۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۷

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہ نے جناب ابوبکر کو پیغام دیا کہ کیا تم رسول خدا کے وارث ہو یا ان کے رشتہ دار اور اہل ہو؟ جناب ابوبکر نے جواب دیا کہ وارث ان کے اہل اور رشتہ دار ہیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا کہ پس رسول خدا کا حصہ کیا ہوا؟ جناب ابوبکر نے کہا کہ میں نے آپ کے والد سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ خدا نے پیغمبر کے لئے طعمہ اور خوراک مقرر کی ہے اور جب اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو وہ مال ان کے خلیفہ کے لئے قرار دے دیتا ہے میں آپ کے والد کا خلیفہ ہوں مجھے چاہئے کہ اس مال کو مسلمانوں کی طرف لوٹا دوں۔۱؎

عروہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ کا اختلاف اور نزاع جناب ابوبکر سے فدک اور ذوی القربی کے حصے کے مطالبے کے سلسلے میں تھا لیکن جناب ابوبکر نے انہیں کچھ بھی نہ دیا اور ان کو خدا کے اموال کا جزو قرار دے دیا۔۲؎

جناب حسن بن علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر نے جناب فاطمہ اور بنی ہاشم کو ذوی القربی کے سہم اور حصے سے محروم کر دیا اور اسے سبیل اللہ کا جزو قرار دے دیا کہ اس سے جہاد کے لئے اسلحہ اور دوسری ضروریات خریدتے تھے۔۳؎

ان مطالب سے معلوم ہو جائے گا کہ حضرت فاطمہ فدک کے علاوہ بعض دوسرے موضوعات میں جیسے رسول خدا کے ان اموال میں جو مدینہ

۱؎۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۹۔

۲؎۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۳۱۔

۳؎۔ شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۳۱۔

میں تھے اور خیبر کے خمس سے جو باقی رہ گیا تھا اور غنائم سے رسول خدا کے کام آتا رہا [illegible] تقریبًا سب میں کچھ جناب ابوبکر کے ساتھ نزاع رکھتی نہیں لیکن بعد میں یہ مختلف موضوع خلط ملط کر دیئے گئے جس کی وجہ سے جناب فاطمہؑ کے اختلاف اور نزاع [illegible] رونما ہوگئے حقیقت اور اصل مقصد کے واضح [illegible] کے لئے ضروری ہے کہ تمام موارد نزاع کو ایک دوسرے سے علیحدہ اور جدا کیا جائے اور ہر ایک میں علیحدہ بحث اور تحقیق کی جائے۔

پیغمبرؐ کے شخصی اموال

پیغمبرؐ کی کچھ چیزیں [illegible] مال تھے جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھے اور آپ کی [illegible] تھے جیسے مکان اور اس کے وہ کمرے کہ جن میں آپ [illegible] کی ازواج رہتی تھیں آپ کا شخصی [illegible] گھر کے سامان جیسے فرش [illegible] وغیرہ تلوار، زرہ [illegible] سواری کے جانور جیسے گھوڑے [illegible] اور دودھ دینے والے [illegible] پیغمبروں کے [illegible] مالک [illegible] کتابوں میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں[1]

[illegible]

۱۔ مناقب شہر ابن آشوب ج ۱ ص [illegible] کشف الغمہ ج ۱ ص [illegible]

حسن بن علی وشاء کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ کیا رسول خدا نے فدک کے علاوہ بھی کوئی مال چھوڑا تھا؟ تو آپ نے فرمایا ہاں مدینہ میں چند باغ تھے جو وقف تھے اور چھ گھوڑے تین عدد ناقہ جن کے نام عضباء [illegible] دو عدد [illegible] جس کا نام [illegible] اور دلدل تھا، ایک عدد گدھا بنام یعفور دو عدد دودھ دینے والی گوسفند چالیس اونٹنیاں دودھ دینے والی ایک تلوار ذوالفقار نامی، ایک زرہ بنام ذات الفضول عمامہ بنام سحاب دو عدد [illegible] ایک انگوٹھی، ایک عدد [illegible] بنام [illegible] ایک فرش [illegible] کا [illegible] چمڑے کے تکیے ـــــ پیغمبرؐ یہ چیزیں رکھتے تھے آپ کے بعد تمام چیزیں جناب فاطمہؑ کی طرف سوائے زرہ، شمشیر، عمامہ اور انگوٹھی کے منتقل ہوگئیں تلوار، زرہ، عمامہ اور انگوٹھی حضرت علیؑ کو دیئے گئے[1]

پیغمبرؐ کے وارث آپ کی ازواج اور جناب فاطمہ زہراؑ تھیں۔ تاریخ میں اس کا ذکر نہیں آیا کہ پیغمبرؐ کے ان اموال کو ان کے ورثاء میں تقسیم کیا گیا تھا لیکن بظاہر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے مکانات آپ کی ازواج ہی کو دے دیئے گئے تھے کہ جن میں وہ آپ کے بعد رہتی رہیں۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ پیغمبرؐ نے اپنی زندگی میں یہ مکانات اپنی ازواج کو بخش دیئے تھے اور اس مطلب کو ثابت کرنے کے لئے اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن [illegible]

۱۔ کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]

میں انہیں دیکھ لینے دیا جہاں وہ پیغمبرؐ کی زندگی میں رہ رہی تھیں۔ جب خاندان کے دوسرے لوگوں میں سے کسی نے بھی اس لحاظ سے حق کا مطالبہ نہیں کیا اور سمجھا کہ آپ حضرت تاحیات رہنے دیکھا۔ خلاصہ یہ کہ کسی کو شک نہیں کرنا چاہیے کہ رسول خداؐ نے ان کے مکانوں کو چھوڑا ہے تو ورثا کی طرف منتقل ہوئے وراثت کے قانون اور آیات وراثت شامل ہوئیں۔

فدک

مدینہ کے مشرق میں ایک علاقہ ہے کہ جس کا نام فدک ہے مدینہ سے وہاں تک دو دن کا راستہ ہے۔ یہ علاقہ قدیم میں سرسبز و شاداب اور درختوں سے پر تھا۔ معجم البلدان والے لکھتے ہیں کہ اس علاقے میں کھجور کے بہت درخت تھے اور اس میں پانی کے چشمے تھے ... آج کل ... فدک کوئی ... ہے ... علاقہ ... قابل توجہ نہیں۔

علاوہ ... کے ... میں ... کو خیبر کا علاقہ فتح ہوگیا ... ہو کر کسی آدمی کو پیغمبرؐ کے پاس ... اور آپ سے صلح کرنے کی خواہش کی۔

... روایت میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے ... کے پاس بھیجا ... اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ... اسلام قبول ... صلح کرنے کی خواہش کا ... ان کی خواہش کو قبول فرمایا اور ان سے ایک صلح نامہ ...

... الاحلة ...

کہا گیا ہے کہ جو دو ... سے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ ... میں رہو اور جاہلیت کے دور کی طرح باہر نہ نکلو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گھر ان کے تھے ... اس میں ... کا حق ... اس طرح دیا جاتا کہ تم پیغمبرؐ کے گھروں میں رہو ... حقیقت ... نہیں کہ یہ آیت اس مطلب کے ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کیونکہ اس طرح کی نسبت دے دینا عربی گفتگو میں زیادہ ہوتی ہے اور عرف کسی چیز کا کسی طرف منسوب کر دینا اس کے مالک ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔ مرد کی ملک کو اس کی بیوی اور اولاد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے تمہارا گھر، تمہارا ... تمہارا فرش، تمہارے ... حالانکہ ان تمام کا اصلی مالک ان کا باپ یا شوہر مرد ہوا کرتا ہے۔ کسی چیز کو منسوب کرنے کے لئے معمولی سی مناسبت بھی کافی ہوا کرتی ہے جیسے کہ ... مکان ... لیا ہو اس میں رہ لینے سے بھی کہا جاتا ہے تمہارا گھر، چونکہ پیغمبرؐ نے ہر ایک بیوی کے لئے ایک ایک کمرہ مخصوص کر رکھا تھا اس لئے کہا جاتا تھا جناب عائشہ کا گھر یا جناب ام سلمہ کا گھر یا جناب زینب کا گھر یا جناب ام حبیبہ کا گھر لہذا اس آیت سے یہ مستفاد نہیں ہوگا کہ پیغمبرؐ کے تمام ... ان کو بخش دیئے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بھی دلیل موجود نہیں جو یہ بتلائے کہ یہ مکان ان کی ملکیت میں تھا لہذا کہنا پڑے گا کہ ... سے ... بیوی ... کے طور پر ... سکتے ہیں ... احکام ... پیغمبرؐ کے احترام

... سورۂ احزاب آیت ۳۳۔

کو بر کیا اس صلح کی وجہ سے فدک کے یہودی اسلام کی حفاظت اور حمایت میں آ گئے ۔

صاحب فتوح البلدان لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے اس صلح میں فدک کی آدھی زمین پیغمبرؐ کے حوالے کر دی تھی مسلمان یہ لکھتے ہیں کہ فدک کے تمام باغات اور اموال اور زمین کا نصف پیغمبرؐ کو دے دیا ۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس صلح کی قرارداد کی رو سے جو فدک کے یہودیوں اور پیغمبرؐ کے درمیان قرار پائی تھی تمام زمین اور باغات اور اموال کا آدھا یہودیوں نے پیغمبرؐ کو دے دیا تھا یہ مال خالص پیغمبرؐ کی ذات کا ہو گیا کیونکہ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں یہ علاقہ بغیر جنگ کئے پیغمبرؐ کے ہاتھ آیا ہے اسلام کے قانون کی رو سے جو علاقہ بھی بغیر جنگ کئے فتح ہو جائے وہ پیغمبرؐ کا خالص مال ہوا کرتا ہے ۔

یہ قانون اسلام کے مسلم قانونوں میں سے ایک ہے اور قرآن مجید بھی یہی حکم دیتا ہے جیسے خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے

وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه من
خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء
والله على كل شيء قدير ما افاء الله على رسوله
من اهل القرى فلله وللرسول ۔

یعنی وہ مال کہ جو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کے لئے عائد کر دیا ہے اور تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو

۔ سورہ حشر آیت ۶ ۔

جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور خدا تمام چیزوں پر قادر ہے یہ اموال خدا اور اس کے پیغمبر کے لئے مخصوص ہیں ۔

اس بنا پر یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ فدک پیغمبرؐ کے خالص اموال سے تھا پیغمبرؐ زندہ تھے تو فدک کو پیغمبرؐ ہی اپنے خرچ میں لاتے تھے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں آپ حق رکھتے تھے کہ جس جگہ کی مصلحت دیکھیں فدک کے مال کو خرچ کریں آپ اس سے حکومت کا ادارہ کرتے تھے بھی خرچ کرتے تھے اور کبھی اسلام کے اعلیٰ مصالح اور حکومت اسلامی کے مصالح اقتضا کرتے تو آپ کو حق تھا کہ فدک میں سے کچھ حصہ کسی کو بخش دیں تاکہ وہ اس کے منافع اور آمدنی سے فائدہ اٹھاتا رہے آپ کو حق تھا کہ فدک کے آباد کرنے کے عوض کسی کو بلاعوض یا معاوضہ پر بھی دے دیں اور آپ یہ بھی کر سکتے تھے کہ کسی کی اسلامی خدمات کے عوض اس سے کچھ حصہ بخش دیں اور یہ بھی کر سکتے تھے کہ فدک کی آمدنی سے حکومت اسلامی اور عمومی ضروریات پر خرچ کر دیں اور یہ بھی حق رکھتے تھے کہ اپنے خاندان کی ضروریات کے لئے فدک کا کچھ حصہ مخصوص قرار دے دیں ۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے فدک کو اپنے اور اپنے خاندان کے معاش اور ضروریات زندگی کے لئے مخصوص کر رکھا تھا آپ نے فدک کی بعض بنجر زمین کو اپنے دست مبارک سے آباد کیا اور اس میں خرمے کے درخت لگائے ۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جب متوکل عباسی نے فدک عبداللہ بن عمر بازیار کو بخش دیا تو اس میں اس وقت تک گیارہ خرمے کے وہ درخت موجود تھے جو جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے اس میں لگائے تھے

جب کبھی فدک جناب فاطمہؑ کی اولاد کے ہاتھ میں آتا تھا تو وہ اس کی آمدنی کے غریب و محتاجوں کو ہدیہ دیا کرتے تھے اور حاجی حضرات تبرک کے طور پر لے کر اس پر کافی احسان کیا کرتے تھے۔ جب بنی عباس فدک پر مسلط ہوا تو اس نے قثم بن امیہ کو حکم دیا کہ وہ تمام درخت کاٹ دے جب وہ درخت کاٹے گئے اور کاٹنے والا مزدور لوٹ آیا تو اسے فالج ہو گیا تھا[1]

معصومؑ کی عادت یہ تھی کہ فدک کی آمدنی سے اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات کے مطابق لے لیتے تھے اور جو باقی بچ جاتا تھا وہ بنی ہاشم کے فقراء اور ابن سبیل کو دے دیا کرتے تھے اور بنی ہاشم کے فقراء کی شادی کرانے کے اسباب بھی اسی سے مہیا کرتے تھے۔

فدک جناب فاطمہؑ کے پاس

ہم نے تاریخ کے اندر اختلاف جو جناب فاطمہؑ اور جناب ابوبکر کے درمیان پیدا ہوا وہ فدک کا معاملہ تھا۔ حضرت فاطمہؑ مدعی تھیں کہ رسول خداؐ نے اپنی زندگی میں فدک انہیں بخش دیا تھا لیکن جناب ابوبکر اس کا انکار کرتے تھے ابتداء میں تو جھگڑا ایک عادی امر شمار ہوتا تھا لیکن بعد میں اس نے ایسا سیاسی رنگ اختیار کیا اور اس حادثہ کی صورت اختیار کر لی جس کے آثار اور نتائج جامعہ اسلامی کے بہت دنوں تک دامن گیر ہو گئے اور اب بھی ہیں

[1] شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۶

اس مسئلہ پر جو بحث کی گئی ہے وہ بھی اسی طرح واضح اور روشن ہو جاتی ہے لہٰذا چند مطالب کی تحقیق ضروری ہے۔

پہلا مطلب کیا پیغمبرؐ کو دوسروں اور حکومت کے اموال میں سے بیٹی کو بخش دینے کا حق تھا یا نہیں؟ (واضح رہے کہ بعض علماء کا نظریہ یہ ہے کہ انفال فئی اور خمس وغیرہ جیسے اموال حکومت اسلامی کے مال شمار ہوتے ہیں اور حاکم اسلامی کی طرف سے ان پر کنٹرول کرتا ہے یہ اس کا ذاتی مال شمار نہیں ہوتا اسی نظریئے کے صاحب کتاب بھی معلوم ہوتے ہیں اگرچہ یہ نظریہ شیعوں کی اکثریت کے نزدیک غلط ہے اور جو دلائل ظاہر ہیں ان سے بھی یہ نظریہ غلط ثابت ہوتا ہے اور قرآن مجید کے ظاہر سے بھی اس نظریئے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ان تمام سے رسولؐ کا پیغمبرؐ اور امامؑ کا شخصی اور ذاتی مال ہونا معلوم ہوتا ہے منصب اور حکومت کا نہیں۔ صاحب کتاب اسی نظریئے کے مطابق فدک کے ہبہ کو حل کر رہے ہیں۔ مترجم)

شک ہے کہ کوئی یہ کہے کہ انفال اور دوسرے حکومت کے اموال عام مسلمانوں کے ہوتے ہیں اور حکومت کی زمین کو حکومت کی ملکیت میں ہی رہنا چاہیئے لیکن اسی کو عام ملت کے مصالح پر خرچ کرے۔ چونکہ پیغمبرؐ کے بارے میں ... اور لغزش سے معصوم تھے لہٰذا ... فدک کو جو کہ آپ کا ملک تھا اپنی بیٹی زہراؑ کو بخش دیا تھا۔

لیکن اس اعتراض کا جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ انفال اور اموال حکومت کی بحث ایک بہت وسیع دامن بحث ہے کہ جو ان اوراق میں تفصیل کے ساتھ تو بیان نہیں کی جا سکتی لیکن اسے مختصر اور خلاصہ کے طور پر کے

سے یہاں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اگر ہم مسلم بھی کر لیں کہ فدک بھی عام اور عمومی جو بیت المال تھا وہ اس کا تعلق حکومت اور ریاست کے سلطنت سے تھا یعنی اسلامی حکام نہ جانے تعلق رکھتا تھا لیکن پہلے جناب پیغمبر سے کہ ان اموال میں سے تھا جو معاشرے کے سربراہوں کے ساتھ تھا اور نصوص اسلامی کے مطابق وہ پیغمبر کی سرپرستی کے تحت ہے اس قسم کے اموال جو بغیر جنگ کے ہاتھ آئیں یہ پیغمبر کے خالص اختیار میں ہوتے ہیں اور جیسا مناسب سمجھیں خرچ کریں [illegible] آپ کا شخصی مال نہیں ہوتا تھا لیکن اس کا تعلق بھی حکام اسلامی اور حکومت سے ہوتا ہے جب بھی اس قسم کے مال کا عمومی حکومت سے ہو وہ دولت اور حکومت سے متعلق ہوتے ہیں بہت فرق ہوا کرتا ہے کیونکہ اس قسم کے مال کا اختیار پیغمبر کے ہاتھ میں ہے اور آپ اس قسم کے اموال میں تصرف کرنے میں محدود نہیں ہوا کرتے بلکہ آپ کو اس قسم کے اموال میں بہت وسیع اختیارات حاصل ہوا کرتے ہیں اور اس کے خرچ کرنے میں آپ اپنی مصلحت اندیشی اور صواب دید کے پابند اور مختار ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر عمومی مصلحت اس کا تقاضا کرے تو آپ اس کا کچھ حصہ کسی شخص کو یا کسی فرد کو دے بھی سکتے ہیں تاکہ وہ اس منافع سے بہرہ مند ہو اس قسم کے تصرفات کرنے میں اسلام میں کوئی اعتراض اور کوئی اشکال نہیں ہوگا بلکہ رسول خدا سے ایسی روایات حاصل ہیں کہ آپ نے [illegible] کے قطعات دیئے تھے کہ جسے اصطلاح میں اقطاع کہا جاتا ہے۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے زمین کے چند قطعات ـــــ جناب ابوبکر اور جناب عبدالرحمن بن عوف اور جناب [illegible] وغیرہ کو عنایت فرما

دیئے تھے۔[۱]

ایک جگہ اور بھی بلاذری نے لکھا ہے کہ رسول خدا نے بنی نضیر کی زمینوں میں سے ایک قطعہ زمین کا [illegible] کے درخت تھے زبیر بن عوام کو دے دیا تھا۔[۲]

بلاذری لکھتے ہیں کہ رسول خدا نے زمین کا ایک قطعہ کہ جس میں پہاڑ اور معدن تھا جناب بلال کو دے دیا۔[۳]

بلاذری لکھتے ہیں کہ رسول خدا نے زمین کے چار قطعے علی ابن ابی طالب کو عنایت فرما دیئے تھے۔[۴]

پس اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیئے کہ حاکم شرع اسلامی کو حق پہنچتا ہے کہ زمین خالص سے کچھ مقدار کسی معین آدمی کو بخش دے تاکہ وہ اس کے منافع سے استفادہ کر سکے۔ پیغمبر نے بعض افراد کے حق میں ایسا عمل انجام دیا ہے حضرت علی اور جناب ابوبکر اور جناب عمر اور جناب عثمان اس قسم کی بخشش سے نوازے گئے تھے۔

بنا برایں تو یہی شرع اور اسلام کے لحاظ سے کوئی مانع موجود نہیں کہ [illegible] فدک کی زمین کو جناب زہرا کو بخش دیں صرف یہ مطلب رہ جائے گا کہ آیا جناب رسول خدا نے فدک جناب فاطمہ کو بخشا تھا یا نہیں تو اس کے اثبات کے لئے وہ اخبار اور روایات جو ہم تک پیغمبر کی پہنچی ہیں کافی ہیں کہ آپ

۱ فتوح البلدان ص [illegible]

۲ فتوح البلدان ص [illegible]۔

۳ فتوح البلدان ص [illegible]۔

سے فدک جناب فاطمہؑ کو عطا کر دیا تھا ہونے کے بعد ۔ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت "وآت ذا القربیٰ حقہ" نازل ہوئی تو رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ فدک تمہارا مال ہے۔[۱]

عطیہ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت "وآت ذا القربیٰ حقہ" نازل ہوئی تو جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو اپنے پاس بلایا اور فدک آپ کو دے دیا۔[۲]

علی بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فدک جناب فاطمہؑ کو دے دیا تھا۔[۳]

جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جب یہ آیت "وآت ذا القربیٰ حقہ" نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ مسکین کو میں جانتا ہوں یہ ذا القربیٰ کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی یہ آپ کے اقربا ہیں۔ پس رسول خداؐ نے امام حسنؑ و امام حسینؑ اور جناب فاطمہؑ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارا حق ادا کروں اس لئے فدک تم کو دیتا ہوں۔[۴]

ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کیا رسول خداؐ نے فدک جناب فاطمہؑ کو دیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ فدک تو خدا کی طرف سے جناب فاطمہؑ کے لیے معین ہوا تھا۔[۵]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جناب فاطمہؑ حضرت ابوبکر کے پاس آئیں

۱۔ کشف الغمہ ج ۱ ص [illegible] ۔ در منثور ج ۴ ص [illegible] ۔
۲۔ کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴۷ ۔
۳۔ تفسیر عیاشی ج ۲ ص [illegible]

وہاں سے فدک کا مطالبہ کیا۔

جناب ابوبکر نے کہا اپنے دعوے کے لئے گواہ لاؤ۔ جناب ام ایمن گواہی کے لئے حاضر ہوئیں تو ابوبکر نے ان سے کہا کہ کس چیز کی گواہی دیتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ جبرئیل جناب رسول خداؐ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وآت ذا القربیٰ حقہ"۔ پیغمبرؐ نے جبرئیل سے فرمایا کہ خدا سے سوال کرو کہ ذی القربیٰ کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی کہ فاطمہؑ ذوالقربیٰ ہیں۔ پس رسول خداؐ نے فدک فاطمہؑ کو دے دیا۔[۱]

ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جب آیت "وآت ذا القربیٰ حقہ" نازل ہوئی تو جناب رسول خداؐ نے فدک جناب فاطمہؑ کو دے دیا۔[۲]

اس قسم کی روایات سے جو اس آیت کی شان نزول میں وارد ہوئی ہیں مستفاد ہوتا ہے کہ جناب رسول خداؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے کہ فدک کو بعنوان "ذوالقربیٰ" فاطمہ زہراؑ کے حوالے کر دیں تاکہ اس ذریعے سے حضرت علیؑ کی اقتصادی حالت بھی جو کہ اسلام کے راستے میں جہاد اور فداکاری کرتے ہیں مضبوط رہے۔

ممکن ہے کہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ "وآت ذا القربیٰ" کی آیت کہ جس کا ذکر ان احادیث میں ہوا ہے سورہ اسراء کی آیت ہے اور سورہ اسراء کو مکی سورہ میں شمار کیا جاتا ہے حالانکہ فدک تو مدینے میں اور خیبر کی فتح کے بعد دیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں دو مطلب میں سے ایک کو اختیار کیا جائے گا اور کہا جائے

۱۔ تفسیر عیاشی ج ۲ ص [illegible]
۲۔ در منثور ج ۴ ص [illegible]

کیونکہ یہ سورہ اسریٰ مکی ہے مگر پانچ آیتیں مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ آیت ۳۳ ولا تقتلوا النفس، اور آیت ۳۲ ولا تقربوا الزنا، اور آیت ۵۷ اولٰئک الذین یدعون، اور آیت ۷۸ اقم الصلوٰۃ۔ اور آیت ۲۶ وآت ذا القربیٰ [۱]

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا حکم تو اگرچہ پہلے ہو چکا تھا لیکن اس پر عمل ہجرت کے بعد کرایا گیا۔

فدک کے دینے کا طریقہ

ممکن ہے کہ جناب رسول خدا نے فدک فاطمہ کو دو طریقوں میں سے ایک سے دیا ہو۔ پہلا یہ کہ فدک کی آراضی کو آپ کا شخصی مال قرار دے دیا ہو۔ دوسرا یہ کہ اسے علی اور فاطمہ کے حوالے کر دیا ہو جو مسلمانوں کی رہبری اور امامت کا ... مگر وقف کر دیا ہو کہ یہ بھی ایک دائمی صدقہ اور وقف ہو جو کہ ان کے اختیار میں دے دیا ہو۔

اخبار اور احادیث کا ظاہر پہلے طریقے کی تائید کرتا ہے لیکن دوسرا طریقہ بھی بعید نہیں بلکہ بعض روایات میں اس پر صراحت ہے جیسے ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک جناب فاطمہ کو بخش دیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ بلکہ فدک وقف کیا ... کے مطابق وہ آپ کے ... رسول خدا نے

---

[۱] تفسیر المیزان تالیف علامہ طباطبائی ج ۱۳ ص ۸۳

فدک فاطمہ کو دے دیا۔ آپ نے فرمایا: ... فاطمہ کو دیا۔ [۱]

امام ... علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا نے فاطمہ کو ... [۲]

... ہے کہ جناب فاطمہ ... ہے ...

... کہ ... کا میرا وارث کون ہوگا ...

... جناب فاطمہ نے فرمایا ... کس طرح ...

وارث ہو گئے ... رسول خدا ...

... فاطمہ ...

... صدقہ فدک ... انہوں نے کہا ...

رسول خدا نے ... فرمایا کہ یہ تو ایک ... تھا جو ...

تھا جب میرا انتقال ہو جائے تو یہ مسلمانوں کا ہوگا۔ [۳]

جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ایک حدیث میں امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ فدک وقف تھا دوسری حدیث میں امام نے ... سے ایسے تعبیر کیا ہے کہ جس کے معنی صرف ... حاصل کرنا ہوتا ہے۔ احتجاج ... حضرت زہرا سے ... صدقہ سے تعبیر کیا ہے۔

... اور حدیث میں جو پہلے ذکر ہو چکی ہے امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ رسول خدا نے حسن و حسین اور فاطمہ کو بلایا اور فدک انہیں دے دیا۔

---

[۱] بحار الانوار ج ... ص ...

[۲] کشف ... ج ... ص ...

[۳] ... ص ...

[illegible] سے فدک [illegible]
[illegible] سب نے [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] پر لکھا ہے کہ فدک جناب فاطمہ کی تھی اور [illegible] ان کی [illegible]
[illegible] کوشش [illegible] ایک طرح کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کی موجودہ [illegible] میں [illegible]
[illegible] ہے لیکن [illegible] حق پر نہیں ہے اور ان کی صلح کی
کوشش بھی درست نہیں ہے ۔ مترجم

فدک کے واقعہ میں تضاد

دیکھنا یہ چاہیے کہ
اس واقعہ میں حق جناب زہراؑ کے [illegible] جناب ابوبکر کے [illegible]
مورخین اور محدثین نے لکھا ہے کہ جناب رسول خدا کی وفات کے [illegible]
بعد جناب ابوبکر نے [illegible] بھیجے اور فدک پر قبضہ کر لیا۔
جب اس کی اطلاع جناب فاطمہؑ کو ہوئی تو آپ جناب ابوبکر کے پاس
آئیں اور فرمایا کہ کیوں میرے [illegible] سے میرے فدک پر قبضہ کر لیا ہے
دو کہ وہ فدک مجھے واپس کر دیں۔ جناب ابوبکر نے کہا [illegible]

[illegible] شرح ابن ابی الحدید ج [illegible]

[illegible] آپ نے خود فرمایا [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] آپ [illegible] یہ دو [illegible]
[illegible] علی ابن ابی طالب اور جناب ام ایمن حاضر ہوئے اور گواہی دی
[illegible] فاطمہ [illegible]
[illegible] رسول خدا فدک کی [illegible]
میں تقسیم کر [illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible] جس [illegible]
[illegible] کے والد تھا۔ رسول خدا آپ کا آدھا فدک کی آمدنی
[illegible] اور [illegible]
کیا کرتے تھے۔

[illegible] فاطمہ [illegible] کے پاس گئیں اور فرمایا
[illegible] جناب ابوبکر نے [illegible]
[illegible] علی ابن ابی طالب اور ام ایمن حاضر ہوئے اور گواہی دی
[illegible] گواہی [illegible] نا کافی ہے چاہیے کہ دو مرد
[illegible] مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔
[illegible] فاطمہ [illegible] کے پاس گئیں اور فرمایا کہ
[illegible] اور تم [illegible] گواہی [illegible]

[illegible] شرح ابن ابی الحدید ج [illegible] ص [illegible]۔
[illegible] فتوح البلدان ص [illegible]

بلکہ میرے حق سے محروم کرتے ہو۔

جناب ابوبکر نے فرمایا کہ آپ سچ کہتی ہیں اور میں فدک آپ کو دیتا ہوں پس فدک کو جناب فاطمہ کے لیے تحریر کر دیا اور وہ تحریر آپ کے ہاتھ میں دے دیا جناب فاطمہ نے وہ تحریر لی اور گھر کی طرف روانہ ہوئیں راستے میں جناب عمر نے آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ کہاں سے آ رہی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کے پاس گئی تھی اور میں نے کہا کہ میرے والد نے فدک مجھے بخشا تھا اور میں نے گواہ پیش کیے تھے لہذا ابوبکر نے فدک مجھے واپس کر دیا ہے اور یہ اس کی تحریر ہے جناب عمر نے وہ تحریر لی اور جناب ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے فدک تحریر کر کے فاطمہ کو واپس کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ عمر نے کہا کہ علیؑ نے اپنے نفع کے لئے گواہی دی ہے اور ام ایمن ایک عورت ہے اس کے بعد اس تحریر کو پھاڑ ڈالا۔

جناب فاطمہؑ نے ابوبکر سے کہا کہ تم بھی گواہی دیتے ہو کہ رسول خداؐ نے فدک مجھے بخش دیا تھا۔ ابوبکر نے کہا اے دختر رسولؐ خدا کی قسم میرے نزدیک رسول خداؐ سے زیادہ محبوب کوئی بھی نہیں ہے جب آپ وفات پا گئے تو میرا دل چاہتا تھا کہ آسمان زمین پر گر پڑے۔ خدا کی قسم عائشہ فقیر ہو جائے یہ مجھے زیادہ پسند ہے کیا آپ خیال کرتی ہیں کہ میں سرخ و سفید کا حق تو دوں لیکن آپ کو آپ کے حق سے محروم کرتا ہوں؟ فدک پیغمبرؐ کا ذاتی مال نہیں تھا مسلمانوں کا عمومی مال تھا آپ کے والد اس کی آمدنی سے فوج تیار کرتے تھے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے جب آپ دنیا سے چلے گئے تو اس

[illegible]

کی تولیت اور سرپرستی میرے ذمہ ہے۔[1]

اس قسم کی گفتگو جناب فاطمہؑ اور جناب ابوبکر کے درمیان ہوئی لیکن جناب ابوبکر نے جناب فاطمہؑ کی بات تسلیم نہیں کی اور جناب زہراؑ کو ان کے حق سے محروم کر دیا۔

اہل علم و دانش اور منصف مزاج لوگوں پر مخفی نہیں کہ جناب ابوبکر کا عمل اور کردار قضاوت اور میراث کے قوانین کے خلاف تھا اور آپ پر کئی جہات سے اعتراض وارد کیے جا سکتے ہیں۔

پہلا اعتراض: فدک جناب زہراؑ کے تصرف میں تھا اس بنا پر آپ سے گواہوں کا مطالبہ شریعت اسلامی کے قانون کے خلاف تھا اسلام کے موضوع میں جس کے قبضے میں مال ہو اس کا قول بغیر کسی گواہ کے قبول کیا جاتا ہے۔ اصل مطلب کہ ذی الید کا قول بغیر گواہوں کے قبول ہوتا ہے فقہی کتب میں مسلم اور قابل بحث نہیں ہے ہاں یہ کہ جناب فاطمہؑ ذی الید اور فدک پر قابض تھیں یہ کئی طریقے سے ثابت کیا جا سکتا ہے

اول جیسا کہ پہلے نقل ہو چکا ہے ابو سعید خدری عطیہ اور کئی دوسرے افراد نے گواہی دی ہے کہ رسول خداؐ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد فدک جناب فاطمہؑ کو دے دیا تھا روایات میں فدک کا تذکرہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنی زندگی میں فدک جناب فاطمہؑ کو بخش دیا تھا اور وہ آپ کے تصرف اور قبضہ میں تھا۔

---

[1] شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۶۔

دوسرے حضرت علیؑ نے تصریح فرمائی ہے کہ فدک جناب فاطمہؑ کے تصرف اور قبضے میں تھا جیسا کہ آپ نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے کہ ہاں ہمارے [illegible] آسمان [illegible] صرف فدک ہی [illegible] ایک گروہ نے اس پر بخل کیا اور دوسرے گروہ نے بھی [illegible] اللہ [illegible]

تیسرے امام معصومؑ نے فرمایا ہے کہ جب جناب ابوبکر نے حکم دیا کہ فدک سے جناب فاطمہؑ کے آدمیوں اور کارکنوں کو [illegible] تو جناب حضرت علیؑ ان کے پاس گئے اور فرمایا اے ابوبکر [illegible] رسول خداؐ نے فاطمہؑ کو بخش دی تھی اور ایک مدت تک جناب فاطمہؑ کا تصرف اس پر قائم رہا آپ نے کیوں نکالا ہے؟

رسول خداؐ کا فدک جناب فاطمہؑ کو بخش دینا اور جناب فاطمہؑ کا اس پر قابض ہونا یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے اسی لئے جب عبداللہ بن ہارون الرشید کو مامون کی طرف سے حکم ملا کہ فدک جناب فاطمہؑ کی اولاد کو واپس کر دیا جائے تو اس نے مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ رسول خداؐ نے فدک جناب فاطمہؑ کو دیا تھا [illegible] میں واضح و معروف ہے اور کسی کو بھی اس میں شک نہیں ہے اب امیر المومنین (مامون) نے مصلحت سمجھی ہے کہ فدک فاطمہؑ کے وارثوں کو واپس کر دیا جائے۔

[illegible] معلوم ہو [illegible] ہے کہ فدک جناب رسول خداؐ

۱۔ [illegible] نہج البلاغہ [illegible] کتاب [illegible]
۲۔ [illegible] ص [illegible]
۳۔ فتوح البلدان ص [illegible]

[illegible] حضرت علیؑ [illegible] جناب فاطمہؑ [illegible] اس قسم کے موضوع میں [illegible] کے خلاف ہے۔

دوسرا اعتراض۔

جناب ابوبکر [illegible] جانتے تھے کہ جناب فاطمہؑ [illegible] انہیں جناب زہراؑ کی صداقت اور راست گوئی [illegible] مسلمان [illegible] قرآن [illegible] آیت تطہیر نازل ہوئی ہے کہ جس [illegible] عصمت اور پاکیزگی کی تصدیق کی ہے

دوسری طرف اگر دیکھا جائے [illegible] علم [illegible] کے مطابق عمل کر سکتا ہے [illegible] جناب ابوبکر [illegible] تو آپ کو چاہئے تھا کہ [illegible] جناب زہراؑ کی بات تسلیم کر [illegible] سے گواہوں کا مطالبہ نہ کرتے۔

[illegible] مطلب [illegible] اور رسول خداؐ [illegible] ابوبکر [illegible] اسی لئے جناب فاطمہؑ کے جواب [illegible] پیغمبر اسلام کا [illegible] مسلمانوں [illegible] سے [illegible] اور جب [illegible]

میں اس مال کا متولی ہوں جیسے کہ پیغمبرؐ متولی تھے۔[1]

ایک اور جگہ جناب ابوبکر نے اپنے آپ کو دو متضاد موقفوں میں [illegible]
ایک طرف جناب زہراؑ مدعی تھیں کہ رسول خداؐ نے فدک انہیں بخش [illegible]
اور اپنے اس دعوے کے لئے دو گواہ علیؑ اور ام ایمن کو حاضر کیا اور جناب ابوبکر
جانتے تھے کہ حق جناب زہراؑ کے ساتھ ہے اور نہیں وہ ان کے گواہوں کو
نہیں جھٹلا سکتے تھے اور دوسری طرف سے اسی وقت کے گواہ جناب
عمر اور عبدالرحمن کو بھی نہیں جھٹلا سکتے تھے تو آپ نے ایک عمدہ چال سے جناب
عمر کے قول کو ترجیح دی اور تمام گواہوں کے اقوال کی تصدیق کر دی اور
ان کے اقوال میں جمع کی راہ نکالی اور فرمایا کہ اے دختر رسولؐ آپ بھی سچی ہیں علیؑ
سچے ہیں ام ایمن بھی سچی ہیں اور جناب عمر اور عبدالرحمن بھی سچے ہیں اس لئے
جناب رسول خداؐ فدک سے آپ کے آذوقہ کی مقدار نکال کر باقی کو تقسیم
کر دیتے تھے اور اسے خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور آپ اس
مال میں کیا کریں گی؟ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ ویسے کروں گی جو میرے والد
کرتے تھے۔ جناب ابوبکر نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ سے وعدہ کرتا
ہوں کہ میں بھی ویسے ہی کروں گا جو آپ کے والد کرتے تھے۔[2]

ایک طرف تو جناب ابوبکر جناب زہراؑ کے [illegible] فدک [illegible]
مانتے ہیں کی تصدیق کرتے ہیں اور حضرت علیؑ اور ام ایمن کی گواہی کی بھی
تصدیق کرتے ہیں اور دوسری طرف جناب عمر اور عبدالرحمن کے قول [illegible]

---

[1] شرح ابن ابی الحدید۔ ج ۱۶ ص [illegible]۔
[2] شرح ابن ابی الحدید۔ ج ۱۶ ص [illegible]

میں انہوں نے کہا کہ رسول خداؐ فدک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیتے تھے [illegible]
کرتے ہیں اور اس وقت اپنے اجتہاد کے [illegible]۔ [illegible] حق، مسئلہ کو
[illegible] فرماتے [illegible] وجہ [illegible] مال آپ کے [illegible] کا مال
[illegible] آپ [illegible] مسلمانوں [illegible] تقسیم کر دیتے
تھے اور [illegible] خرچ کر دیتے تھے اس کے بعد جناب [illegible] جناب فاطمہؑ نے
[illegible] آپ کو [illegible] دیا جائے تو آپ [illegible] آپ نے فرمایا
[illegible] والد فرماتے تھے [illegible] جناب [illegible]
[illegible] آپؐ کی
سیرت [illegible]۔
قیس کو [illegible] کہ جناب ابوبکر سے سوال کیا [illegible]
فدک جناب زہراؑ کی ملک ہے [illegible] جناب [illegible] کو [illegible] کی
تصدیق بھی کر دی [illegible] سب کیوں نہیں کر دیے؟ جناب
عمر اور عبدالرحمن کی گواہی [illegible] پیغمبرؐ [illegible] کو مسلمانوں میں
تقسیم کر دیتے تھے [illegible] جناب زہراؑ [illegible] کی [illegible] کیا پیغمبرؐ
جناب زہراؑ کی طرف سے [illegible] کہ فدک کی [illegible]
[illegible] جناب فاطمہؑ نے ابوبکر کو نہیں دیے رکھی
تھی [illegible] نہیں دی تو پھر ابوبکر کو کیا حق پہنچ سکتا ہے کہ وہ یہ
فرمائیں کہ میں بھی آپ کے والد کی سیرت سے تجاوز نہ کروں گا، مالک تو
کہتا ہے کہ میری ملکیت مجھے واپس کر دو اور آپ اس سے انکار کر کے
وعدہ کرتے ہیں کہ میں بھی آپ کے والد کی طرح عمل کروں گا، سبحان اللہ در
آخر یہ اس تفاوت اور [illegible] ہے۔

تیسرا اعتراض: فرض کیجئے [illegible] ابوبکر حضرت زہراؑ کو [illegible] کے نصاب کو ناقص سمجھتے ہیں اور [illegible] بعض لوگ یہ کہتے ہیں [illegible] دلیل تھا۔ حضرت زہراؑ نے قسم [illegible] کرنے [illegible] قسم [illegible] کرتے [illegible] کتاب [illegible] ثبوت [illegible] ہے کہ [illegible] واقعہ [illegible] ساتھ [illegible] ہے قسم ہے کر [illegible] روایت [illegible] ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ [illegible] کر دیتے تھے۔

چوتھا اعتراض: [illegible] سے صرف نظر کر لیں تو اس پر [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فدک [illegible] اور جناب ابوبکر منکر ہے اور کتب فقہی میں یہ مطلب مسلم ہے کہ اگر مدعی کا ثبوت ناقص ہو تو قاضی کے لیے ضروری ہے [illegible] کو اطلاع دے کر [illegible] گواہ ناقص ہیں [illegible] ہے کہ [illegible] سے قسم [illegible] جناب ابوبکر پر لازم تھا کہ وہ جناب زہراؑ کو [illegible] کر دیتے کہ [illegible] گواہ ناقص ہیں اگر آپ چاہیں تو چونکہ [illegible] آپ کو [illegible] لیکن جناب ابوبکر نے قضاوت کے اس قانون کو بھی نظر انداز کیا اور صرف گواہ [illegible] کو ناراستی کا اعلان کر کے رد کر دیا۔

مجمع الزوائد [illegible]

پانچواں اعتراض: اگر فرض کر لیں کہ جناب زہراؑ کی حقانیت [illegible] جناب ابوبکر [illegible] ثابت [illegible] نہیں ہوئی تھی تب بھی فدک کا مالک حکومت اسلامی کے مال میں تھا [illegible] مسلمانوں کے حاکم [illegible] کو حق پہنچتا تھا کہ وہ عمومی مصلحت [illegible] آپ [illegible] مسلمانوں کا [illegible] فدک کو [illegible] جناب فاطمہؑ [illegible] کر دیتے اور [illegible] اسلام [illegible] مسلمانوں کے درمیان چلنے والا تھا اس کے تلخ نتائج کا سد باب کر دیتے۔

کیا رسول خدا [illegible] جناب ابوبکر [illegible] عبدالرحمن بن عوف [illegible] کو [illegible] دی تھیں؟[1]

کیا [illegible] درختوں کے [illegible] کو [illegible] اسلام سے [illegible] دے دی تھیں؟[2]

کیا معاویہ [illegible] فدک کا تہائی حصہ [illegible] مروان بن الحکم [illegible] ایک تہائی جناب عمر بن عثمان کو اور ایک تہائی اپنے بیٹے یزید کو [illegible] دے دیا تھا؟[3]

کیا یہ بہتر نہ تھا کہ جناب ابوبکر بھی اسی طرح دختر پیغمبرؐ کو دے دیتے [illegible] بڑے خطرے [illegible] کو ختم کر دیتے؟

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

چھٹا اعتراض: جناب ابوبکر کا اس بارے میں فیصلہ اور فدک واپس کرنا اور رد کرنا قانون قضاء اسلام درست نہ تھا کیونکہ جناب زہراؑ اس واقعہ میں مدعی تھیں اور جناب ابوبکر منکر ہے۔ اس قسم کے مقدمہ میں فیصلہ کسی تیسرے آدمی سے کرانا چاہیے تھا جیسے کہ [illegible] اور حضرت علیؑ [illegible] میں آپ نے علاوہ کسی اور قاضی سے فیصلہ کرانے کے لیے [illegible] ہو سکتا ہے کہ جناب ابوبکر خود ہی منکر ہوں اور خود ہی قاضی بن کر اپنے مخالف سے گواہ طلب کریں اور اپنی پسند کا فیصلہ اور قضاوت خود ہی کر لیں۔

ان تمام مطالب سے یہ امر مستفاد ہوتا ہے کہ فدک کے معاملے میں حق جناب زہراؑ کے ساتھ تھا اور جناب ابوبکر نے عدل اور انصاف کے راستے سے عدول کر کے ان کے حق میں تعدی اور تجاوز سے کام لیا تھا۔

رسول خداؐ کے مدینہ میں اموال

بنی نضیر یہودیوں کی زمینیں

رسول خداؐ کا خالص مال تھا کیونکہ بنی نضیر جنگ کے بغیر صلح [illegible] اس قسم کے مال میں پیغمبر اسلامؐ کو پورا اختیار تھا کہ جس طرح مصلحت دیکھیں اسے صرف میں لائیں چنانچہ آپ نے بنی نضیر سے [illegible] اموال جو لیے تھے وہ تو مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیے اور کچھ ان میں اپنے لیے مخصوص [illegible] اور حضرت علیؑ کو حکم [illegible] صرف کریں اور بعد میں اسی [illegible] کو وقف کر دیا [illegible] کی زندگی میں [illegible] کے متولی خود آپ تھے آپ کی وفات کے بعد ان کی تولیت حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کی اولاد کے سپرد کی [illegible]

یہودیوں کے [illegible] تک عام مسلمان [illegible] یہاں جناب رسول خداؐ [illegible] نام یہ ہے مثیب، صافیہ، دلال، حسنی، برقہ، عواف، مشربہ ام ابراہیم [illegible] تمام کی تمام جناب رسول خداؐ کو [illegible] کر دیا تھا۔

[illegible] سات باغوں کے متعلق جو جناب فاطمہؑ کی تھیں امام [illegible] سے سوال کیا [illegible] آپ نے فرمایا یہ رسول خداؐ نے وقف [illegible] حضرت زہراؑ کو [illegible] پیغمبر اسلامؐ [illegible] جب آپ نے وفات پائی تو جناب عباس نے ان کے بارے میں حضرت فاطمہؑ سے نزاع کی حضرت علیؑ اور دوسروں نے گواہی دی کہ یہ [illegible] ہیں وہ سات باغ جن کے نام یہ تھے دلال، عواف، حسنی، صافیہ، مشربہ ام ابراہیم، مثیب، برقہ۔[3]

[illegible] امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ [illegible] رسول خداؐ اور فاطمہؑ کے صدقات اور اوقاف کے متعلق سوال کیا [illegible] نے فرمایا کہ وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کا مال ہے۔[3]

ابو مریم [illegible] کہتے ہیں میں نے رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے صدقات اور اوقاف کے متعلق امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ

۱۔ [illegible] البلدان ج [illegible] ص [illegible] ۔ سیرۃ ابن ہشام ج [illegible] ص [illegible]

۲۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

۳۔ بحار الانوار ج [illegible] ص [illegible]

ہمارے لیے حلال ہے جناب فاطمہؑ کے صدقات ہیں، خمس اور بنی المطلب کا مال تھا۔[1]

جناب رسول خداؐ نے ان املاک کو جو مدینہ کے اطراف میں تھے وقف کر دیا تھا اور ان کی تولیت حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کے سپرد کر دی تھی۔ یہ املاک بھی ایک مورد تھا جس میں حضرت زہراؑ کا جناب ابوبکر سے جھگڑا ہوا تھا۔

بظاہر حضرت زہراؑ اس جھگڑے میں کامیاب ہو گئیں اور مدینہ کے صدقات اور اوقاف کو آپ نے ان سے لے لیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے موت کے وقت ان کی تولیت علیؑ اور اپنی اولاد کے لیے وصیت کی تھی۔ مجلسیؒ نے نقل کیا ہے کہ جناب ابوبکر نے بالکل نہ خیبر بھی جناب فاطمہؑ کو واپس نہیں کی لیکن جب جناب عمر خلافت کے مقام پر پہنچے تو آپ نے مدینہ کے صدقات و اوقاف حضرت علیؑ اور عباس کو واپس کر دیئے لیکن خیبر اور فدک واپس نہ کئے اور کہا کہ یہ رسول خداؐ کے لازمی اور ناگہانی امور کے لئے وقف ہیں۔

مدینہ کے اوقاف اور صدقات حضرت علیؑ کے قبضے میں تھے اس بارے میں جناب عباس نے حضرت علیؑ سے نزاع کیا لیکن اس میں حضرت علیؑ کامیاب ہو گئے لہذا آپ کے بعد یہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھوں میں آئے اور ان کے بعد امام حسین علیہ السلام کے، ان کے اور آپ کے بعد جناب عبداللہ بن حسنؑ کے ہاتھ میں رہے یہاں تک کہ جب بنی عباس خلافت پر پہنچے تو انہوں نے یہ صدقات بنی ہاشم سے واپس لے لئے۔[2]

---

[1] بحار الانوار ج ۲۲ ص ۲۹۶

[2] بحار الانوار ج ۲۲ ص ۳۰۰۔

خیبر کے خمس کا بقایا

گذشتہ بحث میں ہم نے بتایا کہ پیغمبر اسلام نے جب خیبر کو فتح کیا تو چونکہ وہاں جنگ اور جہاد کیا گیا، اس وجہ سے یہودیوں کا مال اور اراضی مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہوں۔

رسول خداؐ نے قانون اسلام کے مطابق غنائم کو تقسیم کیا۔ آپ نے منقولہ اموال کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا، چار حصے فوج میں تقسیم کر دیئے اور ایک حصہ خمس کا ان مصارف کے لیے مخصوص کیا کہ جسے قرآن معین کرتا ہے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ
وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل [1]

یعنی جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو اس کا خمس خدا اور پیغمبرؐ اور پیغمبرؐ کے رشتہ دار، قریبی اور اس کے یتیم اور تنگ دست اور ابن سبیل کے لیے ہے۔ اس آیت اور دیگر احادیث کی رو سے غنیمت کا خمس چھ جگہ خرچ کیا جاتا ہے اور صرف اسی جگہ خرچ کرنا ہوگا۔

جناب رسول خداؐ خمس کو علیحدہ رکھ دیتے تھے اور بنی ہاشم کے رشتہ داروں، یتیموں اور فقیروں اور ابن سبیل کی ضروریات زندگی پوری کیا کرتے تھے اور مال کو اپنے ذاتی مصارف اور خدائی کاموں پر خرچ کیا کرتے

---

[1] سورہ انفال آیت ۴۱۔

نیز آپ نے خیبر کے خمس کو بھی اپنے مصارف کے لئے مخصوص رکھ چھوڑا تھا اس کی کچھ مقدار کو آپ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دیا تھا [illegible] جناب فاطمہ کو حصہ ملا، گندم اور جو کے دو سو وسق ورثہ عنایت فرمائے کچھ مقدار اپنے رشتہ داروں اور ذوی القربیٰ میں تقسیم کی [illegible] دو سو وسق جناب فاطمہ کو اور ایک سو وسق حضرت علیؑ کو عطا فرمائے۔

اور خیبر کی زمین کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ زمین کا ان مصارف کے لئے جو حکومت کو درپیش ہوا کرتے تھے مخصوص کر دیا اور دوسرا حصہ مسلمانوں اور ازواج [illegible] کی ضروریات زندگی کے لئے مخصوص کر دیا اور پھر تمام زمینوں کو یہودیوں کو اس شرط پر واپس کر دیا کہ وہ ان میں کاشت کریں اور اس کی آمدنی کا ایک معین حصہ پیغمبر کو دیا کریں، آپ اس حصہ کو وہیں خرچ کرتے تھے کہ جسے خداوند عالم نے معین کیا۔

جب رسول خدا کی وفات ہو گئی تو جناب ابوبکر نے خیبر کے تمام موجود غنائم پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ وہ خمس جو خدا اور اس کے رسولؐ اور بنی ہاشم کے ذوی القربیٰ اور یتیموں مسکینوں اور ابن سبیل کا حصہ تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا اور بنی ہاشم کو خمس سے محروم کر دیا۔

حسن بن محمد بن علی ابن ابیطالب کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر نے ذوی القربیٰ کا سہم جناب فاطمہ اور دوسرے بنی ہاشم کو نہیں دیا اور اس کو کار خیر میں جیسے اسلحہ اور زرہ وغیرہ کی خریداری پر خرچ کرتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عروہ کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ حضرت ابوبکر کے پاس گئیں اور فدک اور سہم ذوی القربیٰ کا ان سے مطالبہ کیا جناب ابوبکر نے انہیں کوئی چیز نہ دی اور اللہ کے اموال میں داخل کر دیا۔

فی الحال یہ موضوع بھی ان موارد میں سے ایک ہے کہ جس میں جناب فاطمہ کا جناب ابوبکر سے جھگڑا اور مورد اختلاف قرار پایا آپ کبھی اپنے حق کے عنوان سے اور کبھی اپنے سہم ذوی القربیٰ کے عنوان سے جناب ابوبکر سے مطالبہ کیا کرتی تھیں۔

اس مورد میں بھی حق جناب فاطمہ کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن شریف کے مطابق خمس ان خاص موارد میں صرف ہوتا ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ضروری ہے کہ بنی ہاشم کے ذوی القربیٰ اور یتیموں اور فقیروں اور ابن سبیل کو دیا جائے، اگر کوئی درخت سے کہ اس کا یوں جواب دیا جائے کہ پیغمبر نے وراثت نہیں چھوڑی تھی جناب فاطمہ ابوبکر سے فرماتی تھیں کہ خداوند عالم نے قرآن میں ایک سہم خمس کا ذوی القربیٰ کے لئے مخصوص کیا ہے اور چاہئے کہ یہ اسی مورد میں صرف ہو آپ تو ذوی القربیٰ میں داخل نہیں ہیں اور نہ ہی اس کے مصداق ہیں آپ نے یہ ہمارا حق کیوں روک رکھا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ فاطمہ جناب ابوبکر کے پاس گئیں اور فرمایا کہ تم خود جانتے ہو کہ اہل بیت کے ساتھ زیادتی کی ہے اور ہمیں رسول خدا کے صدقات اور غنائم کے سہم ذوی القربیٰ سے کہ جسے قرآن نے معین کیا ہے محروم کر دیا ہے خداوند عالم فرماتا ہے: واعلموا انما غنمتم من شیء [illegible] جناب ابوبکر نے

۱؎ شرح ابن ابی الحدید جلد [illegible] ص [illegible]۔

جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر اور آپ کے والد پر قربان ہوں اے رسول کی دختر میں نے کتاب اللہ اور رسول کے حق اور اپنے قرابت داروں کے حق کا پورا خیال کیا ہے کو آپ پڑھتی ہیں میں بھی پڑھتا ہوں لیکن میری نگاہ میں یہ نہیں آیا کہ خمس کا ایک پورا حصہ انہیں دے دوں۔

جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ کیا خمس کا یہ حصہ میرے اور میرے رشتہ داروں کے لئے ہے؟ ابوبکر نے کہا نہیں بلکہ اس کی کچھ مقدار انہیں دوں گا اور باقی کو مسلمانوں کے مصالح پر خرچ کر دوں گا جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو اس طرح نہیں ہے جناب ابوبکر نے کہا کہ حق تعالیٰ کا حکم یوں ہی ہے۔

رسول خدا کی وراثت

جناب فاطمہؑ کا جناب ابوبکر سے ایک نزاع اور اختلاف رسول خدا کی وراثت کے بارے میں تھا۔ تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جناب فاطمہؑ رسول خدا کی وفات کے بعد جناب ابوبکر کے پاس گئیں اور اپنے والد کی وراثت کا ان سے سوال کیا۔ جناب ابوبکر نے جناب فاطمہؑ کو وراثت کے طور سے کچھ نہ دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ پیغمبر میراث نہیں چھوڑتے اور جو کچھ وہ مال چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور اس مطلب کے لئے انہوں نے ایک حدیث بھی بیان کی جس کے راوی وہ خود ہی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد سے سنا ہے کہ ہم پیغمبر سونا، چاندی، زمین اور ملک اور گھر بار میراث میں نہیں چھوڑتے بلکہ ہماری وراثت ایمان اور حکمت

شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۳۰۔

اور علم و دانش اور شریعت ہے۔ میں اس موضوع میں پیغمبر کے دستور اور ان کی مصلحت کے مطابق کام کروں گا۔

جناب فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر کی اس بات کو تسلیم نہ کیا اور اس کی تردید قرآن مجید کی کئی آیات سے تمسک کرتے ہوئے کی ہم اس موضوع میں زیادہ بحث کرنا چاہتے ہیں تاکہ وراثت کا مسئلہ زیادہ واضح اور روشن ہو جائے۔

قرآن میں وراثت

قرآن کریم میں وراثت کا مطلق قانون وارد ہوا ہے۔ خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ تمہیں اولاد کے بارے میں سفارش کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ لڑکی کے دو برابر ہے۔

یہ آیت اور قرآن کی دوسری آیات جو میراث کے بارے میں نازل ہوئی ہیں عمومیت اور شمولیت رکھتی ہیں اور وہ تمام لوگوں کو شامل ہیں اور پیغمبروں کو بھی یہ آیات شامل ہیں۔ پیغمبر بھی ان نصوص کلیہ کی رو سے میراث چھوڑ سکتے ہیں اور میراث حاصل کر سکتے ہیں اور ان کے بیٹے جو ان کے وارثوں کا طبقہ ہے انہی نصوص کلیہ کی بنا پر ہمارے رسولؐ کے اموال اور ترکے کو ان کے وارثوں کی طرف منتقل ہونا چاہئے۔ اب اس قانون وراثت کے عموم اور کلیت سے ہم استثناء نہیں کر سکتے مگر یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا کوئی قطعی دلیل ہے جو پیغمبر اور ان کی اولاد کو قانون وراثت سے اس طرح مستثنیٰ قرار دے رہی ہے؟

شرح ابن ابی الحدید ج ۱۶ ص ۲۱۸۔

[illegible]

جناب ابوبکر کی حدیث

حضرت زہراؑ کے مقابلے میں

جناب ابوبکر دعویٰ کرتے تھے کہ تمام پیغمبر وراثت سے کلی طور سے مستثنیٰ اور خارج ہیں اور وہ میراث نہیں چھوڑتے ہیں۔ اس ادعا کے لئے جناب ابوبکر نے ایک حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس کے راوی خود آپ ہیں اور یہ روایت کتابوں میں مختلف عبارات سے نقل ہوئی ہے

قال ابوبکر لفاطمة انی سمعت رسول الله يقول
انا معاشر الانبياء لا نورث ذهباً ولا فضة
ولا ارضاً ولا داراً ولكنا نورث الايمان و
الحكمة والعلم والسنة فقد عملت بما امرني
ونصحت له[1]

یعنی ابوبکر نے جناب فاطمہؑ سے کہا کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر سونا، چاندی، زمین، مکان ارث میں نہیں چھوڑتے ہمارا ارث ایمان، حکمت، دانش، شریعت ہوا کرتا ہے میں رسول خداؐ کے دستور پر عمل کرتا ہوں اور ان کی مصلحت کے مطابق عمل کر رہا ہوں۔

دوسری جگہ روایت اس طرح ہے کہ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ آپ ان سے رسول خداؐ کی میراث طلب کر رہی تھیں اور آپ وہ چیزیں طلب کر رہی تھیں جو رسول اللہ نے مدینہ میں چھوڑی تھیں

[1] شرح ابن ابی الحدید ج [illegible] ص [illegible]۔

اور فدک اور جو خیبر کا خمس بچا ہوا تھا۔ جناب ابوبکر نے کہا رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ (یعنی وقف) ہوتا ہے، آل محمدؐ تو اس سے صرف کھا سکتے ہیں۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب جناب فاطمہؑ نے جناب ابوبکر سے گفتگو کی تو جناب ابوبکر رو دیے اور کہا کہ اے دختر رسول اللہؐ آپ کے والد نے دینار اور درہم نہیں چھوڑے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ انبیاء میراث نہیں چھوڑتے ہیں۔[2]

ایک اور حدیث یوں ہے کہ جناب فاطمہؑ نے کہا کہ جناب ابوبکر سے کہ جب تو مرے گا تو تیرا وارث کون ہوگا؟ اس نے جواب دیا، میری اولاد اور اہل، آپ نے فرمایا پھر تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو رسول اللہ کا وارث بن بیٹھا ہے اور ہم نہیں؟ اس نے کہا اے دختر رسولؐ آپ کے والد نے گھر، مال، سونا اور چاندی وراثت میں نہیں چھوڑی۔ جب جناب فاطمہ نے کہا [illegible] وہ حصہ تو [illegible] ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے [illegible] دیکھے، جناب ابوبکر نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ وہ ایک طعمہ ہے کہ جس سے اللہ نے [illegible] جب لوگوں کے لئے دیا ہے، جب میں مر جاؤں تو یہ مسلمانوں کے لئے ہو جائے گا۔[3]

ایک اور روایت یوں ہے کہ جناب فاطمہؑ حضرت ابوبکر کے پاس گئیں اور

[1] شرح ابن ابی الحدید ج [illegible] ص [illegible]۔
[2] شرح ابن ابی الحدید ج [illegible] ص [illegible]۔
[3] شرح ابن ابی الحدید ج [illegible] ص [illegible]۔

فرمایا کہ میری میراث رسول اللہؐ سے جو کچھ ہے وہ مجھے دو۔ جناب ابوبکر نے کہا کہ ہم انبیاء وارث نہیں چھوڑتے جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے[1]

جناب ابوبکر نے اس قسم کی حدیث سے استدلال کر کے جناب فاطمہؑ کو والد کی میراث سے محروم کر دیا لیکن یہ حدیث کئی لحاظ سے حجت نہیں کہ جس سے استدلال کیا جا سکے

قرآن کی مخالفت

یہ حدیث قرآن کے مخالف ہے کیونکہ قرآن میں تصریح کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ پیغمبر بھی دوسرے مردوں کی طرح میراث چھوڑتے ہیں اور جیسا کہ ائمہ طاہرین نے فرمایا ہے کہ جو حدیث قرآن کی مخالف ہو وہ معتبر نہیں ہوا کرتی اسے دیوار پر دے مارو۔ ان آیات میں سے کہ جو انبیاء کے وارث چھوڑنے کو بتاتی ہیں ایک یہ ہے۔

ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا۔ تا۔ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا[2]۔

ظاہر ہے کہ جناب زکریا کے چچا زاد بھائی بے دین اور برے لوگ تھے اگر جناب زکریا کے فرزند پیدا نہ ہوتا تو آپ کا تمام مال چچا زاد بھائیوں کو ملتا آپ کو ڈر

[1] کشف الغمہ ج [illegible] ص [illegible]۔
[2] سورہ مریم آیت [illegible]۔

تھا کہ میری میراث چچا زاد بھائیوں کو مل گئی تو میرے مال کو برائیوں اور گناہ پر خرچ کریں گے اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ خدایا مجھے اپنے وارث چچا زاد بھائیوں سے خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے خداوندا مجھے ایک فرزند عطا فرما جو میرا وارث ہو۔ خداوند عالم نے جناب زکریا کی دعا قبول فرمائی اور خدا نے جناب یحییٰ کو انہیں عطا کیا۔ اس آیت سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ پیغمبر بھی دوسرے لوگوں کی طرح میراث چھوڑتے ہیں ورنہ بصورت دیگر زکریا کی دعا اور خواہش بے معنی ہوتی۔

یہاں پر کہا گیا ہے کہ مراد جناب زکریا کی وراثت علم و دانش اور نبوت ہے نہ مال و ثروت۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے خواہش کی ہو کہ انہیں فرزند عنایت فرمائے کہ جو ان کے علوم کا وارث ہو اور دین کی ترویج کی کوشش کرے۔ لیکن تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ احتمال درست نہیں ہے، کیونکہ وراثت کا لفظ مال کی وراثت میں ظہور رکھتا ہے نہ علم کی وراثت میں اور جب تک اس کے خلاف کوئی قرینہ موجود نہ ہو اسے وراثت مال پر ہی محمول کیا جائے گا۔ دوسرے اگر تو وراثت سے مراد مال کی وراثت ہو تو جناب زکریا کا خوف بامحل ہے اور اگر مراد وراثت سے علمی وراثت ہو تو پھر اس آیت کے معنی کسی طرح درست نہیں قرار پاتے کیونکہ اگر مراد علمی وراثت سے علمی کمالات ہیں تو یہ درحقیقت مال و دولت نہیں ہو جاتے کہ اس لئے کسی کی خواہش کے بغیر دوسروں کو منتقل ہو جاتے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت زکریا کو اس بات کا خوف تھا کہ علوم اور معارف اور قوانین شریعت ان کے چچا زاد بھائیوں کے ہاتھوں میں چلے گئے تو وہ اس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے تو بھی جناب زکریا کا یہ خوف درست نہ تھا کیونکہ جناب زکریا کا وظیفہ یہ تھا کہ

قوانین اور احکام شریعت کو عام لوگوں کے سپرد کر دیں اور ان کے چچا زاد بھائی بھی علوم ملت میں شامل ہوں گے اور پھر اگر جناب زکریا کے فرزند بھی ہو جاتے تب بھی آپ کے چچا زاد بھائی قوانین کے عالم ہو سکتے تھے کیونکہ وہ ان سے غلط فائدہ اٹھا سکتے تھے اور اگر جناب زکریا کو اس کا خوف تھا کہ وہ مخصوص علوم جو انبیاء کے ہوتے ہیں وہ ان کے چچا زاد بھائیوں کے ہاتھوں میں نہ چلے جائیں اور وہ اس سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں تو [illegible] کا یہ خوف بے وجہ تھا کیونکہ وہ مخصوص علوم آپ ہی کے [illegible] رہیں تھے اور یہ بات آپ کی قدرت میں تھی کہ ان علوم کی اپنے چچا زاد بھائیوں کو اطلاع ہی نہ کریں تاکہ وہ اسرار آپ ہی کے پاس محفوظ رہیں اور آپ جانتے تھے کہ خداوند عالم لوگوں کے علوم کا مالک بدکار لوگوں کو نہیں بناتا۔ بہرحال وراثت سے علمی وراثت مراد ہو تو جناب زکریا کا خوف اور ڈر معقول نہ ہوتا اور بلا وجہ ہوتا۔

ممکن ہے یہاں کوئی یہ کہے کہ جناب زکریا کو خوف اور ڈر اس وجہ سے تھا کہ آپ کے چچا زاد بھائی برے آدمی اور خدا کے دین اور دیانت کے دشمن تھے آپ کے بعد اس کے دین کو مٹانے کے درپے ہوتے اور آپ کی زحمات کو ختم کر کے رکھ دیتے لہذا جناب زکریا نے خدا سے دعا کی کہ مجھے ایک فرزند عنایت فرما کہ جو مقام نبوت تک پہنچے اور خدا کے دین کے لیے کوشش کرے اور اسے باقی رکھے پس اس آیت میں وراثت سے مراد علم اور حکمت کی وراثت ہوگی نہ مال اور ثروت کی۔

لیکن یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ جناب زکریا جانتے تھے کہ خدا کبھی بھی زمین کو پیغمبر یا امام کے وجود سے خالی نہیں رکھتا لہذا یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ جناب زکریا کو اس جہت سے خوف اور ڈر تھا کہ شاید خداوند عالم

دین اور شریعت کو بغیر کسی حامی کے چھوڑ دے اور اگر جناب زکریا ایک فرزند چاہتے تھے جو پیغمبر اور دین کا حامی ہو تو آپ کو اس طرح کہنا چاہیے کہ خدایا مجھے ایک فرزند عنایت فرما جو پیغمبر اور وراثت کا مالک ہو اور اسے صالح قرار دے [illegible] کی صورت میں اس طرح دعا کرنی چاہیے تھی کہ خدایا مجھے خوف ہے کہ میرے بعد دین کی اساس کو ختم کر دیا جائے گا پس مجھے تمنا کرتا ہوں کہ میرے بعد دین کی حمایت کے لیے ایک پیغمبر بھیج اور میں دوست رکھتا ہوں کہ وہ پیغمبر میری اولاد سے ہو وہ مجھے ایک فرزند عنایت فرما جو پیغمبر ہو اور پھر اگر میراث سے مراد علم کی میراث ہو تو پھر دعا میں اس جملے کی کیا ضرورت تھی خدایا اسے محبوب اور پسندیدہ قرار دے کیونکہ جناب زکریا جانتے تھے کہ خداوند عالم غیر صالح اور غیر اہل افراد کو پیغمبری کے منصب پر نصب نہیں کرے گا تو پھر اس جملے خدایا میرے فرزند کو پسندیدہ اور صالح قرار دے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

اس پوری گفتگو سے یہ مطلب واضح ہو گیا ہے کہ حضرت یحیی کی میراث جناب زکریا سے مال کی میراث تھی نہ کہ علم کی اور یہی جب اس مطلب پر کہ پیغمبر بھی دوسرے لوگوں کی طرح میراث لیتے ہیں اور میراث چھوڑتے ہیں سنت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے لہذا جو حدیث ابوبکر نے اپنے استدلال کے لیے بیان کی وہ قرآن کے مخالف ہوگی اور حدیث شناسی کے علم میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ جو حدیث قرآن مجید کے مخالف ہو وہ قابل قبول نہیں ہوا کرتی اور اسے دیوار پر دے مارنا چاہیے اسی لیے تو جناب زہراؑ نے جو قوانین اور احکام شریعت اور حدیث شناسی اور تفسیر قرآن کو اپنے والد اور شوہر سے حاصل کر چکی تھیں اس حدیث کے رد کرنے کے لیے اسی آیت کو اس کے مقابلے میں پیش کیا اور بتلایا کہ یہ حدیث اس آیت کی مخالف ہے کہ جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

ایک اور آیت کہ جس سے استدلال کیا گیا ہے کہ پیغمبرؐ بھی میراث لیتے اور میراث چھوڑنے ہیں یہ آیت ہے۔ وورث سلیمان داؤد۔[1]

اس آیت میں خداوند عالم سلیمان کے بارے میں فرماتا ہے کہ آپ جناب داؤد کے وارث ہوئے اور کلمہ وارث کا ظہور مال کی وراثت میں ہے جب تک اس کے خلاف کوئی قطعی دلیل موجود نہ ہو تب تک اس سے مراد مال کی وراثت ہی ہوگی۔ اسی لئے تو حضرت زہراؑ نے ابوبکر کے مقابلے میں اس آیت سے استدلال کیا جب کہ حضرت زہراؑ قرآن کے نازل ہونے والے گھر میں تربیت پا چکی تھیں۔

ایک اشکال

اگر جناب ابوبکر کی نقل شدہ حدیث صحیح ہوتی تو ضروری تھا کہ رسول خداؐ کے تمام اموال کو لے لیا جاتا لہذا وارثوں کو آپ کے لباس، زرہ، تلوار، سواری کے حیوانات، دودھ دینے والے حیوانات، گھر کے اساس سے بھی محروم کر دیا جاتا اور انہیں بھی بیت المال کا جزء قرار دے دیا جاتا حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ جناب رسول خداؐ کے اس قسم کے اموال ان کے وارثوں کے پاس ہی رہے اور کوئی تاریخ بھی گواہی نہیں دیتی اور کسی مورخ نے نہیں لکھا کہ جناب ابوبکر نے رسول خداؐ کا لباس، تلوار، زرہ، فرش، برتن وغیرہ اموال عمومی میں شامل کر کے ضبط کر لئے ہوں بلکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ کے مکان کے کمرے آپ کی بیویوں کے پاس ہی رہے اور اس کے علاوہ جو باقی مذکورہ

---

[1] سورۂ نمل آیت ۱۶۔

مال تھا آپ کے ورثاء میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ بات بھی ایک دلیل ہے کہ جناب ابوبکر کی حدیث ضعیف تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ خود جناب ابوبکر کو بھی اپنی بیان کردہ حدیث کے متعلق اعتبار نہ تھا کیونکہ اگر وہ حدیث ان کے نزدیک درست ہوتی تو پھر رسول خداؐ کے اموال میں فرق نہ کرتے۔

جب کہ جناب ابوبکر مدعی تھے کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ میں میراث نہیں چھوڑتا میرا مال صدقہ ہوتا ہے اسی لئے تو پیغمبرؐ کی بیٹی اور اسلام کی مثالی خاتون کو رنجیدہ خاطر بھی کر دیا تو پھر کیوں پیغمبرؐ کے حجروں کو آپ کی ازواج سے واپس نہ لیا؟ اور پھر کیوں دوسرے مذکورہ اموال کا مطالبہ نہ کیا۔؟

ایک اور اشکال

اگر یہ بات درست ہوتی کہ پیغمبر میراث نہیں چھوڑتے تو ضروری تھا کہ پیغمبرؐ اس مسئلے کو حضرت زہراؑ اور حضرت علیؑ سے ضرور بیان فرماتے اور فرماتے کہ میرا مال اور جو کچھ میں چھوڑ جاؤں یہ عمومی صدقہ ہوگا اور وراثت کے عنوان سے تمہیں نہیں مل سکتا خبردار میرے بعد میراث کا مطالبہ نہ کرنا اور اختلاف اور نزاع کا سبب نہ بننا۔ کیا رسول خداؐ کو علم نہ تھا کہ وراثت کے کلی قانون اور عمومی قاعدے کے ماتحت میرے وارث میرے مال کو تقسیم کرنا چاہیں گے اور ان کے درمیان اور خلیفہ وقت کے درمیان نزاع اور جھگڑا رونما ہو جائے گا؟ یا رسول اللہؐ کو اس بات کا علم تھا لیکن آپ نے احکام کی تبلیغ میں کوتاہی کی ہوگی؟ ہم تو اس قسم کی بات پیغمبرؐ کے حق میں باور نہیں کر سکتے۔

بعض نے کہا ہے کہ رسول خداؐ پر اپنے ورثاء کو یہ مطلب بیان کرنا ضروری

نہ تھا بلکہ صرف اتنا کافی تھا کہ اس مسئلے کو اپنے خلیفہ جناب ابوبکر جو مسلمانوں کے امام تھے بتلا دیں اور خلیفہ پر ضروری ہے کہ وہ احکام الٰہی کو نافذ کرے چنانچہ پیغمبرؐ نے جناب ابوبکر کو یہ مسئلہ بتلا دیا تھا لیکن یہ فرمائش بھی درست معلوم نہیں ہوتی ـــــ لفظ تو یہ کہ جناب ابوبکر پیغمبرؐ کے زمانے میں آپ کے خلیفہ معین نہیں ہوئے تھے کہ کہا جاسکے کہ پیغمبرؐ نے انہیں اس کا حکم اور دستور دے دیا تھا دوسرے میراث کے مسئلہ کا تعلق پہلے اور بالذات آپ کے ورثا سے تھا انہیں وراثت میں اپنا وظیفہ معلوم ہونا چاہیے تھا تاکہ حق کے خلاف میراث کا مطالبہ نہ کریں اور امت میں اختلاف اور جدائی کے اسباب فراہم نہ کریں۔

آیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علیؑ جو مدینہ علم کا دروازہ اور جناب فاطمہؑ جو نبوت اور ولایت کے گھر کی تربیت یافتہ تھیں ایک اس قسم کے اہم مسئلہ سے کہ جس کا تعلق ان کی ذات سے تھا بے خبر تھیں، لیکن جناب ابوبکر کہ جو بعض اوقات عام اور عادی مسائل کو بھی نہ جانتے تھے اس وراثت کے مسئلے کا حکم جانتے ہوں؟ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ جناب فاطمہؑ اس مسئلے کا حکم تو جانتی تھیں لیکن اپنی عصمت اور طہارت کے باوجود اپنے والد کے دستور اور حکم کے خلاف جناب ابوبکر سے میراث کا مطالبہ کر رہی تھیں؟ کیا حضرت علیؑ کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ مسئلہ تو جانتے تھے لیکن اس مقام زہد اور تقویٰ اور عصمت و طہارت کے باوجود اور اس کے باوجود کہ آپ ہمیشہ قوانین اسلام کے اجراء میں بہت زیادہ علاقمندی ظاہر کرتے تھے پھر بھی اپنی بیوی کو پیغمبرؐ کے بیان کردہ مسئلہ کے خلاف اجازت دے رہے ہیں کہ وہ جائیں اور وراثت کا جناب ابوبکر سے مطالبہ کریں اور پھر مسجد میں مجمع عوام الناس کے سامنے خطاب کریں؟ ہم گمان نہیں کرتے کہ کوئی بھی [illegible] کا یقین کرے گا۔

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

ایک اور اشکال

جناب ابوبکر نے مرتے وقت وصیت کی کہ اسے پیغمبرؐ کے حجرے میں دفن کیا جائے اور اس بارے میں اپنی بیٹی جناب عائشہ سے اجازت لی؟ اگر وہ حدیث جو پیغمبرؐ کی وراثت کی نفی کرتی ہو درست ہو تو پیغمبرؐ کا یہ حجرہ مسلمانوں کا عمومی مال ہوگا تو پھر جناب ابوبکر کو تمام مسلمانوں سے دفن کی اجازت لینا چاہیئے تھی؟

تنبیہ

جو اموال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف اور قبضے میں تھے وہ دو قسم کے تھے۔

پہلی قسم

: یہ وہ مال تھا کہ جس کا تعلق ملت اسلامی سے ہوتا ہے اور بیت المال کا عمومی مال شمار ہوتا ہے جس کو یوں تعبیر کیا جاتا ہے کہ یہ حکومت کا مال ہے رسول خداؐ چونکہ مسلمانوں کے حاکم تھے آپ اس قسم کے مال میں تصرف کیا کرتے تھے اور اسے تمام مسلمانوں کے مصالح اور مفاد کے لئے خرچ کیا کرتے تھے ایسا مال نبوت اور امامت اور حکومت اسلامی کا مال ہوتا ہے ایسے مال میں قانون وراثت جاری نہیں ہوتا بلکہ اس منصب دار کی موت کے بعد اس کے جانشین شرعی کی طرف بطور منصب منتقل ہو جاتا ہے۔

حضرت زہراؑ نے اس قسم کے اموال میں وراثت کا مطالبہ نہیں کیا تھا اور اگر کبھی آپ نے اس قسم کے مال میں بطور اشارہ بھی مطالبہ کیا ہو تو وہ اس لئے تھا

کہ آپ جناب ابوبکر کی حکومت کو قانونی اور دینی حکومت تسلیم نہیں کرتی تھیں بلکہ اپنے شوہر حضرت علیؑ کو قانونی اور شرعی خلیفہ جانتی تھیں تو گویا آپ اس قسم کے مال کا مطالبہ کر کے اپنے شوہر کی خلافت کا دفاع کرتی تھیں اور جناب ابوبکر کی حدیث کو اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیں تو وہ بھی اس قسم کے مال کی وراثت کی نفی کر رہی ہے نہ پیغمبر کے ہر قسم کے مال کو شامل ہے۔

دوسری قسم: وہ مال تھا جو آپ کا شخصی اور ذاتی مال تھا کیونکہ پیغمبر اسلامؐ بھی تو انسانوں کے افراد میں سے ایک فرد تھے کہ جنہیں مالکیت کا حق تھا آپ بھی کسب اور تجارت اور دوسرے جائز ذرائع سے مال کماتے تھے ایسا مال آپ کی شخصی ملکیت ہو جاتا تھا ایسے مال پر ملکیت کے تمام قوانین اور احکام یہاں تک کہ وراثت کے قوانین بھی مرتب ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں آپ بلاشک اور تردید اس قسم کے اموال رکھتے تھے اور آپ کو بھی غنیمت میں سے حصہ ملتا تھا اس قسم کے مال میں رسول خداؐ اور دوسرے مسلمان برابر اور مساوی ہیں اس پر اسلام کے تمام احکام یہاں تک کہ وراثت کے احکام بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح مرتب ہوتے ہیں۔ جناب زہراؑ نے ایسے اموال کی وراثت کا جناب ابوبکر سے مطالبہ کیا تھا۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے کسی کو جناب ابوبکر کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو یا ان کے اہلبیت؟ جناب ابوبکر نے جواب دیا کہ ان کے اہلبیت۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا پس رسول خداؐ

کا حصہ کہاں گیا؟[1]

اس قسم کے مال میں جناب رسول خداؐ کو جناب ابوبکر کے ساتھ کوئی فرق نہ تھا، جناب ابوبکر باوجودیکہ اپنے آپ کو رسول خداؐ کا خلیفہ جانتے تھے وہ بھی اپنے شخصی اموال میں تصرف کیا کرتے تھے اور اسے اپنے بعد اپنے وارثوں کی ملک جانتے تھے پس ابوبکر پر ضروری تھا کہ رسول خداؐ کے شخصی مال کو بھی آپ کے وارثوں کی ملک جانتے۔ اسی لئے تو جناب فاطمہؑ نے فرمایا تھا کہ تیری بیٹیاں تو تم سے وراثت لیں لیکن رسول خداؐ کی بیٹی اپنے باپ سے وراثت نہ لے؟ جناب ابوبکر نے بھی جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے یعنی ان کی بیٹی اپنے باپ سے وراثت نہ لے۔[2]

ختم شد

الحمد للہ علی اتمامہ وصلی اللہ علی محمد وآلہ

[1]۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶ ص ۲۱۹۔
[2]۔ شرح ابن ابی الحدید، ج ۱۶ ص ۲۱۹۔

انصاریان پبلیکیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۳۷۱۸۵-۱۸۷

قم جمہوری اسلامی ایران

ٹیلی فون نمبر ۲۱۷۴۴